القطرہ من بحر الفضائل زوّار الحسین علیہ السلام

و

عرفانِ المظلوم علیہ السلام

تالیف:

مولانا سیّد رضا حیدر رضوی

Presented by Ziaraat.Com

بسم الله الرحمن الرحيم

Presented by Ziaraat.Com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ـــــ القطرہ من بحر الفضائل زوّار الحسینؑ وعرفانِ المظلومؑ

تالیف ـــــ جناب مولانا سیّد رضا حیدر رضوی

کمپوزنگ ـــــ سیّد خرم رضا نقوی

ناشر ـــــ ترابی پبلیکیشنز

طبع ـــــ کنزا پرنٹرز

سن اشاعت ـــــ 2014ء

ملنے کا پتہ:

ترابی لائبریری R-941، بلاک 20، سادات کالونی، انچولی

نزد مسجد و امام بارگاہ خیر العمل۔

Presented by Ziaraat.Com

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضمون
	مضمون
7	مقدمہ
26	العنوان الاوّل
28	الباب اوّل کے مخصوص فضائل کے بیان میں)
55	الباب الثانی (زیارت امام حسین علیہ السلام کی خاص فضیلت کے بیان میں)
68	الباب الثالث (اُن صفات خاصہ کے بیان میں جو زائرین سیّد الشہداء علیہ السلام کو حاصل ہیں)
71	الباب الرابع (بیان میں ایک اجر خاص کے اور عجیب صفت خاص کے جو مرتب ہوتی ہیں زیارت سیّد الشہداء علیہ السلام پر)
79	الباب الخامس (احکام خاص زیارت امام حسین علیہ السلام کے بیان میں)
82	الباب السادس (شرائط و آداب شرائط زیارت سیّد الشہداءؑ کے بیان میں)
85	الباب السابع (بیان میں ترکِ زیارتِ سیّد الشہداء علیہ السلام کے آثار (موالیان اہل بیت علیہم السلام پر)
88	الباب الثامن (امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے بیان میں جو وقت کے ساتھ مخصوص ہیں ۔)

Presented by Ziaraat.Com

الباب التاسع (زیارت امام حسین علیہ السلام کے بدل کے بیان میں تا کہ ثواب زیارت فوت نہ ہو جائے)	97
الباب العاشر (جناب امام حسین علیہ السلام کے ان خطابات کے بیان میں جو ان کی زیارتوں کی عبارات میں مذکور ہیں اور انہیں سے مخصوص ہیں اور کسی دوسرے انبیاءؑ یا ائمہؑ کی زیارات کی عبارتوں میں مذکور نہیں ہیں)	101
امام حسین علیہ السلام کے استغاثات کی تفصیل	126
ہر مرنے والے کا استغاثہ	135
العنوان الثانی (جناب امام حسین علیہ السلام کی خصوصیات اُن زائرین کے لحاظ سے جنہوں نے امامؑ کی زیارت اُن کی شہادت سے قبل کی ہے اور اُن زائرین کے لحاظ سے جنہوں نے امام حسینؑ کی زیارت اُن کی شہادت کے بعد اور قبل دفن کے کی ہے)	144
العنوان الثالث (امام حسین علیہ السلام کے اُن زائرین کے بیان میں جنہوں نے امام حسین علیہ السلام کی زیارت دفن ہونے کے بعد کی ہے۔)	151
العنوان الرابع (امام حسین علیہ السلام کے ان خصائص کے بیان میں جن کا تعلق قرآن مجید وکلام عزیز سے ہے۔)	162
العنوان الخامس (امام حسین علیہ السلام کے اُن خصائص کے بیان میں جن کا تعلق بیت اللہ سے ہے)	225

Presented by Ziaraat.Com

خاتمہ 315

العنوان السادس (خصائص میں امام حسین علیہ السلام کے متعلق میں ملائکہ سے) 322

العنوان السابع (خصائص میں امام حسین علیہ السلام کے جو متعلق ہیں
خداوندِ عالم کے مقرر کردہ انبیاء عظام علیہم السلام سے) 342

العنوان الثامن (امام حسینؑ کے ان خصوصیات کے بیان میں
جو متعلق ہیں افضل انبیاء علیہم السلام سے) 407

Presented by Ziaraat.Com

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ الّذی نور قلوب المتّبین بنورِ الاسلامِ والایمان و شرح صدور العارفین بلوامع العرفانِ والایقانِ و ھدٰنا الیٰ التمسّك بالعروۃ الوثقٰی والحبل المتین بولایۃ اُمناءِ الرحمن و معرفۃ اسرار القراٰنِ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّدنا المصطفٰیؐ المنتخب الزّکی محمد النبیؐ الامّی الّذی ظھربہ کمال قدرۃ اللہ وبلاغُ حکمۃٖ فی عالم الاکوانِ و علیٰ وصیّہ وابن عمّہٖ علیؑ بن ابی طالبؑ الّذی ھو للحق امینٌ و للخلقِ امانٌ و علیٰ سبطیہ سیدی شباب اھل الجنانِ و علیٰ سائر اولادہٖ و علیٰ عترتہٖ الذین ھم اُمناء الرحمن و سادات الزّمانِ وحملۃ اسرار الذّکرِ والبیانِ و خزنۃ علم الملك المنّانِ صلوٰۃً توازِی فاتحملوہ من الاذیٰ فی بیان الحق بحق البیانِ ولعنۃ اللہ علیٰ اعدائھم و معاندیھم مامَدّت حبّ الطّیورِ علی الافغانِ بانواع الالحانِ۔

القطرہ من بحر الفضائل زوار حسینؑ و عرفان المظلومؑ (ماخوذ از خصائص حسینیہؑ) تحریر کرنے کا قصہ یوں ہے کہ جب مجھے آخرت میں بے سروسامانی کا خطرہ محسوس ہوا کہ زندگی میں کچھ ایسا کام جو آخرت میں نجات کا ذریعہ ہو کیا نہیں لہٰذا حضرت امام زمانہؑ کے ظہور سے قبل خود کو اس قابل بنانے کے لیے کہ ان کے

Presented by Ziaraat.Com

منتظرین میں شمار ہوں اپنے ایمان و اعمال پر نظر کی تو مایوسی دیکھائی دی خود کو مخاطب کر کے کہا کہ بخشش کا سامان کرو میں نے اپنی کیفیت ایمان کو جانچا تو سوائے اسکے کہ میں پیغمبر اسلام حضرت محمد کا امتی ہوں اور حضرت علی علیہ السلام کے شیعوں میں شمار ہوں کوئی قابل قدر خوبی مجھ میں نہیں پائی جاتی پھر فکر یہ لاحق ہوئی کہ امتی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ اسلام و شیعہ علی علیہ السلام ہونے کیلئے ان حضرات عالی جناب کی متابعت ضروری ہے۔

میرے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں نے اب تک کس چیز میں ان حضرات عالیہؑ کی پیروی کی ہے کیونکہ خود علیؑ کا شیعہ کہلوانے کے لیے لازم ہے کہ کسی عمل یا صفت میں ان کی اطاعت کی گئی ہو اہلبیت اطہار علیہم السلام سے محبت کا دعویٰ کرنے کے لیے لازم ہے کہ مجھ میں کوئی اس کی نشانی تو موجود ہو یہ سوچ کہ میں مضطرب و بے چین ہو گیا۔

جب میں نے آئمہ معصومین علیہم السلام سے توسل پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ ان حضرات سے توسل میں ثواب کا پہلو موجود ہے ان کی ذوات مقدسہ سرچشمہ فیض ہیں اور یہ جان کر خوشی ہوئی کہ ان کا وسیلہ مشکلات کو آسان بنا دیتا ہے اور یہ وسیلہ جنت کے جوانوں کے سردار اور نو اماموں کے جد بزرگوار سیّد مظلوم حضرت ابو عبداللہ الحسین علیہ السلام کا وسیلہ ہے کیونکہ آپؑ کے لیے حضرت محمدؐ نے فرمایا:

''بے شک حسین علیہ السلام ہدایت کا چراغ و نجات کی کشتی ہے۔''

اب میں متوجہ ہوا کہ بخشش کا سامان ہو سکے گا ذات حسین علیہ السلام نجات کا ذریعہ قرار دیے گئے ہیں آپ ایسی کشتی ہیں جو نفس کی رکاوٹوں کو تیز رفتاری سے کاٹتی ہے اس کا ساحل پر پہنچنا زیادہ آسان ہے یہ جان کر میں نے اپنے نفس کو پکارا کہ آؤ حسینی

Presented by Ziaraat.Com

دروازہ کا قصد کرو اور یوں میں نے باب حسین علیہ السلام کی طرف متوجہ کر لیا میرے دل میں آتش شوق اور روشن ہو گئی اب میری مایوسی اُمید میں بدل گئی اور جب حضرت کی حدیث خود اپنے بارے میں پڑھی کہ:

انا قتیل العبرت ما ذکرت عند مومن الا بکی و اغتم لمصابی

''میں آنکھوں کے آنسوؤں کا مقتول ہوں جب مومن کے سامنے میرا ذکر کیا جائے گا تو وہ گریہ کرے گا میری مصیبت پر غمگین ہوگا۔''

ہر سال ماہ محرم میں میری کیفیت گریہ و بکا والی یہ اطمینان دلاتی ہے کہ آئمہ طاہرین علیہم السلام سے محبت و عقیدت موجود ہے کیونکہ معصوم علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہمارے شیعہ ہمارے بہترین طنیت سے خلق کیے گئے ان کا خمیر ہماری ولایت کے نور سے گوندھا گیا ہے وہ ہمارے مصائب پر مغموم ہو جاتے ہیں۔''

ایسی بے شمار روایات اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ جب بھی محرم کا چاند دکھائی دیتا ہے ہمارے ہر امام علیہ السلام پر حزن و ملال طاری ہو جاتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی کیفیت یہ تھی کہ ایام عاشورہ میں کبھی کسی نے آپؑ کو تبسم میں نہ دیکھا۔ آپ ان دونوں مسلسل غمگین رہتے جب مجلس عزا میں تشریف لاتے خواتین کو پردے کے پیچھے بٹھاتے اگر کوئی شاعر ہوتا تو اس سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر اشعار پڑھنے کا کہتے۔ جیسا کہ دعبل خزاعی کو حکم دیا۔ اگر کوئی نہ ہوتا تو خود حضرت امام مظلوم علیہ السلام کے مصائب بیان فرماتے۔

ریان بن شبیب روایت کرتا ہے کہ میں محرم کی پہلی تاریخ کو امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو امامؑ نے فرمایا:

Presented by Ziaraat.Com

''اے فرزند شبیب اگر تمہیں کسی پر رونا آئے تو حسینؑ پر گریہ کر لینا کیونکہ انہیں اس طرح ذبح کیا گیا جس طرح گوسفند کو ذبح کیا جاتا ہے اور ان کے ساتھ ان کے اہل بیت علیہم السلام میں سے اٹھارہ نفر قتل کر دیے گئے۔''

ذکر حسین علیہ السلام مظلوم پر غمزدہ ہونا ایام عاشورہ محرم میں دل کا ملول ہونا آگے بڑھیں جب کربلا میں وارد ہوتے ہیں تو رنج و الم کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی محبت دل میں پائی جاتی ہے البتہ ایمان کے درجات جتنے بلند ہوں گے غم کی شدت بھی زیادہ ہوگی۔

حضرات آئمہ علیہم السلام جب وارد کربلا ہوتے تو اُن پر بھی یہی کیفیت طاری ہو جایا کرتی تھی اور جب خاک کربلا کو سونگھتے ہیں تو آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

اب ان کیفیات کا دل میں گزر ہونے سے اطمینان قلب حاصل ہوا اور خدمتِ بزرگوار میں کتاب لکھنے کی جستجو شروع کی۔

حضرت امام مظلوم علیہ السلام کی منفرد خصوصیت نے مجھے متوجہ کیا کہ آپ علیہ السلام کی محبت اعمال کی قبولیت پر دلیل ہیں۔ کیونکہ آپؑ کی محبت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی بناء بنتی ہے اور حضرت رسول خداؐ کی محبت ایمان کی علامت ہے۔

اکثر انبیاء کرامؑ گریہ فرماتے جب کربلا سے گزر ہوتا یا امام حسین علیہ السلام کا ذکر سامنے آتا تھا۔

اس منفرد خصوصیت سے متاثر ہو کر قلم اُٹھایا اور کتاب القطرہ من بحر الفضائل زوّار حسین علیہ السلام و عرفان المظلوم علیہ السلام لکھنا شروع کی جسے پڑھ کر

Presented by Ziaraat.Com

یقیناً محبان آل محمد علیہم السلام کا ایمان تازہ ہو جائے گا اُمید کرتا ہوں کہ میری بخشش کا سامان ہو جائے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ:

ان للحسین فی بواطن المومنین محبۃ مکنونۃ

''بے شک حسینؑ کی محبت مومنین کے دلوں میں پوشیدہ ہے۔''

جنابِ مقداد اس روایت کو بیان فرماتے ہیں:۔

خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ یوما فی طلب الحسن والحسین فوجدھما نائمین فی حدیقۃ علی الارض فبدا براس الحسین ویعطفہ وجعل یرخی لسانہ فی فمہ مرارا حتی ایقظہ۔

ایک دن جناب پیغمبر اکرمؐ حسن و حسین علیہم السلام کو ڈھونڈنے نکلے۔ آپؐ نے دیکھا کہ وہ دونوں ایک باغ میں زمین پر محوخواب ہیں۔ آپ نے پہلے حسینؑ کا سر اٹھا کر (اپنے زانو پر رکھا) دست نوازش پھیرنے لگے۔ اپنی زبان مبارک کو بار بار حسینؑ کے ہونٹوں پر پھیرتے یہاں تک کہ حسینؑ کو بیدار کیا۔ اس پر جناب مقداد نے عرض کی۔ کان الحسین اکبر فاجابہ رسول اللہ بما ذکر۔ گویا ایسا لگتا ہے (حسنؑ کی نسبت) حسینؑ زیادہ بڑے ہیں جس کی وجہ سے آپ ان پر شفقت فرمارہے ہیں؟ جواب میں پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ فی منزل فاطمۃ والحسین فی حجرہ اذبکی وخرساجداً۔

''جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نورِ نظر جناب فاطمہ زہراؑ کے گھر تشریف فرما تھے

Presented by Ziaraat.Com

اور امام حسین علیہ السلام آپ کی آغوش مبارک میں تھے کہ یکایک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گریہ شروع کیا اور پھر سجدہ میں گر گئے۔

ثم قال یا فاطمة ان العلی الاعلی ترائی لی فی بیتك هذا ساعتی هذه فی احسن صورة واهیأ هیئة۔۔

اس کے بعد فرمایا:۔''یا فاطمہؑ میں نے پروردگار بلند و برتر کو (یعنی رحمتِ کاملہ) ابھی اسی وقت تیرے گھر میں بہترین صورت و ہیئت میں دیکھا۔''

قال لی یا محمد اتحب الحسین؟

فرمایا ''اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تم حسینؑ سے محبت کرتے ہو؟

جواب دیا۔ قلت نعم قرة عینی وریحانتی و ثمرة فوادی وجلدة ما بین عینی۔

''میں نے عرض کی جی ہاں یقیناً وہ میری آنکھ کا نور، میرے قلب کا میوہ اور میری خوشبو ہے۔'' فرمایا:۔

فقال لی یا محمد ووضع یده علی رأس الحسین علیہ السلام بورك من مولود علیه من برکاتی وصلواتی ورحمتی ورضوانی۔

''اپنا ہاتھ سید الشہداءؑ کے سر مبارک پر رکھا اور فرمایا تجھے یہ مولود مبارک ہو اس پر میری طرف سے برکات، صلواۃ، رحمت و رضوان ہے۔''

اما انه سید الشهداء علیہ السلام من الاولین والاخرین فی الدنیا والاخرة و سید شباب اهل الجنة من الخلق اجمعین والعنتی و سخطی وعذابی و خزئی و نکالی علی من قتله و ناصبه و ناوا و نازعه۔

Presented by Ziaraat.Com

آ گاہ ہو کہ وہی شہیدوں کا سردرو سردار ہے۔ اولین و آخرین میں بھی اور دنیا و آخرت میں بھی، وہی تمام مخلوق میں جوانانِ جنت کا سردار ہے۔ اس کے قاتل پر، اس کے دشمنوں اور اس سے جھگڑا کرنے والوں پر میری طرف سے عذاب و رسوائی و ذلت ہے۔

وابوہ افضل منه و خیر فاقرا منی السلام وبشرہ بانه رایة الهدی و منار الولیائی و حفیظی و شهیدی علی خلقی و خازن علمی و حجتی علی اهل السموات و اهل الارضین والثقلین.

"ان کے والد کو ان پر فضیلت حاصل ہے۔ پس اسے میرا سلام پہنچا دو اور اسے بشارت دو کہ وہ ہدایت کا پرچم میرے اولیاء کا ہادی اور میری مخلوق پر میرا نگہبان و نگران، میرے علم کا خزانہ دار ہے اور آسمانوں اور زمینوں میں رہنے والوں اور جن وانس پر میری طرف سے حجت ہے۔"

اس روایت میں خداوند عالم نے ان سولہ الطاف کی طرف اشارہ کیا ہے جو ربِ جلیل کی طرف سے سید الشہداءؑ کے لیے مخصوص کی گئی ہیں۔ جن میں سب سے اہم اور قابل فخر بات یہ ہے کہ خداوندِ عالم نے حسینؑ کے سر پر اپنا ہاتھ رکھا ہوا ہے۔ اس مقام پر وضع یدہ علی رأس الحسینؑ سے مراد خداوندِ عالم کی حسینؑ پر ان بے پایاں محبتوں کا اظہار ہے جسے دامن تصور میں سمیٹنا ناممکن ہے۔ پروردگار عالم نے شب معراج پیغمبرؐ کی پشت پر بھی اپنا ہاتھ رکھ کر رسول اللہؐ کی نسبت اپنے انتہائی لطف و کرم اور محبتوں کو ظاہر کیا۔ پس معلوم ہوا کہ پشت یا سر پر ہاتھ کا رکھنا، فیوض اور رحمتوں کی انتہائی کا اظہار ہے درج بالا روایت میں سر یا پشت پر ہاتھ رکھنے میں خصوصی حکمت پوشیدہ ہے۔ حسین علیہ السلام کے سر

Presented by Ziaraat.Com

پر خدا کا ہاتھ رکھنا۔ ان کی فضیلت پر دلیل نہیں بلکہ درحقیقت خداوندِ عالم کا حسین علیہ السلام کے سر پر یا جناب رسول اللہؐ کی پشت پر ہاتھ کا رکھنا ایک ہی مفہوم کو ظاہر کرتا ہے۔

یہ واقعہ حسینؑ کی اس منفرد خصوصیت کا آئینہ دار ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں بڑے نواسے کی نسبت حسینؑ کی محبت زیادہ پوشیدہ ہے۔ حالانکہ آپ مرتبہ اور مقام کے لحاظ سے حسینؑ سے افضل ہیں یا پھر مساوی۔ اس مقام پر جناب رسول اللہؐ نے حسینؑ سے محبت کے اظہار کے طور پر پہلے سر مبارک کو اٹھایا پھر اپنی زبان ان کے منہ میں دی یہاں تک کہ حسینؑ بیدار ہو گئے۔ یہی کیفیت ان مومنین کی بھی ہے جو ایمان میں خالص ہیں۔ ان مومنین کی پہچان یہ ہے کہ ان کے دل میں سید الشہداءؑ کی محبت پوشیدہ ہے۔ چونکہ سید الشہداءؑ کے جد بزرگوار جناب سرورِ کونینؐ مقام و مرتبے کے اعتبار سے یقیناً افضل ہیں اس لیے اس فضیلت کا تقاضا یہ ہے کہ ان سے زیادہ محبت کی جائے لیکن حقیقت یہ ہے کہ حسینؑ مظلوم کی محبت اور مقام افضیلت دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ سید الشہداءؑ کی یہی وہ خصوصیت ہے جس کی بنا پر شیعوں اور محبت کرنے والوں کے دل ان کی طرف جھکتے ہیں۔ وہ نہایت ذوق و شوق سے ان کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان کی زیارت سے واپس آنے والے زائر کا استقبال، بیت اللہ اور دیگر ائمہ انامؑ کی قبور کے زائر کی نسبت زیادہ جوش و خروش سے کرتے ہیں۔ جناب سید الشہداءؑ کی محبت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ جو شخص آپؑ کی اور دیگر ائمہ معصومینؑ کی زیارت سے واپس لوٹتا ہے اس کے لیے یہی کہا جاتا ہے کہ وہ حسینؑ کا زائر ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص جناب امیرؑ، کاظمین اور سامرہ میں ائمہ معصومینؑ کی

Presented by Ziaraat.Com

زیارت کا قصد رکھتا ہو یا زیارت کے بعد واپس آیا ہو اور اس سے اس بابت سوال کیا جائے تو وہ یہی کہے گا کہ میں امام حسینؑ کی زیارت کو جارہا ہوں یا امام حسینؑ کی زیارت کر کے واپس آرہا ہوں۔ آپ کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ آپؑ کا نام چاہنے والوں کے دلوں میں ایک عجیب رقت آمیز تاثر پیدا کرتا ہے۔ خود آپؑ کے پدر بزرگوار آپ کے لیے فرماتے ہیں:۔ **یا عبرۃ کل مومن** ''اے حسینؑ تو تمام مومنین کے گریہ کا سبب ہے''۔ جبکہ خود جناب سید الشہداءؑ اپنے لیے فرماتے ہیں:۔ **انا قتیل العبرۃ لایذ کرنی مومن الا بکی** ''مجھے رُلا رُلا کر قتل کیا گیا ہے۔ مومن کی خصوصیت یہ ہے کہ جب اس کے سامنے میرا نام لیا جائے گا تو وہ گریہ کرے گا۔'' آپؑ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ محرم کا چاند نظر آتے ہی دل مغموم ہو جاتا ہے۔ منجملہ دیگر خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان مصائب کو سن سن کر اور مسلسل گریہ کرتے کرتے کبھی خستگی محسوس نہیں کرتا۔ مثلاً اگر دن میں ہزاروں بار بھی مصائب کا ذکر سنے، تب بھی جیسے ہی ان کی تشنہ کامی، سر و تن کی جدائی اور اہل کوفہ و شام کے بالمقابل آپؑ کے استغاثہ کا تصور ذہن میں آئے گا، بے ساختہ گریہ کرنے لگے گا۔

خداوند عالم نے سید الشہداءؑ کو جن خصوصی الطاف و تکریمات سے نوازا ان میں سے ایک یہ خصوصیت تھی کہ باری تعالیٰ خود ان سے ہمکلام ہوا۔ علاوہ ازیں خداوند عالم نے کلام مجید میں سید الشہداءؑ سے متعلق جو آیات مختص کی ہیں ان کو بیان کرنے کے لیے ایک مستقل عنوان درکار ہے جسے ہم انشاء اپنے مقام پر بیان کریں گے۔ پروردگار عالم نے سیّد مظلومؑ کے مصائب کا ذکر حضرت آدمؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور سلسلہ انبیاءؑ میں

Presented by Ziaraat.Com

سے ہر ایک سے کیا۔ یہاں تک کہ مصائب کے ان واقعات سے حضرت خاتم الانبیاءؐ کو بھی باخبر کیا۔ باری تعالیٰ نے سید الشہداءؑ کی زندگی میں متعدد مواقع پر ان سے کلام کیا۔ انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ میں امام حسینؑ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا کہ آپ اپنی جدہ گرامی جناب خدیجہ الکبریٰؑ کی قبر پر آئے۔ گریہ کیا پھر فرمایا انس دور ہٹ جاؤ اب انس کہتا ہے:

فاستخفیت عنه فلما طال وقوفه فی الصلوة سمعته قائلاً

میں نے اپنے آپ کو ایک مقام پر چھپالیا۔ آپ کافی دیر تک نماز میں مصروف رہے۔ نماز کے بعد میں نے سنا کہ آپ قاضی الحاجات کی بارگاہ میں یوں مناجات کر رہے تھے۔

مناجات:

یارب یارب انت مولاهُ

اے میرا پروردگار اے میرا پروردگار تو میرا مولا ہے۔

فارحم عبیدا الیه ملجاهٗ

اس بندہ حقیر پر رحم فرما جو تیری پناہ چاہتا ہے۔

یاذالمعالی الیك معتمدی

اے بلند مکان تجھ ہی پر تکیہ کرتا ہوں

طوبیٰ لمن کنت انت مولاهُ

کتنا خوش قسمت ہے وہ بندہ جس کا تو مولا ہے

طوبیٰ لمن کان نادما ارقاً

Presented by Ziaraat.Com

کتنا خوش نصیب ہے وہ بندہ جو پشیمان اور گریان ہے۔

یشکو الی ذی الجلال بلواهُ

اور رب ذوالجلال کی بارگاہ میں اپنے مصائب شکوہ کرتا ہے۔

مابه علة ولا سقم

اس کی کوئی بیماری کا شکوہ ہے نہ علت کی شکایت ہے۔

اکثر من حبه لمو کاهُ

سوائے اس کے وہ اپنے مولا سے زیادہ محبت چاہتا ہے۔

اذا اشتکی بثه غصته

جب بندہ اپنی مصیبت اور غصہ شکایت کرتا ہے۔

اجابه الله ثم لباهُ

تو اس کا خدا فوراً قبول کرتا ہے اور لبیک کہتا ہے۔

اذا ابتلی بالظلام مبتهلاً

جب وہ رات کی تاریکیوں میں گڑگڑاتا ہے۔

اکرمه الله ثم ادناهُ

تو خدا اس کا احترام کرتا ہے اور نزدیک بلاتا ہے۔

اس کے بعد غیب سے یہ ندا سننے میں آئی:

جواب مناجات:

لبیك عبدی وانت فی کنفی

لبیک اے میرے بندے تو میری پناہ میں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

وکل ماقلت قد علمناهُ

جو کچھ تو نے کہا ہے وہ میرے علم میں ہے

صوتك تشتاق ملائکتی

میرے فرشتے تیری آواز کے مشتاق ہیں۔

فحسبك الصوت قد سمعناهُ

تیری آواز ہی کافی ہے کہ ہم نے اسے سن لیا۔

دعائك عندی یجول فی حجب

تیری دعا میرے حجاب ہائے عظمت سے ٹکرا رہی ہے۔

فحسبك الستر قد سفرناهُ

تیرے لیے کافی ہے کہ ہم نے درمیان سے پردے ہٹا دیے۔

لو هبت الریح من جوانبه

جب ہماری رحمت کی ہوا تیری دعا کی طرف چلتی ہے۔

خر صریخا لما تغشاهُ

تو جلالت نور کی بنا پر پردے گر پڑتے ہیں۔

سلنی بلا رغبته ولا رهب

کسی ڈر اور خوف کے بغیر مجھ سے مانگ۔

ولا تخف اننی انا الله

ڈرو مت بیشک میں تیرا معبود ہوں۔

عاشورا کے دن رب جلیل نے سید الشہداؑ کو خصوصی اعزاز بخشا اور وہ اس طرح

کہ آسمان سے آواز آئی۔

Presented by Ziaraat.Com

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾

''اے نفس مطمئن اپنے رب کی طرف واپس لوٹ آ۔''

تربتِ قبر شریف کی خصوصیات:

اس کی فضیلت کعبہ سے زیادہ ہے۔ کعبہ اور کربلا کے تفاخر کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ کربلا کا مقام کیا ہے؟ کبھی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کربلا نجفِ اشرف سے افضل ہے لیکن خود قبرِ مطہر امیر المومنینؑ سے افضل نہیں۔

◆ سندِ معتبر سے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ خلاقِ عالم نے کربلا کی زمین کو خلقتِ کعبہ سے چوبیس ہزار سال پہلے خلق کیا ہے اور اس زمین کو پاک و مبارک قرار دیا۔

◆ اسی معصوم علیہ السلام سے متعدد اسناد کے ذریعے روایت کی گئی ہے کہ خدا نے تخلیق کائنات سے پہلے کربلا کی زمین کو ایک مقدس اور مبارک زمین کی حیثیت سے پیدا کیا۔ یہ زمین اس وقت تک اسی طرح مقدس و مبارک رہے گی جب تک خدائے تعالیٰ اسے بہشت کی زمینوں اور ہر مکان سے زیادہ افضل قرار دے۔ خدائے تعالیٰ بہشت میں اپنے اولیاء کو اسی مکان میں ٹھہرائے گا۔

◆ خدائے تعالیٰ نے اس پاک تربت کو روضہ ہائے جنت میں سے ایک روضہ قرار دیا۔

◆ جناب سیّد سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں جب زلزلہ اور قیامت کے آثار برپا ہوں گے، خداوندِ عالم کربلا کی زمین کو اس کی نورانی اور پاک مٹی کے ساتھ اُٹھا کر روضہ ہائے

Presented by Ziaraat.Com

بہشت میں سے ایک بہترین روضہ میں قرار دے گا۔ یہ زمین جنت کے باغات میں اس طرح چمکے گی۔ جس طرح ستاروں کے درمیان روشن ستارے چمکتے ہیں۔ اس کا نور اہل بہشت کی آنکھوں کو خیرہ کر دے گا اور یہ زمین پکار کر کہے گی کہ میں خدا کی وہ پاک و مقدس زمین ہوں جو جوانان جنت کے سردار اور سیّد الشہداءؑ کے پاک و مطہر جسد کو سمیٹے ہوئے ہے۔

◆ جو استغفار تربت سیّد الشہداءؑ کی تسبیح پر پڑھی جائے، خداوندِ عالم اس کے ثواب کو ستر گناہ بڑھا دیتا ہے۔

◆ اگر تربتِ سید الشہداءؑ سے بنی ہوئی تسبیح کے دانوں کو ذکر کے بغیر بھی گھمایا جائے تب بھی اس میں ذکر کا ثواب ہے۔ جیسا کہ سیّد بحر العلوم اعلی اللہ مقامہ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

اکرم بہا من سبحة مسبحة

عن حامل بحملها مسبحة

''قابل احترام ہے تربت کی بنی ہوئی تسبیح کہ وہ اپنے حامل کی طرف سے خود تسبیح بجالاتی ہے۔''

◆ جو شخص تربت کی تسبیح ہاتھ میں لے کر ایک مرتبہ کہے۔

اللھم انی اصبحت اسبحك و امجدك واھللك واحمدك عدد ما ادیر به سبحتی

''تو جب تک تسبیح اس کے ہاتھوں میں رہے گی اس کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا رہے گا۔ جناب سیّد سجاد علیہ السلام سے روایت ہے کہ تربت کی تسبیح کو زیر سر رکھ کر

Presented by Ziaraat.Com

اسی ذکر کو پڑھے تو صبح تک اس کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں رقم ہوتا رہے گا۔''

تخرق الحجب السبعة۔ ''حضرت حسینؑ مظلوم کی قبر کی خاک پر سجدہ کرنے سے عالم بالا کے سات آسمانوں کے حجاب مراد ہیں۔ یا شاید وہ سات کبیرہ گناہوں کے حجابات مراد ہیں جو اعمال کو بارگاہ قبولیت تک پہنچنے سے روکتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ قبر انور کی خاک پر سجدہ سات زمینوں کو نورانی بنا دیتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ثواب صرف قبر اطہر ہی کی خاک پر سجدہ سے مختص ہے یا مروجہ سجدہ گاہیں جو کربلا کی خاک سے بنائی جاتی ہیں وہ بھی اس میں شامل ہیں؟ معاویہ بن عمار روایت کرتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس قبر مطہر کی خاک سے بھری ہوئی ایک تھیلی رہتی تھی۔ امامؑ وہ خاک بچھا کر اس پر سجدہ کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ قبر مطہر کی حاک پر سجدہ کرنا مٹی کی افضلیت کی وجہ سے ہے جبکہ اس کے علاوہ دیگر خاک پر سجدہ کرنا استحباب کا درجہ رکھتا ہے۔

◆ مٹی کا کھانا حرام ہے بلکہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ مٹی کا کھانا سور کے گوشت کی مانند حرام ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص مٹی کھا کر مر جائے تو اس کی نمازِ جنازہ پڑھنا جائز نہیں لیکن امام حسین علیہ السلام کی قبر کی مٹی کی خصوصیت یہ ہے کہ اسے شفا کی نیت سے کھایا جا سکتا ہے۔ ایسا کرنے میں نیت کو اہمیت حاصل ہے۔ ابن ابی یعفور امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی۔

یأخذ الانسان من طین قبر الحسین علیه السلام فینتفع به ویأخذ غیره فلا ینفع به

Presented by Ziaraat.Com

"کیا وجہ ہے کہ ایک شخص امام حسین علیہ السلام کی قبر کی مٹی اٹھاتا ہے اور اس سے اسے فائدہ پہنچتا ہے جبکہ ایک دوسرا شخص وہی مٹی اٹھاتا ہے جس کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا۔

لا واللہ الذی لا الہ الا ھو مایاخذ احد وھو یری ان اللہ ینفعہ بہ الا نفعہ اللہ

"ایسا نہیں ہے۔ اس خدائے برحق کی قسم جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں جو شخص اس نیت سے اس خاک کو اٹھائے گا کہ خداوندِ عالم اس کی برکت سے اسے فائدہ پہنچائے گا تو ایسی ہی ہوگا۔"

روایات سے ظاہر ہے کہ اس خاک کا اثر اس وقت ختم ہو جاتا ہے جب جن و شیاطین اسے مس کرتے ہیں اس طرح اس خاک سے سجدہ گاہ بنانے کا بھی خصوصی طریقہ موجود ہے۔

◆ احادیث میں منقول ہے جو شخص امام حسین علیہ السلام کی قبر کی خاک کو خوف سے محفوظ رہنے کی نیت سے تعویذ اور حرزِ جاں بنائے رکھے گا وہ خوف سے نجات پائے گا۔

◆ احادیث اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ اس پاک مٹی کو مالِ تجارت میں رکھ دیا جائے تو وہ مالِ تجارت میں برکت کا باعث بنے گا۔

◆ حدیث میں ارشاد ہوا:

حنکوا اولادکم بتربۃ قبر الحسین علیہ السلام فانھا امان

"یعنی اپنی اولاد کے منہ کے ذائقہ کا آغاز حسین علیہ السلام کی قبر کی خاک سے کرو۔

یعنی اپنے نومولود بچے کے منہ کے تالو پر حسین مظلومؑ کی تربت ملی جائے کہ وہ بچے کو ہر بلا

Presented by Ziaraat.Com

ومصیبت سے محفوظ رکھتی ہے۔''

◆ اگر قبر میں میت کے ساتھ تربت رکھ دی جائے تو وہ میت کے لیے عذاب سے نجات کا ضامن ہوگا۔ روایت ہے کہ ایک زناکار عورت اپنے پیدا ہونے والے بچوں کو جلا دیتی تھی۔ اس کی موت کے بعد اسے جتنی بار بھی دفن کیا گیا قبر نے اسے باہر پھینک دیا۔ کسی نے یہ ماجرا امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کیا ان کی ہدایت پر اس کی قبر میں تربت کی معمولی مقدار ساتھ رکھ دی گئی۔ اس کے بعد پھر قبر نے اسے باہر نہیں پھینکا۔

◆ کربلا کی تربت کو حنوط کے ساتھ محفوظ کرنا مستحب قرار دیا گیا ہے۔

◆ کربلا میں میت کی تدفین جنت کی ضمانت ہے۔

◆ حورالعین زمین پر اترنے والے ہر فرشتے سے درخواست کرتی ہیں کہ انہیں کربلا کی تربت ہدیہ کی جائے۔

◆ ایک فرشتے نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کربلا کی تربت ہدیہ کی۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہ نفس نفیس اس ہدیہ کو قبول کیا۔ کبھی کبھی سید الشہداءؑ بھی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس خاک کو لے کر دیکھتے تھے۔

◆ معتبر روایات کے مطابق واقعہ کربلا سے پہلے سرزمین کربلا پر دوسو پیغمبر، دو سو اوصیاء اور پیغمبروں کی دوسو اولاد دفن ہوئیں جو تمام دشمنوں کے مظالم سہہ کر شہید ہوئے۔

◆ اس خاک کی تاثیر یہ ہے کہ اسے سونگھنے سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

یہاں تک کہ واقعہ کربلا سے پہلے بھی جب بھی جناب رسول ﷺ یا حسینؑ خود اس خاک کو سونگھتے تو آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے۔

◆ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے وقت یہ خاک ہر مقام پر خون میں تبدیل ہو گئی۔ اس سلسلہ کتبِ مقاتل میں کثیر روایات موجود ہیں۔ ان میں سے ایک روایت جسے ہر خاص و عام نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ شبِ معراج جناب جبرئیلؑ نے اپنے ہاتھوں سے کربلا کی سرزمین سے یہ خاک اٹھائی اور اسے جناب رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ جناب رسول ﷺ نے یہ خاک جناب ام سلمہؓ کو دی اور فرمایا کہ ام سلمہؓ اس خاک کی حفاظت کرنا۔ جس وقت یہ خاک خون میں تبدیل ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرا نورِ نظر حسینؑ قتل کر دیا گیا۔ جناب ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے اس خاک کو ایک شیشی میں رکھا اور اسے ہر روز دیکھتی اور گریہ کرتی تھی۔ یہاں تک کہ دسویں محرم کو صبح کے وقت وہ خاک اپنی اصلی حالت پر تھی لیکن زوال آفتاب کے بعد جب میں نے نظر ڈالی تو وہ خاک تازہ خون میں تبدیل ہو چکی تھی۔ میں نے بلند آواز سے گریہ کیا۔ میں نے دیکھا شیشی میں تازہ خون اُبل رہا تھا۔

مشاہدہ سے یہ بات ثابت ہے کہ کربلا غم و اندوہ کی سرزمین ہے۔ یہ کیفیت خصوصیت سے اس وقت اور شدید ہو جاتی ہے جب قبر جناب سید الشہداءؑ اور پائین پائے مبارک پر واقع شہزادہ حضرت علی اکبر علیہ السلام کی قبر پر نگاہ پڑتی ہے۔ روایات کے الفاظ میں:

انه یرحمه من نظر الی قبر ابنه عند رجلیه

''جو شخص اس مظلومؑ کے نورِ نظر کی قبر پر جو پائے مبارک کے ساتھ واقع ہے۔ نگاہ

Presented by Ziaraat.Com

ڈالے تو اس پر رحم کرتے ہیں۔''

توسوال یہ ہے کہ جب تم باپ اور بیٹے کی قبورِ مطہر پر نظر ڈالتے ہو اور چشم تصور میں ان کی اس کیفیت کو مجسم کرتے ہو تو کیا تمہارے دل میں بھی رحم کے ایسے ہی احساسات پیدا نہیں ہوتے۔

◆ روایت میں وارد ہے:۔

ان کل ملك اتی الی النبی صلی الله علیه واله وسلم کان معه شئی من تربة کربلا

پیغمبر اکرم ﷺ کی زیارت کو اترنے والے تمام فرشتے کربلا کی خاک اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ اسی طرح کربلا کی زیارت کرنے والے ہر پیغمبر نے کربلا کی کچھ خاک تبرکاً ساتھ لی اور اپنے بدن کو اس پاک خاک سے مس کیا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ زمین قیامت تک ہر پیغمبر کی زیارت گاہ تھی اور رہے گی۔

والسلام علی من اتبع الهدیٰ

سیّد رضا حیدر رضوی

Presented by Ziaraat.Com

العنوان الاوّل

امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے خصوصیات کے بیان میں جو وسائل حسینیہ میں سب سے بڑا وسیلہ ہے۔ اور وہ چند ابواب میں بیان ہوں گی۔

نمبر ۱۔ زیارت کے خاص فضائل کا بیان۔

نمبر ۲۔ زیارت کی ایک مخصوص فضیلت جس کا ذکر تنہا اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ تمام فضائل میں ممتاز ہے۔

نمبر ۳۔ اُن صفات خاصہ کے بیان میں جو زائرین امام حسین علیہ السلام کو حاصل ہیں۔

نمبر ۴۔ ایک صفت خاص کے بیان میں جو زائرین امام حسین علیہ السلام کے لیے مخصوص ہیں۔ اس کا تذکرہ تنہا اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ صفت تمام حسنات میں ممتاز ہے۔

نمبر ۵۔ زیارت کے احکام شرعیہ کے بیان میں۔

نمبر ۶۔ زیارت کے شرائط و آداب شرعیہ کے بیان میں۔

نمبر ۷۔ اُن آثار کے بیان میں جو ترکِ زیارت امام مظلوم پر مرتب ہوتے ہیں۔

نمبر ۸۔ امام حسین علیہ السلام کی اُن مخصوص زیارتوں کے بیان میں جن کا تعلق کسی خاص وقت یا تاریخ سے ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

نمبر ۹۔ زیارت امام حسین علیہ السلام کے بدل و قائم مقام کے بیان میں۔ اور زیارت کا قائم مقام و بدل معین کرنا لطف الٰہی ہے۔

نمبر ۱۰۔ زیارت کی عبارتوں میں جو مخصوص خطابات امام حسین علیہ السلام کے لیے ہیں اُن کے بیان میں۔

نمبر ۱۱۔ امام حسین علیہ السلام کے اُن زائرین کے بیان میں جنہوں نے امام حسین علیہ السلام (کے تربت) کی زیارت اُن کی شہادت کے قبل کی ہے۔

نمبر ۱۲۔ امام حسین علیہ السلام کے اُن زائرین کے بیان میں جنہوں نے امام حسین علیہ السلام کی زیارت اُن کی شہادت کے بعد کی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

باب اوّل

زیارت کے مخصوص فضائل کے بیان میں۔ اور اُن کا علم گیارہ جہتوں سے ہوتا ہے۔

الجہتہ الاولیٰ:

نمبرا۔ الجامعیۃ (یعنی زیارت اپنے اندر تمام عبادات کو جمع کیے ہوئے ہے)۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ خالق کی حکمت بالغہ مقتضی ہوئی کہ بندوں کو خاص اعمال کی تکلیف دے جو واجب بھی ہوں اور مستحب بھی۔ اور اُن اعمال کے لیے اس کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرنے کے لیے مخصوص آثار ہوں۔ جیسے غذائیں جسم انسان کے لیے یعنی غذا کا اثر جسم انسان پر طعم و ذائقہ اور اس کی خاصیت دونوں اعتبار سے ہوتا ہے لہٰذا انسان ایک قسم کی غذا استعمال کر کے دوسری قسم کی غذا سے بے نیاز نہیں ہو سکتا اسی لیے بعض محققین نے کہا ہے کہ انسان کو یہ نہ چاہیے کہ اعمال مستحب میں سے افضل کو منتخب کرے اور اُسی پر اکتفا کرے۔ کیونکہ وہ اعمال جو افضل کے مقابلہ میں غیر افضل ہیں کم فضیلت رکھتے ہیں۔ اگر ان پر عمل نہ کیا گیا تو اُن کم فضیلت رکھنے والے اعمال کے خصوصیات فوت ہو جائیں گے۔ اسلئے کہ خصوصیات کا حصول عمل پر معلق ہے۔ اور خداوندِ عالم نے مخصوص کر دیا ہے اپنی عبادت واطاعت کو (یعنی زیارت امام حسینؑ) اس طرح کہ زیارت مظلومؑ میں تمام واجب، مستحب، قولی و فعلی، قلبی و بدنی عبادات کو جمع کر دیا ہے۔ اگرچہ جتنے اعمال واجب ہیں ان کا وجوب زیارت کرنے سے ختم نہ ہوگا بلکہ

Presented by Ziaraat.Com

ان کا بجالانا ضروری و واجب رہے گا۔ اس لیے کہ واجبات کی تکلیف میں دیگر مصالح بھی ہیں۔ (اب ہر عبادت کا جائزہ لیا جا رہا ہے اور اس کو زیارت سیّد الشہداءؑ کے فضائل کی روایت سے مطابق کیا جا رہا ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ زیارت ہی پر عبادت کا ثواب ملتا ہے تا کہ اس کی جامعیت ثابت ہو جائے)۔

نماز:

جو افضل اعمال اور عمود دین ہے۔ اس کا حصول زیارت سیّد الشہداءؑ میں دو طریقوں سے ممکن ہے۔

پہلا طریقہ:

افضل اعمال کو حاصل کرنے کے لیے یہ ہے کہ بہت سی نمازیں حاصل ہوتی ہیں ایک نماز کے عوض میں اس طرح کہ جب کوئی شخص امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے اور ان کی قبر مطہر کے پاس ایک نماز ادا کرے تو ایک نماز عدد کے اعتبار سے بہت سی نماز شمار کی جاتی ہے جس کی انتہا معلوم نہیں۔[1]

دوسرا طریقہ:

امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے سے ستر ہزار ایسے ملائکہ کی نماز کا ثواب ملتا ہے۔ جن کی ایک نماز ایک لاکھ آدمیوں کی نماز کے برابر ہے۔ جیسا کہ روایت میں ملتا ہے۔ کیونکہ وہ ملائکہ امام حسینؑ کی قبر مطہر کے پاس نمازیں پڑھتے ہیں اور ان کی نمازوں کا ثواب زائرین سیّد الشہداءؑ کو ملتا ہے۔[2]

---

[1] بحار الانوار، جلد ۲۲، ص ۱۱۲

[2] بحار الانوار، ص ۱۱۹، جلد ۲۲

Presented by Ziaraat.Com

زکوٰۃ:

زائرین امام حسین علیہ السلام کو ہر زیارت کے عوض ایک ہزار زکوٰۃ مقبولہ کا ثواب ملتا ہے جیسا کہ روایت میں ہے۔

حج:[1]

جو افضل اعمال ہے۔ یہاں تک کہ نماز سے بھی افضل ہے۔ کیونکہ حج میں نماز بھی داخل ہے۔ روایت میں وارد ہوا ہے کہ زیارتِ امام حسین علیہ السلام ایک عمرہ کے برابر ہے۔ بعض احادیث میں ہے کہ زیارت برابر ہے ایک حج کے۔ بعض روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ زیارت سیّد الشہداءؑ دو حجوں کے برابر ہے۔ بعض میں یہ ہے کہ زیارت دس حجوں کے برابر ہے۔ بعض میں ہے کہ بیس حجوں کے برابر ہے۔ بعض میں بائیس، بعض میں اسّی، بعض میں سو، بعض میں ایک لاکھ حجوں کے برابر ہے۔ بعض روایت میں ہے کہ زائر جب زمین پر قدم رکھتا ہے تو ایک حج کا ثواب اور جب زمین سے قدم اٹھاتا ہے تو ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

عرفہ کے دن امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی فضیلت میں بشیر[2] دہان کی روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی فرات میں غسل کرتا ہے اور پھر قبر امام مظلومؑ پر ان کے حق کو پہچانتے ہوئے آتا ہے تو خداوندِ کریم اس کو ہر قدم اُٹھانے اور رکھنے پر ایک سو حج مقبول اور ایک سو عمرہ مقبولہ کا ثواب عطا کرتا ہے۔ بعض روایت میں ثواب کی اور زیادتی بھی ملتی ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ دو سو حج و عمرہ جو زائر کو یوم عرفہ ہر قدم پر ملتا ہے وہ ایسا حج ہوگا

[1] بحار الانوار، جلد ۲۲، ص ۱۴ تا ۱۷، باب حج۔

[2] کامل الزیارات، باب ۷۵، ص ۱۲۵۔

Presented by Ziaraat.Com

کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ادا کیا گیا ہو۔ پس بعض روایت میں ہے کہ:

حجۃ مع رسول اللہ ﷺ مقبولۃ زاکیۃ۔

بعض روایت میں ہے کہ دو حجوں کا ثواب، بعض روایت میں دس حجوں کا ثواب، بعض روایت میں تیس حجوں کا ثواب بعض روایت میں پچاس حجوں کا ثواب اور بعض روایت میں ہے کہ سو حجوں کا ثواب ملتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ادا کیے گئے ہوں۔ زیارت کے ثواب میں ان سب ثوابوں سے زیادہ ثواب ایک روایت میں ملتا ہے جو عقل کو حیران کر دیتا ہے اور وہ یہ کہ زائر کو حج رسولؐ کا ثواب ملتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی معیت والا نہیں، اور نہ صرف ایک حج کا ثواب[1] بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ جیسا روایت میں ہے کہ جناب پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو حسینؑ کی زیارت کرے گا تو خداوندِ کریم لکھے گا میرے حجوں میں سے نوے حجوں کا ثواب۔ اور جو اختلاف ثواب کا روایت میں ہے کہ ایک حج یا دو حج یا چار حج یہاں تک کہ نوے حج تو یہ زائرین کے مراتب کے اعتبار سے ہے۔ جس درجہ کا زائر کا ایمان ہوگا اور جس طرح کی معرفت زائر کو اللہ کی یا رسول اللہ ﷺ کی یا ائمہ طاہرینؑ کی خصوصاً امام حسینؑ کی ہوگی۔ اور جس قدر ان حضراتؑ کی فضیلتوں پر یقین ہوگا اور جیسی معرفت امام حسینؑ کی خصوصیتوں کی ہوگی۔ منجملہ ان خصائص کے نبی کریمؐ کا قول یہ بھی ہے کہ:

انا من الحسین علیہ السلام

پس اسی اعتبار سے ثواب میں زیادتی ہوتی جائے گی اور امام حسین علیہ السلام کی اسی خصوصیت۔ انا من الحسین علیہ السلام کی معرفت اگر زائر کو کما حقہ حاصل ہوئی تو اس کی

---

[1] بحار الانوار، جلد ۲۲، ص ۱۱۵۔

Presented by Ziaraat.Com

زیارت حج نبی کریمؐ کے برابر ہے۔ اب یہ کہ زیارت نبی کریمؐ کے حج کے برابر کیوں ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی زائر امامؑ مظلوم سلطان کربلاؑ سے ملاقات کے شوق میں اور ان کی محبت میں اور رسولؐ کی محبت میں زیارت کے لیے جاتا ہے تو گویا اس نے اللہ کے بیت حقیقی کا حج کیا ایسے قلب سے کہ جو امام حسینؑ کی محبت میں قلب نبیؐ کے مشابہ ہے۔ اور ایسے قلب سے جو مشابہ قلب نبیؐ ہے امام حسینؑ سے ارتباط میں۔ تو جب ایسا زائر قبر امامؑ مظلوم کے پاس حاضر ہو یا اپنے قلب کو امام حسینؑ کی طرف دور سے متوجہ کرے اور امامؑ کی زیارت کرے اس قلب سے جس قلب میں امامؑ کے مصائب کی بنا پر کرب و بے چینی ہے تو گویا اس نے امامؑ مظلوم کی زیارت کا قصد قلب نبیؐ سے کیا۔ تو جب قلب نبیؐ امام حسینؑ پر نرم ہوتا تھا اپنی پشت سے نرمی کے ساتھ زمین پر اتارنے میں اس وقت جب وہ پشت رسولؐ پر سوار ہوتے تھے۔ درآنحالیکہ نبی مسجدے میں ہوتے تھے۔ تو اگر زائر اسی کیفیت کا تصور کرے اس وقت جبکہ امام حسینؑ ابن وہب لعین کے نیزے کی اذیت سے گھوڑے سے زمین پر گرے اور امامؑ کے قلب شکستہ کو اپنے ایک سلام سے جوڑے اور اس مصیبت کا لحاظ کر کے تحفہ سلام حضرتؑ کی بارگاہ میں گزارے تو گویا اس وقت اس نے امام حسینؑ کا اس طرح قصد کیا جیسے نبی کریمؐ کیا کرتے تھے۔ اور چونکہ امام حسینؑ بیت اللہ سے عظیم تر ہیں فضیلت کے اعتبار سے۔ اس لیے ان کی زیارت کا ثواب رسولؐ اللہ کے حجوں میں سے نوے حج تک ایمان کے درجات کے تفاوت کی بنا پر پہنچے گا۔ اور اس کی وجہ یہ کہ جناب پیغمبرؐ زیارت امام حسین علیہ السلام کے ثواب کو نوے حج کے برابر کر کے خاموش کیوں ہو گئے تو یہ ایسا راز ہے جس سے رسولؐ اللہ ہی

Presented by Ziaraat.Com

واقف ہیں۔

صدقہ:[1]

(صدقہ دینے میں جو ثواب حاصل ہوتا ہے وہ ثواب امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے سے بھی ملتا ہے) اس لیے کہ ان کی زیارت میں ایک ہزار صدقہ مقبولہ کا ثواب ملتا ہے۔

روزہ:

اس عبادت کا ثواب بھی زیارت امام حسین علیہ السلام میں ملتا ہے۔ روایت میں ہے کہ امام حسینؑ کی زیارت میں ایک ہزار روزہ دار کا ثواب ملتا ہے۔

اعانت فی سبیل اللہ:

اللہ کی راہ میں مدد کرنا۔ یہ بھی عبادت ہے۔ اس عبادت کا ثواب بھی زائر امام حسینؑ کو ملتا ہے اس لیے کہ جو شخص امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو راہ خدا میں ایک ہزار گھوڑے پر جس پر زین کسی ہو اور لگام لگی ہوئی ہو سوار ہوا ہو۔

جہاد و غزوات:

یہ بھی عبادت ہے اس عبادت کا ثواب بھی زائر امام حسین علیہ السلام کو ملتا ہے۔ اسلئے کہ ایک ہزار شہدائے بدر کو جتنا ثواب ملتا ہے اتنا ہی ثواب زائر امام حسین علیہ السلام کو ملے گا بلکہ وہ شہدائے راہِ خدا جو اپنے خون میں غلطاں ہوں انکا جو ثواب اللہ کے یہاں معین

[1] کامل الزیارات، باب ۵۶، ص ۱۴۳

Presented by Ziaraat.Com

ہے اتنا ہی ثواب زائر امامؑ مظلوم کو ملے گا۔

غلام آزاد کرنا: [1]

یہ بھی عبادت ہے۔ امام حسین علیہ السلام کی زیارت میں ایک ہزار غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے جو راہِ خدا میں آزاد کیے گئے ہوں۔ اور بعض روایت میں تو وارد ہوا ہے کہ جو شخص امام حسینؑ کی پا پیادہ زیارت کرے تو خداوندِ کریم ہر قدم پر جن کو زائر اٹھاتا ہے اور رکھتا ہے ایک غلام کو آزاد کرنے کا ثواب لکھتا ہے جو اولادِ اسماعیلؑ سے ہوں۔

ذکر اور تسبیح:

یہ بھی عبادت ہے۔ وارد ہوا ہے کہ خداوند عالم امام حسین علیہ السلام کے زائرین کے پسینے کے ہر قطرے سے ستر ہزار ملک خلق کرتا ہے جو اللہ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں۔ اور ذکر میں تسبیح و تہلیل بھی شامل ہے اور وہ بھی جو تسبیح و تہلیل کے علاوہ ہو۔ (جیسے نعمات الٰہیہ کا ذکر) اور زیارت امام حسینؑ میں ان ملائکہ مقربین (کے عمل) کا ثواب ملتا ہے جو "ذاکرین اللہ" کہلاتے ہیں۔

صلۃ الرحم:

عبادت میں صلۃ الرحم بھی ہے اور اہل ایمان کے ساتھ احسان کرنا بھی ہے۔ امام حسینؑ کی زیارت کرنا اپنے آپ کو ملا دینا ہے اس رحم سے جو رسولؐ اللہ کا رحم ہے۔ (یعنی معنوی حیثیت سے اپنے آپ کو اس رشتہ میں منسلک کر دینا ہے جس رشتہ میں رسول اللہؐ اور ان کے اہل بیتؑ طاہرین ہیں) جو والد حقیقی ہیں۔ اور امام حسینؑ کی

---

[1] کامل الزیارات، باب ۶۷، ص ۱۶۴۔

Presented by Ziaraat.Com

زیارت کرنا جناب رسولؐ خدا، حضرت علیؑ مرتضیٰ، شہزادی فاطمہ زہراؑ، مولا حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور خصوصیت کے ساتھ والیٔ کربلا امام حسینؑ کے ساتھ حق مودّت کے مترادف ہے۔

اطعام:

یعنی بھوکے اور ناداروں کو کھانا کھلانا بھی عبادت ہے۔ زیارت حضرت امام حسینؑ میں یتیموں اور غریبوں کو کھانا کھلانے کا ثواب بھی ہے اور زیارت آپؑ کے اہل و عیال کو پانی پلانے اور کھانا کھلانے کے برابر ہے اور اگر یہ کہہ کر ان کی زیارت اس طرح کریں۔

السلام علی المطروح بالعریٰ

(یعنی سلام ہو اس پر جو صحرائے بے گیاہ میں شہید کیا ہوا پڑا ہے۔) تو آپؑ پر یہ بھی ایک حق مودّت ہے۔

منجملہ عبادات کے مومن کی زیارت کرنا، اس کو سلام کرنا اور اس کا اکرام کرنا ثواب کا باعث ہیں اور آپؑ کی زیارت مومنین کے سیّد و سردار کی زیارت ہے جو آپؑ کی مودّت و تعظیم کے مترادف ہے۔

منجملہ عبادات کے خداوندِ عالم کو قرضہ حسنہ دینا بھی ہے۔ زیارت امام حسینؑ سے قرض حسنہ کا ثواب بھی ملتا ہے، چنانچہ ایک مومن مضطر کو قرض دینا، خدا کو قرض دینے کے برابر ہے۔ اور مومنین کے امامؑ کو قرض دینے کا کتنا ثواب ہوگا۔ جو غریب الوطن تھا۔ جن سے لوگوں نے منہ پھیرا، یہاں تک کہ آپؑ کے جسد مطہر کو زمین پر ہی پڑا رہنے دیا گیا اور کوئی بھی آپؑ کی امداد کو نہ آیا۔ لہٰذا جب انسان آپؑ کی طرف متوجہ ہو کر زیارت

Presented by Ziaraat.Com

کرے گا تو وہ خدا کو دیا جانے والا بڑا قرض ہو گا اور معلوم نہیں خدا اس کا صلہ کتنا گناہ زیادہ دے گا اور اس کا اجر عظیم کتنا ہو گا۔

جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:۔

"من ذالذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضاعف لہ اِضعَافاً کَثِیْراً"

منجملہ عبادات کے عیادۃ المریض بھی ہے۔ اس کے تارک سے خداوندِ عالم عتاب آمیز لہجہ میں یوں کہے گا کہ میرے بندے میں مریض تھا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ اور زیارت امام حسین علیہ السلام حقیقۃً عیادت ہے مگر صرف بخار والے یا دردسر والے مریض کی نہیں ہے جس کی تم عیادت کرتے رہتے ہو۔ بلکہ اس امامؑ کی زیارت ہے جو زخمی اور پیاسے تھے بے کسی کی حالت میں تڑپتے رہے یا یوں کہیے کہ آپؑ کے اعضاء و جوارح پارہ پارہ ہو گئے تھے۔ ذکر کیا ہے جب جناب زہراؑ نے اس مضمون کو جب وہ اپنے فرزند کی زیارت کر رہی تھیں اُن کی قبر مبارک کے پاس۔ اس کیفیت زیارت کو کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا تھا۔

معصومہؑ کے الفاظ یہ ہیں۔

ایہا العینان فیضاً واستہلاً لا لعیضاً

رابکیا بالطف میتاً		ترک الصدر رضیضاً
لم امرضہ قتیلا		لا ولا کان مریضاً

یعنی اے چشم فیضان اشک شدت کے ساتھ کر اور کمی نہ کر حزن و غم میں اُس پر جس کا سینہ گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچل دیا گیا۔ اور اس کی کسی نے مریض جیسی تیمارداری کی اور نہ عیادت کی۔ پس جب تو ان کی قبر کے پاس جانے کا ارادہ کرے تو قصد کر امامؑ

Presented by Ziaraat.Com

مظلوم کی عیادت کا تو گویا تو نے مقتول امامؑ کا حق تیارداری ادا کیا اور طرح نینوا کی عیادت بھی کی۔ اور جب آپ روضہ میں داخل ہو تو اسی نظر سے قبر پاک کو دیکھے بھی۔ یعنی اس قبر مطہر میں ایسا امامؑ مظلوم ہے جس کی نہ تیارداری کی گئی نہ عیادت کی گئی۔

منجملہ عبادات کے تجہیز المومنین بھی ہے۔ جب کوئی مومن مر جائے خصوصاً پردیسی تو اس کی تکفین و تدفین وغیرہ کی خدمت انجام دینا ایسی فضیلت ہے کہ جس کا احصانا ممکن ہے۔ اور زیارت کرنا امام حسین علیہ السلام کی ان کی قبر مطہر کے پاس ایسے جنازے کی مشایعت کرنا ہے جس کا کوئی اُٹھانے والا نہیں ہے۔ اور غسل دینا، کفن پہنانا ایسے جسم کو جو عریاں ہے اور دفن کرنا ہے قلب میں۔ پس ایسے شخص کے لیے حاصل ہو گی امام حسینؑ کی قبر باطن اُس کے قلب میں جب وہ متوجہ ہو گا امام مظلوم کی طرف ان کی قبر کے پاس۔

منجملہ عبادات کے مومن کے دل میں خوشی کا داخل کرنا بھی ہے جو افضل اعمال ہے۔ اور وہ مثال ہے جو تمام خوف کے موقع پر جنت کی بشارت دے گی۔ امام حسینؑ کی زیارت کی فضیلت اور ثواب کے سلسلہ میں جناب صادق آل محمدؑ سے مروی ہے کہ اگر زائر امام حسینؑ جان لے کہ اس نے کیسا سرور حضرت سرور عالمؐ کے قلب میں داخل کیا اور کیسی خوشی جناب پیغمبر خداؐ کو حاصل ہوئی ہے۔ اور کیسی خوشی جناب امیرالمومنینؑ، فاطمہ زہراؑ اور ائمہ طاہرینؑ اور ہم اہلبیت کے شہداء کو حاصل ہوئی ہے، اور اگر زائر جان لے اس عوض کو جو بصورت دعا جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرین سے ملا۔ اور اس ثواب کو بھی جان لے جو اس کو قیامت میں ملے گا اور جو دنیا میں اسکو ملتا ہے۔ اور وہ ثواب جو اللہ

Presented by Ziaraat.Com

کے یہاں اسکے لیے ذخیرہ کیا گیا ہے تو وہ پسند کریگا کہ دنیا میں اسکا گھر نہ ہو بلکہ وہ وہیں چلا جائے جہاں اسکے لیے یہ تمام چیزیں مہیا ہیں۔

منجملہ عبادت کے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا بھی ہے۔ اور عجب بات تو یہ ہے کہ امامؑ مظلوم کی زیارت کرنے سے امام حسینؑ کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ یعنی جب کوئی مومن عارفاً بحق الحسین علیہ السلام ان کی زیارت کرے گا تو وہ یعنی حضرت بھی اس زائر کی زیارت کریں گے۔ چنانچہ حضرتؑ نے فرمایا ہے کہ جو میری زیارت میری شہادت کے بعد کرے گا تو میں بھی اس کی زیارت اس کے مرنے کے بعد کروں گا۔ لہٰذا جب امامؑ مظلوم زائر کے پاس اُس کی زیارت کو آئیں گے تو اُس کو امام حسینؑ کی زیارت نصیب ہوگی۔ بلکہ اگر کوئی شخص امام حسینؑ کی زیارت ایک مرتبہ کرے گا تو اس کو قیامت میں حضرتؑ کی زیارت متعدد بار ہوگی جیسا کہ روایت میں ہے جو جناب صفوان سے ہم تک پہنچی ہے۔ اس روایت کو ہم بعد میں ذکر کریں گے۔

الجہتہ الثانیہ:

زیارت کی خاصیت اور فضائل کا زائرین کے حالات پر منقسم ہونا۔ اس لیے کہ امام حسینؑ کا زائر اپنے تمام حالات میں سے ہر حالت میں ایک ایسی فضیلت پاتا ہے جو تمام فضائل پر بالاتر ہوتی ہے۔ ہم نے زیارت کے فضائل کے ماحصل کو جمع کیا ہے جن کا ماخذ صحیح احادیث ہیں۔ یہ سولہ فضیلتیں ہیں اور یہ فضیلتیں زائرین کے سولہ حالات پر منقسم ہوتی ہیں۔

(۱) جب کوئی مومن سیّد الشہداءؑ کی زیارت کا ارادہ کرتا ہے تو صادق آل محمدؑ

Presented by Ziaraat.Com

نے فرمایا کہ خداوندِ عالم کے کچھ ملائکہ ہیں جن کو مرقد مطہر امام مظلومؑ پر مقرر کر رکھا ہے۔ جب کوئی مومن زیارت امام حسین علیہ السلام کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اس زائر کا گناہ ان ملائکہ کے حوالے کر دیتا ہے۔ جب زائر قدم اٹھاتا ہے تو وہ ملائکہ اس کے گناہ محو کر دیتے ہیں۔ اور جب پھر قدم اٹھاتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں حسنات کا اضافہ ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ زیارت کا ارادہ کرتا ہے اور غسل کرتا ہے تو جناب پیغمبرؐ خدا اس کو پکار کر کہتے ہیں کہ اے اللہ کی طرف جانے والے تجھے بشارت ہو کہ تو میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اور جناب امیر المومنینؑ پکار کر کہتے ہیں کہ میں تیرے حوائج کے پورا کرنے کا ضامن ہوں۔ اور وہ ملائکہ اسکے دائیں بائیں رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ زیارت سے فارغ ہو کر پلٹے۔

(۲) جب زائر سامان سفر مہیا کرتا ہے تو اسکے ذریعہ سے ملائکہ آپس میں خوشی مناتے ہیں۔[1]

(۳) اور جب سامان کی فراہمی میں اپنا پیسہ خرچ کرتا ہے تو اللہ عطا کرتا ہے ہر درہم کے عوض جس کو اس نے خرچ کیا ہے کوہِ اُحد کے برابر نیکیاں۔ اور قیامت میں اس کے لیے جتنا اس نے خرچ کیا ہے اس سے کہیں زیادہ عنایت کرے گا۔ اور اسی لیے بلاؤں کو دفع کرتا ہے جو نازل ہوتی ہیں تا کہ وہ زیارت سے مشرف ہو جائے۔

ابن سنان کی روایت میں ہے کہ ہر درہم کے عوض میں الف والف، دس مرتبہ شمار کیا۔ پھر اس کے بعد فرمایا کہ اللہ کی رضا اس کے لیے بہتر ہے اور جناب رسولؐ خدا اور علیؑ مرتضیٰ اور ائمہ ہدیٰ کی دُعائیں اس کے لیے بہتر ہیں۔

[1] کامل الزیارات، باب ۴۷، ص ۱۲۹۔

Presented by Ziaraat.Com

(۴) جب زائر نکلتا ہے اپنی منزل سے تو چھ سو فرشتے اس کی مشائعت کرتے ہیں ہر شش جہات سے۔

(۵) جب زائر سیّد الشہداءؑ چلتا ہے تو جس شئے پر اس کا قدم پڑتا ہے وہ شئے اس کو دعا دیتی ہے اور ہر قدم پر ایک ہزار حسنہ لکھے جاتے ہیں۔ اور جب وہ کشتی پر سوار ہوتا ہے اور کشتی حرکت کرتی ہے تو وہ ملائکہ ندا دیتے ہیں کہ آ گاہ ہو تم طیب و طاہر ہو گئے اور تم جنت کے مستحق ہو گئے اور جب اس کی سواری قدم اٹھاتی ہے تو ہر قدم پر ایک ہزار حسنہ لکھے جاتے ہیں۔

(۶) جب سفر زیارت میں زائر کو دھوپ لگتی تو دھوپ اس کے گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ جیسا کہ جناب صادق آل محمدؑ سے مروی ہے۔

(۷) جب زائر کو راہ میں دھوپ یا تعب کی وجہ سے پسینہ آتا ہے تو مزار کبیر میں روایت ہے کہ خداوندِ عالم زائرین امام حسینؑ کے پسینہ کے ہر قطرہ سے ستر ہزار ملک خلق کرتا ہے جو اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اور زائرین کے لیے قیامت تک استغفار کرتے ہیں۔

(۸) جب زائرین سیّد الشہداءؑ فرات پر غسل کرتے ہیں تو ان کے گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔ پھر اس کے بعد جناب پیغمبرؐ خدا ندا کرتے ہیں کہ اے اللہ کی طرف جانے والو تمہیں بشارت ہو کہ تم جنت میں میرے ساتھ ہو گے۔ پھر جناب امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ میں تمہارے حوائج کو پورا کرنے اور دنیا و آخرت میں مصیبت کو دفع کرنے کا میں ضامن ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۹) جب زائر بعد غسل چلتا ہے تو خداوندِ عالم لکھتا ہے ہر قدم کے عوض جس کو زائر اٹھاتا ہے اور رکھتا ہے ایک سو حج مقبول اور عمرہ مقبول اور سو غزوات جو نبی مرسلؐ کے ساتھ اس کے سب سے بڑے دشمن سے کیا جائے۔

(۱۰) جب زائر سیّد الشہداءؑ کربلا سے قریب ہوتا ہے تو زائر کا استقبال کئی قسم کے ملائکہ کرتے ہیں۔ ان میں سے چار ہزار وہ ہیں جو امامؑ کی نصرت کے لیے یوم عاشورہ آئے تھے تو انہیں حکم ہوا کہ تم لوگ قبر امامؑ مظلوم کی مجاورت کرو اور ان میں سے ستر ہزار وہ ہیں جو امامؑ کے زائر کا استقبال کرتے ہیں۔ اور ان میں سے کچھ اور بھی ہیں جن کا ذکر عنوان ملائکہ میں آئے گا۔

(۱۱) جب زائر قبر امامؑ مظلوم کی زیارت کر لیتا ہے تو امام حسینؑ اس زائر کی طرف نظر کرتے ہیں پھر اس کے لیے دعا کرتے ہیں۔ پھر اس زائر کے لیے اپنے جد بزرگوار اور اپنے والد بزرگوار سے سوال کرتے ہیں کہ آپ حضرات میرے زائر کی مغفرت کے لیے دعا کریں۔ پھر ملائکہ اس کے لیے دعا کرتے ہیں، پھر تمام انبیاء و رسل اس کے لیے دعا کرتے ہیں، پھر اس کے لیے تمام عبادات کا ثواب لکھا جاتا ہے، پھر ملائکہ اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔ پھر اس کی پیشانی پر عرش کے نور کی مہر لگائی جاتی ہے۔ جس کا نقش یہ ہے۔

هذا زائرابن خاتم الانبياء صلى الله عليه وآله و سيّد الشهداء علیہ السلام

(۱۲) جب زائر زیارت کر کے اپنے گھر کی طرف پلٹتا ہے تو چند اقسام کے ملائکہ اس کی مشایعت کرتے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ جناب جبرئیلؑ اور میکائیلؑ اور

Presented by Ziaraat.Com

اسرافیلؑ مشایعت کرتے ہیں۔ دوسرے چار ہزار ملائکہ اس کی مشایعت کرتے ہیں۔ تیسرے ستر ہزار ملائکہ اس کی مشایعت کرتے ہیں۔ اور خصوصیت کے ساتھ دو ملک اس کی مشایعت کرتے ہیں۔ اور جب وہ گھر کی طرف چلتا ہے تو وہ دو ملک وداع کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ولیٔ خدا تیرے گناہ معاف ہو گئے۔ تو اللہ و رسولؐ اور ان کے اہلبیتؑ کے گروہ میں ہے۔ قسم بخدا تو جہنم کو اپنی آنکھ سے کبھی نہ دیکھے گا اور نہ جہنم تجھ کو دیکھے گی۔ اور نہ مس کرے گی۔ پھر ایک منادی ندا کرے گا کہ خوشا نصیب تیرا، تو پاک ہو گیا اور جنت تیرے لیے مباح ہو گئی۔

(۱۳) جب زائر زیارت کے بعد ایک سال یا دو سال کے اندر انتقال کر جاتا ہے تو وہ فرشتے اس کے جنازے میں شریک ہوتے ہیں۔ اور اسکے لیے اس کی موت کے بعد استغفار کرتے ہیں۔ پھر امامؑ اس کی زیارت کرتے ہیں۔ کیونکہ روایت ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ جو میری زیارت کرے گا تو میں بھی اس کی زیارت کروں گا اس کی موت کے بعد اور امامؑ مظلوم کی زیارت۔ تو کیا ممکن ہے کہ جب سلطان کربلا خود قبر میں تشریف لائیں زائر کی زیارت کے لیے تو کیا کوئی وحشت یا خوف باقی رہ جائے گا۔

پس اے قبر کے غریبو اور اے قبر میں تنہا رہنے والو، اور اے قبر میں خوفزدہ لوگ، اور اے وہ جو جانتا ہے کہ جب اسکی روح جسم سے نکل جائی گی تو پھر اس کی بالمواجہ زیارت کے لیے کوئی نہیں آئے گا۔ اور اگر کوئی زیارت کے لیے آئے گا بھی تو دو ہاتھ فاصلہ پر ہی رہے گا۔ اور تیرے اس کے درمیان مٹی حائل ہوگی۔ اور اے وہ کہ جس سے اور دوسرے لوگوں سے بالمواجہ ملاقات ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گی اور تو ملاقات

Presented by Ziaraat.Com

کرنے والے کے چہرہ کو کبھی نہ دیکھے گا اور نہ وہ لوگ تیرے چہرے کو دیکھیں گے جو تیری زیارت کو آئیں گے۔ جب تو حسینؑ مظلوم کی زیارت کرے گا تو وہ اس وقت تیرے پاس آئیں گے اور تیرے سامنے آ کر کھڑے ہوں گے، تو ان کے رُخ زیبا کی زیارت کرے گا اور وہ حضرتؑ تجھ کو دیکھیں گے۔ تو کیا تجھے گمان ہے کہ تیری وحشت یا خوف یا بے چینی باقی رہے گی جب امامؑ تیری زیارت کریں گے اور تجھ سے کہیں گے السلام علیك اور امامؑ مظلوم کا سلام تجھ پر اتنی مرتبہ ہوگا جتنی مرتبہ تو نے امامؑ پر سلام کیا ہوگا اور امامؑ تیری زیارت اتنی مرتبہ کریں گے کہ جتنی مرتبہ تو نے امامؑ کی زیارت کی ہے۔ اور جتنا شوق تجھے امامؑ کی زیارت کا ہوگا اتنی ہی مرتبہ امامؑ تیری زیارت کریں گے اور اسی شوق سے کریں گے جتنا شوق ان کی زیارت کا تیرے دل میں تھا اور تیری وحشت میں تیری دلجوئی کریں گے۔

(۱۴) جب کوئی زائر راستہ میں مر جاتا ہے تو امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ ملائکہ اس کی مشایعت کرتے ہیں۔ اور جنت سے اسکے لیے حنوط و کفن لاتے ہیں اور اس پر نماز پڑھتے ہیں۔ جب اس کو (لوگ) کفن پہنا لیتے ہیں تو ملائکہ اس کے جنت کے کفن کو اس کے کفن کے اوپر پہناتے ہیں۔ اور اس کے نیچے اس کی قبر میں پھول بچھاتے ہیں اور اس سے زمین کو دفع کرتے ہیں تو زائر خیال کرتا ہے کہ اس کے ہر چہار جانب زمین تین میل دور ہوگئی۔ اور اس کی قبر میں ایک دروازہ جنت کا کھول دیا جاتا ہے جس سے جنت کی خوشبو اور پھول اُس کے پاس آتے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۵) جب زائر امامؑ مظلوم کو راستہ میں قید کر لیا جاتا ہے یا اس کو مارا جاتا ہے تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جتنے دن وہ مقید رہتا ہے اور غمگین رہتا ہے اتنے ہی دن قیامت میں خوش رہے گا۔ راوی کہتا ہے میں نے امامؑ سے دریافت کیا کہ اگر اس کو قید کرنے کے بعد ماریں تو اس کا کیا اجر ہوگا تو امامؑ نے فرمایا کہ ہر ضرب کے عوض میں ایک حوراء اور ہر تکلیف کے بدلے میں ایک لاکھ حسنہ (ملے گا) اور ایک لاکھ گناہ اس کے محو ہو جائیں گے۔ اور ہر ضرب کے عوض میں اس کے لیے ایک لاکھ درجات بلند کیے جائیں گے۔ اور قیامت میں وہ اُن لوگوں میں سے ہوگا جو رسولؐ اللہ سے گفتگو کریں گے یہاں تک کہ لوگ حساب سے فارغ ہوں۔ اور اس سے حاملین عرش مصافحہ کریں گے اور کہیں گے جو چاہو سوال کرو۔ اور قیامت میں اس کے مارنے والے کو لائیں گے حساب کے لیے مگر اس سے کوئی سوال نہ کیا جائے گا اور نہ اس سے کسی چیز کا حساب کیا جائے گا۔ بلکہ اس کے بازوؤں کو پکڑ کر اس کو ایک ملک کے پاس لایا جائے گا۔ وہ ملک اس کی پنڈلی کو اس کے شکم سے باندھ دے گا اور جہنم کا گرم پانی اور پیپ اس کے پینے کے لیے تحفۃً پیش کرے گا۔ (اس کے بعد) اس کو جہنم میں پہاڑ پر رکھ دیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا چکھ مزہ اس کرتوت کا جو تو نے اس (زائر) کے ساتھ کیا ہے۔ حالانکہ وہ (جس کو تو نے مارا تھا) اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف جا رہا تھا۔ اور اس کو جہنم کے دروازے پر زائر کے سامنے لایا جائے گا اور زائر سے کہا جائے گا کہ دیکھ اپنے مارنے والے کے اس عذاب کو کہ کیسی سزا پائی ہے اس نے۔ کیا تیرے دل نے شفا پائی۔ اور کیا تیرا قصاص اس (ظالم) سے لے لیا گیا ہے۔ اس وقت زائر سیّد الشہداءؑ

Presented by Ziaraat.Com

کہے گا کہ:

"الحمد لله الذی انتصر لی لولد ولد رسول الله منه"[1]

یعنی تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے میری مدد کی اس فرزند کی وجہ سے جس سے رسولؐ پیدا ہوئے ہیں۔

"لولدِ ولد رسول الله منه" سے اشارہ ہے جناب پیغمبرؐ کے اس فرمان حسین منی وانا من الحسینؑ کی طرف یعنی حسینؑ مجھ سے ہیں اور میں حسینؑ سے ہوں۔

(١٦) اور جب وہ راستہ میں قتل کر دیا جائے بس بہ تحقیق وارد ہوا ہے روایت میں صادق آل محمدؐ نے فرمایا کہ پہلا قطرہ اس خون کا عوض یہ ہے کہ اُس کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور اس کی طینت کو غسل دیا جاتا ہے (جس سے ملائکہ کی تخلیق ہوئی ہے) یہاں تک کہ خالص ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ انبیاء مخلصین علیہم السلام کی طینت خالص ہوتی ہے۔ اور اسی طینت سے جس میں تمام اقسام کی طینت اہل کفر وغیرہ کی طینت کی نجاست جو اس کی طینت سے مخلوط رہتی ہے دور ہو جاتی ہے۔ اور اس کے قلب کو غسل دیا جاتا ہے اور اس کو کشادہ کر دیا جاتا ہے اور اس کے قلب کو ایمان سے بھر دیا جاتا ہے پس وہ خداوند عالم سے ملاقات کرتا ہے اس حالت میں کہ وہ طیب و طاہر ہوتا ہے ہر بدنی و قلبی نجاست سے۔ اور اس کو اس کے اہلبیت اور ایک ہزار برادران ایمان کے لیے شفاعت کرنے کا حق دیا جاتا ہے۔ (یعنی وہ اپنے گھر والوں اور اپنے احباب میں سے

---

[1] بحار الانوار، جلد ٢٢، ص ١٢٥ میں یہ ہے "الحمد لله الذی انتصر لی لولد رسوله منه"۔ کامل الزیارات میں بھی یہی عبارت ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ایک ہزار کے لیے شفاعت کرسکتا ہے)اور ملائکہ و جبرئیلؑ ملک الموت کے ہمراہ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور ملائکہ اُس کے لیے کفن وحنوط جنت سے لاتے ہیں۔ اور اس کے لیے اس کو قبر کو کشادہ کرتے ہیں اور اس کی قبر میں چراغ رکھتے ہیں۔ اور اس کے لیے ایک دروازہ جنت کا اس کی قبر میں کھول دیتے ہیں۔ اور اس کے پاس ملائکہ جنت سے تحفے لے کر آتے ہیں۔ اور اٹھارہ یوم تک اس کو خطیرۃ القدس میں بلند کرتے ہیں۔ اور وہ اس میں ہمیشہ اولیاء اللہ کے ساتھ رہتا ہے یہاں تک کہ پہلا صور پھونکا جائے گا جس کے بعد کوئی زندہ نہ رہے گا۔ (الاّ وَجہ رَبّك ذُوالجلال والاکرام) جب دوسرا صور پھونکا جائے گا اور وہ اپنی قبر سے اُٹھے گا تو سب سے پہلے اس زائر سے رسولؐ اللہ، اُس کے بعد جناب امیر المومنینؑ اور ائمہ طاہرین مصافحہ کریں گے۔ اور اُس کو (جنت کی) بشارت دیں گے۔ اور کہیں گے تو ہمارے ساتھ قیام کر اور اُسے حوضِ کوثر پر بٹھا دیں گے۔ پس وہ حوضِ کوثر سے سیراب ہوگا اور جس کو چاہے گا سیراب کرے گا۔[1]

الجہۃ الثالثۃ:

فضائل زیارت میں سے یہ ہے کہ زائر امام حسینؑ گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے خصوصیت کے ساتھ (جن کا ذکر آئے گا) کیونکہ تقریباً چالیس صحیح ومعتبر حدیث میں آیا ہے کہ زائر امام حسینؑ (بعد زیارت) گناہ سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے کہ جو حق ہے پاک ہونے کا کیونکہ خداوندِ عالم اس کے اگلے اور پچھلے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ زائر زیارت کرنے کے بعد اس دن جیسا ہوجاتا ہے جس دن

[1] کامل الزیارات، جلد ٦٨، ص ١٦٦۔

Presented by Ziaraat.Com

اس کی ماں نے اسے پیدا کیا تھا۔ اور بعض روایت میں ہے کہ وہ گناہوں سے اس طرح صاف ہوجاتا ہے جس طرح کپڑا میل سے صاف ہوجاتا ہے پانی میں اور عجیب بات تو یہ ہے کہ بعض روایت میں وارد ہوا ہے کہ تمام فضیلتیں پہلے قدم میں حاصل ہوجاتی ہیں۔ پھر اس کے بعد جتنے قدم اٹھاتا ہے مقدس و مطہر ہوتا جاتا ہے پھر اس کا درجہ اتنا بلند ہو جاتا ہے کہ اللہ اس سے مناجات میں کہتا ہے عبدی سلنی اعطلک ''میرے بندے مجھ سے سوال کر میں اُسے پورا کروں گا۔

دوسری روایت میں ہے کہ جب وہ نماز زیارت سے فارغ ہوجاتا ہے تو ایک ملک اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ رسولؐ اللہ نے تجھے سلام کہلایا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ نے تیرے گناہ معاف کر دیے۔ اب از سرنو عمل کر۔

الجہۃ الرابعۃ:

زائر امام حسین علیہ السلام تمام فضیلتوں کے حاصل کرنے کے بعد وہ سبب ہوجاتا ہے دوسرے مومنین کی نجات کا۔ چنانچہ سیف تمار نے صادق آل محمدؑ سے روایت کی ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ زائر امام حسینؑ قیامت کے دن ایسے سو افراد کی شفاعت کرے گا جو مستحق جہنم ہوں گے۔

دوسری روایت میں ہے کہ زائر سیّد الشہداءؑ سے کہا جائے گا کہ تم لوگ جس کو دوست رکھتے ہو اس کے بازو کو پکڑ کر جنت میں داخل کرو۔[1]

الجہۃ الخامسۃ:

---

[1] کامل الزیارات، باب ۶۸، ص ۶۵۔

Presented by Ziaraat.Com

ہر عمل منقطع ہو جاتا ہے اگرچہ اس کے ثواب کا سلسلہ باقی رہتا ہے۔ مگر زیارت امام حسین علیہ السلام اپنے وقوع کے اعتبار سے اس کا سلسلہ قیامت تک باقی رہتا ہے اور یہ سلسلہ زائر سے منقطع نہیں ہوتا اس کی وضاحت یہ ہے کہ:

صفوان نے جناب صادق آل محمدؑ سے روایت کی ہے کہ امامؑ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے گھر سے زیارت امام حسینؑ کے مقصد سے نکلتا ہے تو سات سو (۷۰۰) ملک اس کی مشایعت ہر جہات سے کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے گھر واپس آ جاتا ہے۔ اور جب وہ امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے تو ایک منادی ندا دیتا ہے کہ اے زائر خداوندِ عالم نے تیرے گناہ کو معاف کر دیا اب از سر نو عمل کر۔ اور پھر وہ سات سو ملائکہ اس کی مشایعت کرتے ہوئے اُس کے گھر آتے ہیں۔ اور اس سے کہتے ہیں کہ اے زائر تجھے اللہ کو سونپا۔ پھر وہ ملائکہ زائر کی زیارت کرتے رہتے ہیں قیامت تک۔ اور پھر وہ ملائکہ ہر روز امام حسینؑ کی زیارت کرتے رہتے ہیں اور اس کا ثواب اس زائر کو ملتا ہے۔ (اس سے پتہ چلتا ہے کہ سات سو ملائکہ اس کو وطن پہنچا کر اس کی نیابت میں روزانہ امامؑ مظلوم کی زیارت کرتے رہتے ہیں اور یہ عمل گویا زائر کا ہوتا ہے جو قیامت تک منقطع نہ ہوگا۔

الجہۃ السادسہ:

زیارت امام حسینؑ کی وجہ سے وہ شئے حاصل ہوتی ہے جس کا حاصل ہونا محال ہے اور وہ ہے رسولؐ اللہ کی معیت میں حج کا ثواب۔

اور یہ مضمون کئی روایتوں میں ہے۔ اور ان میں سب سے لطیف روایت موسیٰ

Presented by Ziaraat.Com

بن قاسم حضرمی کی ہے۔

موسیٰ کہتا ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام حکومتِ ابو جعفر (منصور) میں نجف اشرف تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ اے موسیٰ جاؤ تم کوفہ کے چوراہے پر اور وہیں پر کھڑے ہو کر دیکھتے رہو ایک شخص قادسیہ کے راستے سے آئے گا۔ جب وہ تمہارے پاس آئے تو اُس سے کہنا کہ ایک شخص یہاں پر فرزند رسولؐ سے مقیم ہیں وہ تمہیں بلا رہے ہیں۔ پس وہ شخص تمہارے ساتھ آئے گا موسیٰ کہتا ہے کہ میں وہاں گیا اور حسب الحکم چوراہے پر کھڑا رہا۔ گرمی بہت زیادہ تھی وہاں بہت دیر تک کھڑا رہا یہاں تک کہ میں گھبرا گیا۔ قریب تھا کہ میں حکم امامؑ کی نافرمانی کروں اور واپس چلا آؤں کہ ناگاہ دیکھا میں نے کہ کوئی شئے اونٹ پر چلی آ رہی ہے جو کسی مرد سے مشابہ ہے۔ موسیٰ کہتا ہے کہ میں اس کا انتظار کرنے لگا یہاں تک کہ وہ شخص میرے قریب آ گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ اے شخص یہاں پر ایک شخص فرزندانِ رسولؐ سے مقیم ہیں اور تم کو بلا رہے ہیں۔ انہوں نے تیرے وصف کو مجھ سے بیان کیا ہے۔ اس آنے والے نے کہا کہ پھر مجھے ان کے پاس لے چلو۔ میں آنے والے کو لایا اور خیمہ سے قریب اس کے اونٹ کو بٹھا دیا۔ موسیٰ کہتے ہیں امامؑ نے اس کو بلایا۔ پس وہ اعرابی امامؑ کے پاس گیا۔ موسیٰ کہتا ہے میں بھی جا کر خیمہ کے دروازہ پر کھڑا رہا اور گفتگو سنتا رہا۔ مگر امامؑ اور اعرابی کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس اعرابی سے دریافت فرمایا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ اعرابی نے کہا میں یمن سے آ رہا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا کہ تم فلاں مقام کے رہنے والے ہو، اس نے کہا کہ جی ہاں اسی مقام کا رہنے والا ہوں۔ امامؑ نے دریافت فرمایا کہ

Presented by Ziaraat.Com

یہاں کیوں آئے ہو۔ اعرابی نے جواب دیا کہ امام حسینؑ کی زیارت کے لیے آیا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا کہ صرف زیارت کے لیے آئے ہو اور کوئی دوسری غرض نہیں ہے؟ اعرابی نے کہا صرف زیارت کے لیے آیا ہوں دوسری کوئی غرض نہیں ہے۔ آیا ہوں صرف اس لیے کہ قبر امامؑ کے پاس نماز پڑھوں اور ان کی زیارت کروں اور امامؑ پر سلام کروں اور اپنے اہل (عیال) کی طرف پلٹ جاؤں۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے امام حسینؑ کی زیارت میں کون سی خوبی پائی یا زیارت سے کون سا فائدہ تمہارے مدنظر ہے۔ اعرابی نے جواب دیا کہ امامؑ کی زیارت کی وجہ سے ہم برکت دیکھتے ہیں اپنے نفس اور اپنے اہل میں اور اپنی اولاد میں اور اپنے مال میں اور اپنی حیثیت میں بھی برکت پاتے ہیں۔ اور زیارت کی وجہ سے ہماری حاجتیں بر آتی ہیں۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اے میرے یمنی بھائی کیا میں اور فضیلت زیارت امامؑ مظلوم کی بیان نہ کروں۔ اعرابی نے کہا کہ اے فرزندِ رسولؐ ضرور بیان فرمایئے۔ امامؑ نے فرمایا (اے اعرابی) امام حسینؑ کی زیارت برابر ہے ایک حج قبول شدہ کے جو جناب سرور کائنات کی معیت میں ادا کیا گیا ہو۔ اعرابی اس فضیلت کو سن کر متعجب ہوا۔ امامؑ نے فرمایا بلکہ دو حج مقبول شدہ جو رسولؐ کی معیت میں ادا کیا گیا ہو۔ اعرابی فضائل زیارت کو سن کر متعجب ہوتا رہا اور امام جعفر صادق علیہ السلام حج کی عدد کو زیادہ کرتے رہے۔ یہاں تک بیان فرمایا کہ تیس حج، تیس حج، تیس حج جو رسولؐ اللہ کی معیت میں ادا کیے گئے ہوں۔

(بحار الانوار، جلد ۲۲، کامل الزیارات میں ملاحظہ ہو)

Presented by Ziaraat.Com

الجہۃ السابعہ:

زیارت امام حسین علیہ السلام کی وجہ سے زائر اُس شئے کو پاتا ہے کہ جس کا وقوع زائر سے ممکن ہی نہیں اور وہ یہ کہ زیارت کے عوض میں جو حج ملے گا وہ حج رسولؐ اللہ کا ہوگا۔ جیسا کہ عائشہ کی روایت میں وارد ہوا ہے جس کا ذکر ہم سابق میں کر چکے ہیں۔

الجہۃ الثامنہ:

خداوندِ عالم نے قسم کھائی ہے کہ نا اُمید نہ ہوگا وہ کہ جس نے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی ہے۔ چنانچہ ابن محبوب کی روایت میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ امام حسینؑ صاحب کربلا، مظلوم ومکروب، عطشان قتل کیے گئے۔ اس لیے خداوندِ عالم نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ نہیں آئے گا کوئی شخص امامؑ مظلوم کی قبر کے پاس اندوہگیں اور نہ کوئی مکروب اور نہ کوئی گناہ گار اور نہ کوئی مغموم اور نہ کوئی پیاسا اور نہ وہ جو کسی مرض میں مبتلا ہو اور وہ دعا کرے میری بارگاہ میں امام حسین علیہ السلام کی قبر کے پاس امام حسین علیہ السلام کے واسطے سے مگر یہ کہ خداوندِ عالم اُس کی مصیبت اور اس کی بے چینی کو زائل کردے گا۔ اس کی حاجت کو برلائے گا۔ اس کے گناہ کو بخش دے گا اور اس کی عمر کو طویل کرے گا اور اس کے رزق کو زیادہ کردے گا۔ لہٰذا اے صاحبانِ عقل عبرت حاصل کرو۔

الجہۃ التاسعہ:

زیارت کی ایک خصوصیت مخصوصہ ہے۔ اور یہ زیارت کی خصوصیت، اُس اُمید کہ جو زیارت سے وابستہ ہے۔ انتہا ہے۔ اب وہ خصوصیت یہ ہے کہ جسکا ذکر روایت

Presented by Ziaraat.Com

میں ہے کہ جب خداوندِ عالم دیکھتا ہے زائرکو کہ وہ رات کو بیدار رہتا ہے اور دن کوتعب و مشقت اٹھاتا ہے تو اس پر نظر رحمت کرتا ہے۔ اور اسی نظر رحمت کی تاثیر یہ ہے کہ زائر فردوس اعلیٰ کا مستحق ہوجاتا ہے۔

الجہۃ العاشرہ:

زیارت کی مخصوص تاثیرات ۔ روایت میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے سے عمر اور رزق میں زیادتی ہوتی ہے۔ اور زیارت عرفہ کے سلسلہ میں روایت میں ہے کہ امام حسینؑ کی زیارت یوم عرفہ کرنا اعتقاد حقہ میں اطمینان کا باعث ہے۔ اور شبہات دفع ہوجاتے ہیں۔ اور یہ اثر تمام اثر سے اعلیٰ ہے۔ اس لیے کہ اسی اثر پر تمام اثر موقوف ہے اور اس کی مخصوص تاثیرات میں سے یہ ہے کہ زیارت امام حسین علیہ السلام تمام برائیوں کو دفع کرتی ہے اور بعض بری موت سے بچاتی ہے۔ اور زیارت کی تاثیرات میں سے یہ بھی ہے کہ زائر جناب پیغمبرؐ کے ضمان میں داخل ہوجاتا ہے۔ اور یہ مضمون پندرہ حدیثوں میں ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب پیغمبرؐ نے ضمانت کی ہے اس کی جو امامؑ کی زیارت کرے یا ان کے باپ بھائی، ماں کی پیغمبرؐ زیارت کریں گے اس کی قیامت کے دن اور قیامت کے احوال وشدائد سے اُسے نجات دلائیں گے۔

الجہۃ الحادی عشر:

زیارت امام حسینؑ کے عجیب وغریب فضائل، اور وہ چند ہیں۔

(۱) امام حسین علیہ السلام کی زیارت ان کی شہادت کے بعد افضل ہے اس زیارت سے جو کسی زندہ امام کی اس کی حیات میں کی جائے مثلاً جناب صادق آل محمدؐ اگر زندہ

Presented by Ziaraat.Com

ہوں اور کوئی ان کی خدمت میں جائے اور ان سے ہم کلام ہو اور وہ حضرت اس سے کلام کریں تو امام حسینؑ کی زیارت اس زیارت سے افضل ہے جیسا کہ ابی یعفور سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی زیارت کی تو ان سے کہا کہ مجھے آپ کی زیارت کا بہت شوق تھا اس لیے آپ کے پاس بڑی تکلیف و مشقت اٹھا کر آیا ہوں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے رب کی شکایت مت کرو۔ تم ان کی زیارت کو کیوں نہیں گئے جن کا حق تم پر میرے حق سے زیادہ ہے۔ تو حضرتؑ کا یہ کہنا کہ تم ان کی زیارت کو کیوں نہ گئے جن کا حق زیادہ ہے تم پر میرے حق سے، مجھے زیادہ گراں گزرا امامؑ کے اس قول سے کہ تو اپنے رب کی شکایت نہ کر۔ تو میں نے دریافت کیا کہ کس کا حق ہم آپ کے حق سے بھی زیادہ ہے۔ تو امامؑ نے فرمایا کہ جناب امام حسینؑ ابن علیؑ کا۔ جب تو ان کی زیارت کرے اور خداوندِ عالم سے دُعا کرے اور اپنے حوائج ضروریہ کے متعلق بارگاہِ الٰہی میں شکوہ کرے یعنی حوائج طلب کرے تو خداوندِ عالم اس کو پورا کرے گا۔

(۲) امامؑ کے زیارت کے فضائل میں سے ایک یہ بھی کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام اس کی زیارت کو جاتے تھے جو امام حسین علیہ السلام کی زیارت کر کے واپس آتا تھا۔

حمران سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے قبر امام حسینؑ کی زیارت کی۔ جب میں اپنے وطن واپس آیا تو میرے پاس امام محمد باقر علیہ السلام تشریف لائے اور ان کے ہمراہ عمر بن علی بن عبداللہ ابن علی تھے۔ تو مجھ سے امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے حمران تمہیں بشارت ہو جو شخص آل محمدؐ کے شہداء کی زیارت کرتا ہے اور اس

Presented by Ziaraat.Com

کی غرض رضائے الٰہی کو حاصل کرنا ہوتا ہے تو اس کے گناہ بالکل ختم ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اس دن کی طرح ہو جاتا ہے جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

(۳) زیارت کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ خداوندِ عالم کی نظر رحمت خصوصیت کے ساتھ زائر امام حسین علیہ السلام پر ہوتی ہے۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ خداوند عالم کی نظر رحمت روزانہ زائر پر ہوتی ہے۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ خداوندِ عالم زائرین قبر امام حسینؑ کے گناہوں کو خاص طور سے معاف کر دیتا ہے اور ان کے گھر والوں کے گناہ کو بھی اور اس کے گناہ کو بھی بخش دیتا ہے جس کی شفاعت زائر امام حسینؑ کرنا چاہے اگر چہ وہ لوگ مستحق جہنم کیوں نہ ہوں۔

(۴) اور زیارت کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ زائرین سیّد الشہداءؑ کے لیے جنت میں داخل ہونے کے لیے خصوصیت ہے۔ اور وہ یہ کہ ضروری ہے کہ جنت میں داخل ہوں۔ اہل جنت کے داخل ہونے کے چالیس سال قبل۔

(۵) اور یہ کہ ہر شئے زائرین امام حسینؑ سے اپنے کو برکت کی غرض سے مس کرتی ہے۔ اور ہر شئے بغرض خیر و برکت امامؑ کے زائرین کو دیکھتی ہے۔ کیونکہ ان لوگوں نے قبر امام حسینؑ کو دیکھا ہے اور زیارت کی ہے۔ ایک عجیب فضیلت یہ بھی ہے جو بہت سی روایتوں سے ماخوذ ہے کہ زیارت کی تمام فضیلتیں لوگوں سے بیان نہیں کی گئی ہیں۔ چنانچہ روایت صحیحہ میں ہے کہ اگر لوگ جان لیں کہ امام حسین ؑ کی زیارت میں کتنی فضیلت ہے تو شوق زیارت کی بنا پر مر جائیں اور ان کے انفاس منقطع ہو جائیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ اگر زیارت امام حسینؑ کی فضیلت کا لوگوں کو علم ہو جائے تو دور دور سے لوگ چاروں ہاتھ پاؤں سے زیارت کے لیے نکل پڑیں۔[1]

[1] بحار الانوار، جلد ۲۲ میں مفصلاً روایات مذکورہ بالا موجود ہیں ملاحظہ ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

الباب الثانی

زیارت امام حسینؑ کی خاص فضیلت کے بیان میں ہے۔

اس کو تنہا اس لیے بیان کیا گیا ہے کہ تمام فضیلتوں سے ممتاز ہے

اور اس فضیلت کے بیان کرنے کے لیے ایک مقدمہ کی احتیاج ہے۔

جانو تم کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ تمام باتیں جو کسی عمل کے ثواب اور خواص (اعمال) کے متعلق بیان کی گئی ہیں وہ ان کے اثر کے اعتبار سے، جیسے ادویہ کے خواص و اثرات، اور ہر اثر یا خاصیت کے لیے کچھ موانع اور حاجب ہوتے ہیں جو اثر کرنے سے روک دیتے ہیں۔ مگر کسی شئے کے روک دینے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس شئے میں اثر ہی نہیں ہے۔ مثلاً سکنجبین کی خاصیت ہے کہ وہ صفراء کو قطع کر دے تو اگر سکنجبین نے بعد استعمال کے صفراء کا قلع قمع نہ کیا کسی مانع کی وجہ سے جو سکنجبین سے قبل استعمال کیا گیا ہے یا بعد استعمال کیا گیا ہے یا مزاج ہی میں کوئی انقلاب ہو جائے تو یہ تمام موانع اس بات کا ثبوت نہیں بن سکتے کہ سکنجبین قاطع صفرا نہیں ہے۔ پس وہ تمام چیزیں جو ذکر کی گئی ہیں اعمال و دعاؤں کے فضائل میں ان تمام کے مقابل میں موانع بھی ہیں جو اس عمل کی خاصیت کو دفع کر دیتے ہیں۔ اور مانع کبھی اثر کو بالکل دفع کر دیتا ہے اور کبھی کچھ اثر باقی رہتا ہے۔ اس لیے محشر میں لوگوں کے حالات مختلف ہوں گے۔ اور کبھی لوگوں کے لیے کچھ مقدار ایمان کی ہو گی۔ اور اعمال ان کو نجات دلائیں گے عتاب سے اوّل احتضار کے وقت۔ اور کبھی

Presented by Ziaraat.Com

اعمال نجات دلائیں گے احتضار کے عذاب کے بعداور کبھی اعمال نجات دلائیں گے ایک مدت تک برزخ میں معذب ہونے کے بعد، اور کبھی اعمال نجات دلائیں گے بعد برزخ کے۔ اور کبھی اعمال نجات دلائیں گے ابتداء محشر میں، کبھی اعمال نجات دلائیں گے اثناء قیامت میں اور کسی ایک موقف میں۔ یعنی قیامت میں بہت سے مواقف ہوں گے جہاں پر ہر ایک واجبات ومحرمات واحکامات کے متعلق سوال ہوگا۔ (مثلاً ایک موقف پر نماز کا، اور ایک موقف پر روزہ کا اور ایک موقع پر حج کا سوال ہوگا۔ اسی حساب سے مواقف ہوں گے) اور اعمال کے مقابلہ میں [1] موانع غالب ہوں گے۔ پس نہیں حاصل ہوگی نجات مگر برزخ میں معذب ہونے کے بعد یا بعد عذاب محشر کے نجات حاصل ہوگی اور کبھی موانع کی وجہ سے نجات حاصل نہ ہوگی۔ کیونکہ ایمان ہی سلب ہوگا۔

---

[1] موانع، روکنے والے۔ اعمال کی تاثیر کو روکنے والی وہ نافرمانیاں ہیں جن کا بندہ مرتکب ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نماز، روزہ، حج وغیرہ کا پابند ہے۔ اور یہ ایسے اعمال ہیں جو ذریعہ نجات ہیں مگر موانع کی وجہ سے ان اعمال کا اثر نہ ہوگا۔ اور موانع مثلاً شراب پینا، غیبتِ مومن کرنا، لواطہ وزنا وسرقہ وغیرہ ہیں۔ تو اگر کوئی نماز بھی پڑھے اور غصب اموال بھی کرے تو یہ غصب کرنا اس کی نماز کی تاثیر کو روک دے گا۔

اور غصب کے درجات بھی ہیں۔ مثلاً ایک پیسہ غصب کرلیا تو یہ موانع تو ہے مگر کمزور ہوسکتا ہے کہ یہ غصب اوّل احتضار میں مانع ہو اور قبر کی منزل میں ختم ہوجائے کیونکہ عالم احتضار کا عذاب اس غصب کے ہم پلہ ہے مثلاً اگر کوئی شخص نماز پڑھے اور ایک روپیہ کا غصب کرے یا مکمل کئی ایک جائداد کا غصب کرنے والا ہے۔ تو پہلے غصب کے مقابل میں ایک گناہ ہے۔ یا کسی کا مال واسباب لوٹ لے یا بیوہ کا مال غصب کرلے تو یہ غصب تو ضرور ہے مگر درجہ کے اعتبار سے اعلیٰ ہے تو یہ غضب قیامت تک عمل کی تاثیر کو روک دے گا۔ اور اگر اس سے بھی بڑا غصب ہو مثلاً کسی نبی یا امام کا مال غصب کرے تو یہ موانع عمل کے اثر کو بالکل یہ ختم کردے گا اور وہ ہمیشہ جہنم میں ہوگا۔ اور اگر نماز، روزہ، حج کی پابندی کرے مگر اہل بیتؑ کے حق کو غصب کرے تو وہ درک اسفل میں ہوگا جہنم کے طبقات میں۔

Presented by Ziaraat.Com

پس وہ جو ایماندار نہ ہوگا جہنم میں ہمیشہ رہے گا۔

مالک میرے میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں خلود فی النار سے۔ اور یہ کلام جاری رہے گا تمام اعمال میں اور اس کے اجر میں۔ (یعنی اعمال کے اجر ملنے سے گناہ وغیرہ مانع ہوگا)

جب آپ نے سمجھ لیا اس مقدمہ کو پس جانیے کہ زیارت امام حسین علیہ السلام کی ایک خاص فضیلت ہے جو تمام اعمال کے فضائل سے بالاتر ہے۔ اور وہ فضیلت جامعہ یہ ہے کہ اگر موانع زیارت کی تاثیرات کو روک دیں۔ اگرچہ تمام موانع بھی اکٹھا ہو جائیں، کیونکہ زیارت کی تاثیر کے لیے راستے اور مواقف بہت ہیں۔ تو اگر زیارت کی تاثیر کو کوئی ایک مانع روک دے تو زیارت کی دوسری تاثیر دوسرے موقف میں اپنا کام کرے گی۔ اس طرح زیارت کی تاثیر کا سلسلہ قائم رہے گا۔

اس کی توضیح یہ ہے کہ ہر عمل جو نجات دلانے والا ہے خداوندِ عالم نے اس کے اثر کے ظہور کے لیے ایک مقام خاص مقرر فرمایا ہے۔ اور وہ مقام یا ایام برزخ میں ہوگا یا محشر میں۔ اور جب کوئی مانع اثر آ جائے گا اس کے محل مقرر پر تو اس کا اثر بالکل ختم ہو جائے گا اور اس عمل کا اثر دوسرے مقام پر کام نہ دے گا۔ لیکن زیارت امام حسینؑ کا اثر باطل نہ ہوگا۔ اور اگر گناہ کسی مقام پر اس کے اثر سے روک دے گا تو زیارت سیّد الشہداءؑ کا اثر دوسرے مقام پر ہوگا۔ اور اس کا سلسلہ وقت احتضار سے لے کر قیامت کا دن ختم ہونے تک جبکہ ہر مغفور و معذب اپنے مقام تک پہنچ جائے گا باقی رہے گا اس مطلب پر بہت سی روایتوں کا مفہوم دلالت کرتا ہے جبکہ تمام روایتوں کو جمع کر کے دیکھا

Presented by Ziaraat.Com

جائے کے اس مطلب پر دلالت کرتی ہے وہ روایت جو مروی ہے امام حسینؑ سے جس کو ہم عنقریب بیان کریں گے۔ اور اس مطلب کو (کہ زیارت کا اثر بدختم قیامت باقی رہے گا) بیان کیا ہے جناب جابر ابن عبداللہ انصاری نے جب کہ وہ حضرتؑ کی زیارت کے لیے اربعین کے موقع پر گئے ہیں اور انہوں نے امامؑ کی زیارت کی، مخصوص طریقہ سے۔ ہم اس کو اس کے موقع پر بیان کریں گے۔ جناب جابر نے زیارت کے بہت فضائل بیان فرمائے ہیں۔ منجملہ اُن فضائل کے یہ بھی ہے کہ جناب جابر فرماتے ہیں کہ جب امام حسینؑ کے محبین اور ذاکرین کے قدم لغزش کریں گے گناہوں کی وجہ سے قیام میں تو ثابت ہوں گے قدم دوسرے مقام پر۔ لہٰذا اب ہم اس کی کیفیت بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ زائر امام حسینؑ جبکہ مرتب ہوں گے ان کی زیارت پر وہ آثار وفضائل جو ثابت ہیں زائرین کے لیے ان جہات سے جن کا ذکر میں نے کیا ہے تو دنیا سے وہ اس طرح جائے گا جیسے کہ اس کی ماں نے اس دن اس کو جنا ہو۔ یا پہنچے گا وہ زیارت کی وجہ سے اعلیٰ درجات میں جو حاصل ہیں زائرین کے لیے کہ وہ ہوں گے اعلیٰ علیین میں۔ یا ہوں گے وہ کروبین میں سے یا اس کے مثل۔ اور کیا کہنا اس تعجب خیز فضیلت کا۔ اور اگر منع کردے گناہوں کی زیادتی (زائر کو) حصول سے ان درجات ومراتب کے اور زائر گناہ گار آئے اس حالت میں کہ اس سے اس کے گناہوں کا مواخذہ کیا جائے تو ہم امید کرتے ہیں کہ اس کا معاملہ درست ہو جائے امام حسینؑ کی زیارت کی وجہ سے اس کے مرنے کے وقت، اور زمانہ برزخ میں۔ اور اگر زیارت امام حسینؑ تاخیر کرے اثر کرنے سے اس لیے کہ اس کا گناہ زیادہ ہے تو ہم امید کرتے ہیں کہ امام حسینؑ اس کی زیارت

Presented by Ziaraat.Com

کریں گے برزخ کے دنوں میں۔اور ایام برزخ میں امام حسینؑ کے آنے میں جلدی یا تاخیر اس کی قابلیت اور موانع پر موقوف ہے۔اگر زیارت کی فضیلت میں قابلیت اور تاثیر زیادہ ہے اور مانع یا گناہ ہلکا ہے تو امامؑ اس کے پاس ایام برزح کے شروع ہی میں تشریف لائیں گے ورنہ تاخیر میں تشریف لائیں گے۔اور اگر اس کی زیارت میں فضیلت کے اعتبار سے کمی ہے اور موانع شدید ہیں یعنی جرم عظیم کا مرتکب ہے تو وہ تمام زمانہ برزح میں معذب رہے گا۔پس جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو جناب پیغمبرؐ خدا تشریف لائیں گے اور ان کے ساتھ جبرئیلؑ امین بھی ہوں گے۔ جناب پیغمبرؐ خدا اہل محشر کے چہروں کو دیکھیں گے تاکہ زائرین امام حسینؑ کو منتخب کر لیں۔پیغمبرؐ خدا زائرین کو ان کی پیشانی پر جو نور سے لکھا ہوا ہے کہ یہ زائر ہے، قبر سیّد الشہداءؑ کا پہچان لیں گے۔پس جبکہ پیشانی پر یہ لکھا ہوا دیکھیں گے اس کے بازو کو پکڑ لیں گے۔اس کو قیامت کے خوف اور اس کے شدائد سے بچا لیں گے۔پس اگر کسی زائر میں اس کی بھی قابلیت نہ ہو بلکہ گناہوں کی ظلمت زائر کی پیشانی پر لکھی ہوئی عبارت کو چھپا لے تو یہ زائر میدان محشر میں مبتلائے عذاب رہے گا۔مگر دوسرے طریقے سے اس کے چھٹکارے کی امید حاصل ہوگی اور وہ یہ کہ میدان محشر میں ایک منادی ندا کرے گا کہ کہاں ہیں شیعان آل محمدؐ۔اس آواز کو سن کر ایک گروہ کھڑا ہو جائے گا اس گروہ کے افراد کا شمار سوائے خالق کے کوئی نہیں کر سکتا۔پھر وہ منادی ندا کرے گا کہاں ہیں زائرین امام حسینؑ ابن علیؑ۔اس ندا کو سن کر کچھ لوگ اٹھیں گے ان سے کہا جائے گا کہ جس کو تم دوست رکھتے ہو اس کا ہاتھ پکڑ لو اور جنت میں داخل کرو۔پس ہر شخص پکڑ لے گا اس کو جس کو وہ دوست رکھتا ہے

Presented by Ziaraat.Com

یہاں تک کہ ان لوگوں سے بعض لوگ کہیں گے کہ اے شخص میں نے دنیا میں تیرا فلاں کام کیا ہے تو وہ شخص اس کا بھی ہاتھ پکڑ لے گا اور جنت میں داخل کر دے گا۔ پس اگر گناہ گار میں اتنی بھی قابلیت نہیں ہے کہ وہ اس ندا کے بعد کھڑا ہو سکے یا اس گناہ گار کا کوئی ہاتھ پکڑ لے تو بھی اس کو ناامید نہ ہونا چاہیے بلکہ اب دوسری صورت تیرے چھٹکارے کی عذاب الٰہی سے ہوگی کہ میدان محشر میں ایک خاص ندا آئے گی۔ کیونکہ وارد ہوا ہے حدیث معتبر میں صادق آل محمدؑ سے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا کہ کہاں ہیں زائرین امام حسینؑ۔ اس آواز کو سن کر ایک گروہ کھڑا ہوگا جس کی عدد کا شمار سوائے ذاتِ الٰہی کے دوسرا نہ کرے گا ان سے سوال کیا جائے گا کہ تمہارا مقصد زیارت امام حسینؑ سے کیا تھا۔ تم نے امام حسینؑ کی زیارت کیوں کی۔ وہ لوگ جواب دیں گے کہ مالک میرے ہم نے امام حسینؑ کی زیارت جناب رسولِ خدا و علیؑ مرتضیٰ و فاطمہ زہراؑ کی محبت میں کی تھی۔ اور ان مصائب میں مہربانی کرنے کی غرض سے جو امام حسینؑ پر پڑے تھے۔ (یعنی مظلوم سے محبت کی بنا پر ہم نے امامؑ کی زیارت کی تھی) تو ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہیں محمد مصطفیٰؐ اور علیؑ مرتضیٰ اور فاطمہ زہراؑ اور حسنؑ مجتبیٰ اور حسینؑ شہید کربلا صلوٰت اللہ علیہم اجمعین تم لوگ ان سے ملحق ہو جاؤ۔ کیونکہ تم لوگ انہیں لوگوں کے ساتھ ہو ان کے درجہ میں (اور) ملحق ہو جاؤ جناب رسولؐ خدا کے لواء سے۔ تو وہ لوگ اس لواء کے سائے میں ہو جائیں گے اور وہ لواء جناب رسولؐ خدا کا جناب امیر المومنینؑ کے دست مبارک میں ہوگا۔ پس زائر امام حسینؑ اس لواء کے آگے یا داہنی جانب یا بائیں جانب یا پیچھے ہو جائیں گے۔ میں کہتا ہوں اے گناہ گارو! جب تم زائرین امام حسینؑ ہو اور

Presented by Ziaraat.Com

تمہارے اندر اتنی قابلیت نہیں ہے کہ تمہارے پاس جناب پیغمبرؐ خدا اور جناب جبرئیل آئیں اور تمہارے بازوؤں کو پکڑ کر احوال قیامت سے بچالیں، اور نہ تم میں اتنی قابلیت ہے کہ تم کسی کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل ہو جاؤ تو جواب دو اس ندا کا اور کھڑے ہو جاؤ اور بعد اجازت پانے کے زیر لواء جناب محمد مصطفیٰؐ آ جاؤ چاہے لواء کے پیچھے رہنا پڑے یا سب سے پیچھے رہنا پڑے۔ اور اگر اس کی بھی قابلیت نہیں ہے کہ تمہارے پاس کوئی تمہارا ہاتھ پکڑنے کے لیے آئے اور نہ اتنی قابلیت ہے کہ تم کھڑے ہو جاؤ اس ندا کے وقت بہ سبب اپنے گناہ کے جس نے تمہاری پشت کو بوجھل کر دیا ہے اور کھڑا ہونا ناممکن ہو گیا ہے، اور گناہوں نے تمہیں پھینک دیا ہے اور بٹھا دیا ہے تم کو تمہارے گناہ کی بیڑیوں نے اور تمہارے چہرے نے جو مستحق ہے حرارت نار کا تو تم ابھی زیارت امام حسینؑ کی تاثیر سے اور امامؑ کے وسائل سے مایوس نہ ہو۔ اور انتظار کرو اپنے گلو خلاصی کے لیے دوسری حالت کا جو میدان محشر میں ہونے والی ہے اور یہ ایسی حالت ہے کہ جس میں زائرین امام حسینؑ کے لیے بہت بڑی امید ہے۔ اس حالت کی تفصیل اور اس کا بیان یہ ہے کہ جناب فاطمہ زہراؑ کے محشر میں آنے کی ایک خاص کیفیت ہوگی۔ اور وہ یہ کہ اس دن جناب معصومہؑ ایک خاص حلہ زیب تن کیے ہوں گی جس کا نام حلہ کرامت ہے۔ جس کی تخلیق میں آب حیوان شریک ہے۔ اس حلہ کرامت پر ہزار حلے ہوں گے حلہائے جنت سے اور اس پر بخط اخضر لکھا ہوگا۔ اور اس دن ان کے فرق مبارک پر ایک قبہ (تاج) ہوگا جو نور الٰہی سے بنا ہوگا۔ اس تاج کی یہ خصوصیت ہوگی کہ اس کے ظاہر سے باطن اور باطن سے ظاہر کو دیکھا جائے گا۔ اور وہ تاج جو نوری ہوگا اس کے ستر رکن

Presented by Ziaraat.Com

ہوں گے ہر رکن موتی اور یاقوت سے مزین اور مرصع ہوگا۔اور وہ تاج اس طرح چمکتا ہو گا جس طرح روشن ستارہ چمکتا ہے۔اور ان کے لیے ایک اور خصوصیت ہوگی۔ وہ یہ کہ جب معصومہ محشر میں آئیں گی تو ناقہ جنت پر سوار ہوں گی جس کی پیشانی مزین ہوگی اور اس کے پاؤں زمرد سبز کے ہوں گے اس کی دم مشک اذخر کی ہوگی۔اور اس کی آنکھیں یاقوت سرخ کی ہوں گی۔ جناب معصومہؑ کی خصوصیت اُس دن مہار و قائد ہودج کے اعتبار سے بھی ہوگی۔ چنانچہ ان کے ناقہ کی مہار لولوء رطب کی ہوگی اور اس کا طول ایک فرسخ کا ہوگا۔اور اس ناقہ کے قائد جناب جبرئیلؑ ہوں گے اور ناقہ کی مہار پکڑے ہوں گے اور بلند آواز سے ندا دیں گے کہ اے اہل محشر اپنی آنکھیں بند کرو تا کہ جناب فاطمہؑ بنت جناب محمد مصطفیٰ محشر سے گزر جائیں۔اور ہودج سونے کا ہوگا۔اور اس دن جناب سیّدہ کی یہ بھی خصوصیت ہوگی کہ جنت کی حوریں ان کا استقبال کریں گی۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ فردوس اعلیٰ کی بارہ ہزار حوریں جناب سیّدہؑ کا استقبال کریں گی جنہوں نے نہ کسی کا اس سے پہلے استقبال کیا تھا اور نہ بعد میں کسی کا استقبال کریں گی وہ سب ناقوں پر سوار ہوں گی جو یاقوت کے ہوں گے۔اور ناقوں کے پر اور مہار موتیوں کی ہوگی اور ان ناقوں پر موتیوں کی زین ہوگی اس زین پر سندری کے تکیے ہوں گے اور ناقوں کی رکاب زبرجد کی ہوگی۔ ہر ایک حوراء کے ہاتھ میں نور کی انگیٹھی ہوگی اور ان کے سروں پر جواہر نگار تاج ہوں گے پھر اس کے بعد جناب مریمؑ بنت عمران ستر ہزار حوروں کے ہمراہ جناب سیّدہؑ کا استقبال کریں گی پھر جناب خدیجہ صلوات اللہ علیہا ستر ہزار ملک کے ساتھ جن کے ہاتھوں میں لواء تکبیر ہوں گے جناب سیّدہؑ کا استقبال کریں گی۔ پھر جناب

Presented by Ziaraat.Com

حوّا و آسیہؑ ستر ہزار حوروں کے ہمراہ جناب سیّدہؑ کا استقبال کریں گی اور جناب سیّدہؑ کی خصوصیت محشر میں ان کی نشست کے اعتبار سے بھی ہوگی۔ اس لیے کہ انکے لیے منبر نور کا نصب کیا جائے گا جس میں سات زینے ہوں گے اور ہر دو زینے کے درمیان ملائکہ کی صفیں ہوں گی اور روز محشر جو بھی ان کے پاس ہوگا اس میں بھی ان کی خصوصیت ہوگی۔

روایات کثیرہ میں ہے کہ جناب سیّدہؑ کے پاس کپڑے ہوں گے جو خون میں رنگین ہوں گے اور بعض روایات میں ہے کہ ان کے ساتھ امام حسینؑ کا کرتا ہوگا جو خون سے بھرا ہوگا۔ اور میدان محشر میں ان معصومہؑ کے لیے دادخواہی کی خاص کیفیت ہوگی۔ اس لیے کہ وسط ارض محشر میں کہیں گی۔ اے میرے پروردگار تو مجھے حسنؑ و حسینؑ کو دیکھا دے۔ تو امام حسینؑ اپنی مادر گرامی کے پاس اس طرح حاضر ہوں گے کہ جسم مبارک پر سر نہ ہوگا۔ رگہائے گلوئے بریدہ سے خون جاری ہوگا جناب سیّدہؑ اس منظر کو دیکھیں گی تو ایک چیخ ماریں گی اور اپنے کو ناقہ سے گرا دیں گی رسولؐ اللہ نے فرمایا جبکہ اس حدیث کو بیان فرما رہے تھے کہ میں بھی فاطمہؑ کے رونے کے سبب سے چیخ مار کر روؤں گا اور تمام ملائکہ بھی میرے رونے کی وجہ سے چیخ مار کر روئیں گے اور بعض روایات میں ہے کہ جناب امام حسینؑ اس طرح آئیں گے کہ ان کے ہاتھ پر ان کا سر ہوگا۔ جب جناب فاطمہؑ زہرا دیکھیں گی تو ایک درد بھری آہ کھینچیں گی اس وقت محشر میں ملک مقرب یا نبی مرسل یا مومن سب ہی رونے لگیں گے۔ پس جناب سیّدہؑ (بارگاہ صمدی میں) دادخواہ ہوں گی اور قمیض کو ہاتھ پر بلند کریں گی اور کہیں گی الٰہی یہ ہے کرتا میرے فرزند کا۔

(صاحب کتاب جناب علامہ شوستری فرماتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں کہ یہ

Presented by Ziaraat.Com

کیفیت (کہ جس کا ذکر ہو چکا ہے) امام حسینؑ کے خصائص میں سے ہے۔ اس لیے کہ قیامت کا دن جزاء کا ہے جو دنیا میں گزر چکا۔ (یعنی جو اعمال کہ انسان دنیا میں کر چکا ہے) لیکن صرف امام حسین علیہ السلام محشر میں اس طرح آئیں گے کہ جسم مبارک پر سر نہ ہو گا اور رگہائے گلو سے خون جاری ہو گا جیسا کہ دنیا میں ان کے ساتھ کیا گیا۔ (امامؑ کی اس کیفیت کو دیکھنے کے بعد کس چیز نے جناب معصومہؑ کو مبتلائے غم کیا اور کس چیز کو خالق کی بارگاہ میں حجت قرار دیا ہے، سوال اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں) وہ شئے جس نے جناب فاطمہ زہراؑ کے قلب کو جلا دیا اور اس کو ان معصومہؑ نے حجت قرار دیا وہ ہے امام حسینؑ کا خون میں بھرا ہوا کُرتا۔ (اس کُرتے سے تکلیف کیوں ہوئی) اس لیے کہ یہ کُرتا تیر و نیزہ کے زخم کی وجہ سے پھٹ گیا تھا۔ یا اس لیے کہ یہ کُرتا امام حسینؑ کے جسم مبارک سے ان کی شہادت کے بعد اُتار لیا گیا تھا۔ اور یہ امر کہ کُرتا جسم سے بعد شہادت علیحدہ کر لیا گیا اور امامؑ مظلوم کا لاشہ عریاں گرم ریت پر پڑا رہا، جناب فاطمہ زہراؑ کے لیے ان زخموں سے جو امامؑ کے بدن پر لگائے گئے تھے زیادہ رنج پہنچانے والا تھا۔ جب آپ غور کریں گے امامؑ کی مصیبتوں پر تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ یہ مصیبت سب مصائب سے زیادہ ہے۔ یعنی اس میں امامؑ کی توہین بھی شامل ہے۔ (جب جناب معصومہؑ فریاد کریں گی اور امام مظلومؑ کا کُرتا خالق کی بارگاہ میں بطور حجت پیش کریں گی تو) اس وقت خداوندِ عالم امام حسینؑ کے قاتلین سے اور ان کی اولاد سے اور ان کی اولاد کی اولاد سے جو اپنے آباء و اجداد کے افعال سے راضی ہوں گے انتقام لے گا اور یہ ظالمین متعدد بار قتل کیے جائیں گے۔ یعنی جہنم سے سیاہ شعلہ آگ کا نکالے گا اور ان کو

Presented by Ziaraat.Com

اس طرح چن لے گا جس طرح مرغ دانہ کو چن لیتا ہے اور جہنم میں جو عذاب اس کے لیے جیسا ہے وہ ان کو پکڑ لے گا۔

پھر جناب زہراؑ کے لیے شفاعت میں خصوصیت ہو گی جس کے بیان کے لیے میں نے اس حدیث کو تفصیل سے نقل کیا ہے۔ کیونکہ یہی میرا مقصود ہے۔

(جب قاتلین سیّد الشہداءؑ جہنم واصل ہو جائیں گے) اس وقت جناب فاطمہ زہراؑ کو ندا دی جائے گی کہ اے فاطمہؑ اپنی حاجت بیان کرو۔ اس وقت معصومہؑ کہیں گی پروردگار میرے شیعوں کو بخش دے۔ ندا آئی گی میں نے بخش دیا۔

پھر معصومہؑ فرمائیں گی میرے فرزند کے شیعوں کو بخش دے، آواز آئے گی میں نے انہیں بخشا۔ پھر معصومہؑ فرمائیں گی "شیعة شیعتی" میرے شیعوں کے شیعہ کو بخش دے۔ حکم الٰہی ہو گا کہ اے فاطمہؑ جو تمہارے دامن سے متمسک ہو گا وہ تمہارے ساتھ ہے۔ اس وقت جناب فاطمہ زہراؑ میدان محشر سے روانہ ہوں گی اور ان کے شیعہ اور محبین بھی کھڑے ہوں گے اور ان کے ساتھ جنت کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔

اب میں کہتا ہوں کہ اے زائرو! فرزند فاطمہؑ کے اور اے حسینؑ پر رونے والو جنہوں نے فاطمہؑ زہرا کی مدد کی ہے ان کے رونے میں ان کے فرزند پر۔ اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے کو فاطمہ زہراؑ سے ملا دیا ہے۔ (امام حسینؑ کی عزاء کو قائم کر کے) اگر عذاب الٰہی سے جناب پیغمبرؐ کا بازو پکڑ کے نجات دلانا نصیب نہ ہو تمہاری عدم قابلیت کی بنا پر اور نہ تمہارے اندر اتنی صلاحیت ہو کہ تم ندا کے وقت اٹھ سکو تو تمہیں مایوس نہ ہونا چاہیے۔ تم شدائد قیامت میں بعد شفاعت فاطمہؑ مبتلاء عذاب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جب

Presented by Ziaraat.Com

جناب معصومہؑ فرمائیں گی ۔ اے پروردگار میرے شیعوں کو بخش دے۔ تو شفاعت فاطمہؑ تم کو شامل ہوگی ۔ اور اگر اس میں تمہاری شمولیت نہ ہوگی تو جب معصومہؑ فرمائیں گی کہ پروردگار میرے شیعوں کے شیعہ کو بخش دے تو تم اس میں شامل ہو جاؤ گے۔ کیا تم فاطمہؑ کے شیعوں کو دوست نہیں رکھتے (ضرور رکھتے ہو) اور اگر بار گناہ تم کو اس شفاعت میں بھی شامل ہونے سے منع کر دے تو تم کو شامل کرے گا خداوند عالم کا یہ قول کہ اے فاطمہؑ جو تمہارے دامن سے متمسک ہو جائے وہ تمہارے ساتھ ہوگا۔ کیونکہ ان کے دامن سے متمسک ہونا سب سے زیادہ ان کے فرزند کی زیارت کرنا ہے اور ان کے فرزند کے غم میں رونا ہے۔ کیونکہ فاطمہ زہراؑ کا امام حسینؑ کے مصائب پر غمگین ہونا اظہر الشمس ہے۔ پس جو شخص اس غم میں کسی صورت میں بھی شریک ہوگا تو فاطمہ زہراؑ کے دامن سے متمسک ضرور ہوگا۔

تو اب میں گماں نہیں کرتا ہوں کہ تم معصومہؑ کے جنت میں چلے جانے کے بعد میدان محشر میں مبتلاء عذاب رہ جاؤ گے اور تم ان کے ساتھ نہ جاؤ گے۔ حالانکہ تم ان کے فرزند (امام) حسینؑ کے زائر ہو۔ اور اگر تم کو اپنے گناہ کی شدید تاثیر کے سبب شفاعت جناب فاطمہؑ سے بھی خوف ہے (یعنی تمہارا گناہ اس شفاعت کے لیے حاجب ہے اور مانع ہے اور اس بات کا خوف ہے کہ تم کو نا اُمیدی اس شفاعت فاطمہؑ کے موقع پر بھی ہو گی تو اس کے بعد تم محشر میں معذب رہو گے اور اب نجات کا کوئی ذریعہ نہیں ہے اور کوئی سہارا نہیں کہ تم کو جہنم میں جانے سے کوئی بچا لے ہم جہنم میں جانے سے خداوندِ عالم سے پناہ مانگتے ہیں۔ پس تم جہنم میں جاؤ گے۔ مگر پھر بھی اے زائر امام حسینؑ روحی و ارواح

Presented by Ziaraat.Com

المومنین لہ الفداء تو مایوس نہ ہو اس لیے کہ ضروری ہے (اور وعدہ حق ہے) کہ امام حسینؑ تیری زیارت کو آئیں جبکہ تو جہنم میں ہے اس لیے کہ یہ آخری وقت زیارت ہے اس کی زیارت کا کہ جس نے امامؑ کی زیارت کی ہو گی اپنی حیات میں۔ اس لیے کہ امام حسینؑ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری زیارت کرے گا تو میں بھی اس کی زیارت اس کے مرنے کے بعد کروں گا اور اگر اس کو جہنم میں پاؤں گا تو اس کو نکال لوں گا۔ پس یہ آخری حالت چھٹکارے کی ہے عذاب الٰہی سے بچنے کے لیے اس کے لیے (یعنی زائرین کے لیے) گناہ ادنیٰ ہو یا جرم کے اعتبار سے اعظم ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

الباب الثالث

اُن صفات خاصہ کے بیان میں جو زائرین سیّد الشہداءؑ کو حاصل ہیں۔اور وہ بکثرت ہیں۔

(۱) جنابِ صادق آلِ محمدؑ فرماتے ہیں کہ زائرین سیّد الشہداءؑ کے ذریعہ خداوندِ عالم فخر و مباہات کرتا ہے حاملین عرش اور ملائکہ مقربین سے۔ اور ان کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ وہ کس شوق سے آتے ہیں (قبر امامؑ کے پاس زیارت کرنے کے لیے)

(۲) زائرین سیّد الشہداءؑ ان لوگوں میں سے ہیں کہ جنہیں خداوندِ عالم اپنی نظر رحمت سے دیکھتا ہے۔

(۳) امام حسینؑ سے محبت کرنے کی دلیل ہے کہ امامؑ کا زائر ہے۔ (امامؑ کی زیارت کثرت سے کرے)

(۴) زائرین سیّد الشہداءؑ اُن لوگوں میں سے ہیں جو خداوندِ عالم سے اُس کے عرش پر کلام کریں گے۔

(۵) دس روایات کا مضمون یہ ہے کہ وہ لکھ دیا جاتا ہے علیین میں (زائر امام حسینؑ مقام علیین میں ہوگا)۔[1]

(۶) زائر سیّد الشہداءؑ جنت میں جنابِ محمد مصطفیٰ[2] اور ان کی آلؑ کے جوار میں

[1] کامل الزیارات

[2] کامل الزیارات، باب ۵۶، ص ۱۴۲۔

Presented by Ziaraat.Com

ہوگا اور ان کے دسترخوان پر ان کے ساتھ کھانا تناول فرمائے گا۔

(۷) زائر امام حسینؑ اگر (اپنے اعمال کی وجہ سے شقی ہے تو (اُس کا نام) دفتر سعداء (نیک بختوں) میں لکھا جائے گا۔

(۸) زائرین امام حسین علیہ السلام کا شمار ملائکہ کروبین میں اور سادات ملائکہ میں ہوگا۔

(۹) زائر سیّد الشہداءؑ[1] جناب فاطمہؑ کا مددگار ہے کیونکہ جناب فاطمہ زہراؑ ہر روز اپنے فرزند کی زیارت کرتی ہیں۔

(۱۰) زائر سیّد الشہداءؑ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ ان کے رخسار، چہرے، آنکھیں اور قلوب جناب صادق آل محمدؑ کی دعا کے محل (مقام) ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ صادق آل محمدؑ سجدے میں رو کر زائرین سیّد الشہداءؑ کو یوں دعا دے رہے تھے۔ ''مالک میرے رحم کر ان چہروں پر جو قبر ابو عبداللہ (حسینؑ) کی طرف بغرض زیارت مس ہوتے ہیں۔ اور رحم فرما ان آنکھوں پر جو غم سیّد الشہداءؑ میں اشک بار ہوتی ہیں۔ اور رحم کر ان قلوب پر جو ہمارے غم میں آہ وزاری کرتے ہیں اور ہمارے مصائب کی آگ سے جلتے ہیں۔ اور رحم کر ان آوازوں پر جو ہمارے غم میں بلند ہوتی ہیں۔

(۱۱) زائر سیّد الشہداءؑ امانت ہو جاتے ہیں صادق آل محمدؑ کی۔ اس لیے کہ صادق آل محمد صلوٰت اللہ اکثر فرماتے ہیں:

اللھم انی استودعك تلك الا بد ان حتی تو افیھم علی الحوض عند العطش

---

[1] کامل الزیارات، باب ۴۰، ص ۱۱۷۔

Presented by Ziaraat.Com

مالک میرے میں ان جسموں کو تیری بارگاہ میں امانت دے رہا ہوں (تجھ کو سونپ رہا ہوں) تاکہ تو ہمیں واپس کر حوضِ کوثر پر شدت عطش کے وقت"

(۱۲) زائرین سیّد الشہداءؑ زائر اللہ و زائر رسولؐ اللہ ہیں۔ جیسا کہ روایات میں ہے۔

(۱۳) وہ لوگ جن کا قیامت میں درجہ بلند ہوگا وہ بھی تمنا کریں گے کہ کاش وہ زوّار امام حسینؑ ہوتے۔ (تو اعلیٰ علیین میں زائرین سیّد الشہداءؑ کا شرف ملتا) کیونکہ وہ لوگ زوّار امام حسینؑ کی کرامت خاصہ کو دیکھیں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

الباب الرابع

بیان میں ایک اجر خاص کے اور عجیب صفت خاص کے جو ممتاز ہے تمام صفات سے اور یہ دونوں (اجر خاص وصفت خاص) مترتب ہوتی ہیں زیارت سیّد الشہداءؑ پر

(یعنی اجر خاص و صفت خاص کا تعلق اس شخص سے ہوتا ہے جو زیارت سیّد الشہداءؑ سے مشرف ہو)

ہمیں چاہیے کہ اس کو مستقل طور سے ذکر کریں۔

(۱) اجر خاص وعجیب۔۔۔۔اس کا ماخذ وہ روایت ہے جس کی روایت جناب صدوق علیہ الرحمہ نے جناب سیّد ابن طاؤس و جناب کفعمی وصاحب مزار کبیر نے کی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ ملائکہ جو اعمال حسنہ اور اس کے اجر کو لکھتے ہیں اور وہ مشغول ہوجاتے ہیں ثواب زیارت سیّد الشہداءؑ کے لکھنے میں اس وقت سے جب سے کہ زائر زیارت کا ارادہ کرتا ہے اور کبھی ثواب کو لکھنے کا سلسلہ صور پھونکنے تک باقی رہے گا۔ پس معلوم ہوا کہ زیارت سیّد الشہداءؑ ان اعمال صالحات سے ہے جو ہمیشہ واقع ہوتا رہے گا اور یہ وقوع حقیقت ہے حکمائی نہیں۔ کیونکہ عمل زیارت باقیات الصالحات کی اعلیٰ فرد ہے اور یہ آثار محض حکمیہ نہیں ہیں۔ جیسے صدقات جاریات اور یہ اجر اس کے علاوہ ہے جو صفت خاص زائر کو حاصل ہے یہاں تک کہ زائر کی روح قبض کرنے کا منصب خداوند عالم اپنے دست قدرت میں لے لیتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(اس مضمون کی حدیث آرہی ہے) اور جو اجر ثواب کہ زیارت سیّد الشہداءؑ کے عوض میں ملتا ہے ان میں سے وہ بھی اجر ہے جس سے عقل انسان دنگ ہو جاتی ہے اور وہ سولہ فضیلتیں ہیں جن میں کی ایک فضیلت دوسرے اعمال کی سو فضیلتوں پر بھاری ہے۔

اُن فضیلتوں میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ جب زائر امام حسینؑ کی زیارت پڑھتا ہے، ہر کلمہ کے عوض میں جو زیارت میں آیا ہے ایک حصہ رحمت کا اسے عنایت کرتا ہے اور اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات جو روایت میں ہے کہ ایک کفل (حصہ) رحمت کا جو عوض میں ہر کلمہ کے دیا جاتا ہے وہ مکمل اجر نہیں ہے بلکہ بعض اجر ہے۔ (یعنی اجر ناقص ہے)۔ (مکمل اجر کیا ہوگا اس کو خداوندِ عالم جانے جو اجر دیتا ہے)۔

وہ روایت شریفہ عجیبہ یہ ہے:۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے مفضل یا جابر جعفی سے دریافت فرمایا کہ تمہاری منزل سے قبر امام حسینؑ تک کتنی مسافت ہے۔ میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں، ایک دن یا اس سے کچھ کم۔ تو امامؑ نے یہ سوال کیا کہ تم امام حسینؑ کی زیارت کرتے ہو۔ میں نے جواب دیا ہاں (یابن رسولؐ اللہ) زیارت کرتا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا کہ پس میں تم کو بشارت نہ دوں۔ کیا تم کو خوش نہ کروں ان زیارت امامؑ کے بعض ثواب کو بیان کر کے۔ میں نے کہا کہ ضرور بیان فرمایئے۔ راوی کہتا ہے کہ امامؑ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص سامان سفر مہیا کرتا ہے اور زیارت کو جانے کی تیاری کرتا ہے تو آسمان کے رہنے والے (فرشتے) ایک دوسرے کو تمہاری وجہ سے بشارت دیتے ہیں۔ اور جب اپنے گھر سے سواری سے یا پاپیادہ نکلتا ہے تو خداوندِ عالم چار ہزار ملک

Presented by Ziaraat.Com

اس پر موکل کر دیتا ہے جو زائر پر درود بھیجتے ہیں یہاں تک وہ زائر امام حسین علیہ السلام کے پاس آتا ہے۔ اے مفضل جب تم قبر امام حسینؑ ابن علی علیہما السلام پر آؤ تو دروازے پر کھڑے ہو جاؤ اور ان کلمات کو پڑھو فالدنك کلمة کفلا من رحمة اللہ تو تم کو ہر کلمہ کے عوض میں خداوندِ عالم کی رحمت کا ایک حصہ ملے گا۔ مفضل فرماتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ وہ کلمات کیا ہے۔ امامؑ نے فرمایا وہ کلمات یہ ہیں:۔

السلام علیك یا وارث ادم صفوة الله السلام علیك یا وارث نوح نجی الله السلام علیك یا وارث ابراهیم خلیل الله السلام علیك یا وارث موسیٰ کلیم الله السلام علیك یا وارث عیسیٰ روح الله السلام علیك یا وارث محمد ﷺ حبیب الله السلام علیك یا وارث وصی رسول ﷺ الله السلام علیك یا وارث الحسن علیہ السلام الرضی السلام علیك یا وارث فاطمة بنت رسول الله السلام علیك ایها الشهید الصدیق السلام علیك ایها الوصی البار التقی السلام علیك یا واعلی ارواح التی حلت بفنائك واناخت برحلك السلام علی الملائكة المحدثین بك اشهد انك قد اقمت الصلوة و اتیت الزّكوة و امرت بالمعروف و نهیت عن المنكر وعبدت الله مخلصا حتی اتك الیقین والسلام علیك ورحمة الله بركاته۔

Presented by Ziaraat.Com

سلام ہو آپ پر اے وارثِ آدمؑ سلام ہو آپ پر اے وارثِ نوح نبی اللہ سلام ہو آپ پر اے وارثِ ابراہیم خلیل اللہ سلام ہو آپ پر اے وارثِ موسیٰ کلیم اللہ سلام ہو آپ پر اے وارثِ عیسیٰ روح اللہ سلام ہو آپ پر اے وارثِ محمدؐ حبیب اللہ سلام ہو آپ پر اے وارثِ وصی رسول اللہ سلام ہو آپ پر اے وارثِ حسن (پسندیدۂ الٰہی) مجتبیٰ سلام ہو آپ پر اے وارثِ فاطمہؑ جو بیٹی ہیں رسول اللہؐ کی سلام ہو آپ پر اے وصی نیک ذات، نیک کردار پرہیزگار سلام ہو آپ پر اور ان ارواح پر جو آپ کے صحن میں نازل ہوئیں اور جنہوں نے اپنی سواریاں اپنے خیمہ کے پاس بٹھا دیں۔ سلام ہو خداوند عالم کے اُن ملائکہ پر جو اپنے حلقہ میں لیے ہوئے ہیں۔ میں گواہی دیتا کہ آپ نے نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ ادا کی اور نیک اور اچھی باتوں کا حکم دیا اور بری باتوں کے ارتکاب سے منع فرمایا اور اللہ کی عبادت خالص طریقہ پر کی۔ یہاں تک کہ آپ شہید ہو گئے۔ آپ پر سلام ہو، اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات کا نزول آپ پر ہوتا رہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سلام کے پڑھنے کے بعد تم امامؑ مظلوم کی قبر کی طرف روانہ ہو جاؤ تو تم کو ہر قدم پر جس کو تو اٹھاتا ہے اور رکھتا ہے اس شخص کا ثواب ملے گا جو راہِ خدا میں اپنے خون میں غلطاں ہو اور جب تم قبر کے پاس پہنچو تو قبر (مبارک) کا ہاتھ سے بوسہ لو۔ (چونکہ روایت میں ''استلام'' کی لفظ آئی ہے جس کے معنی چہرے اور ہاتھ سے بوسہ لینے کے ہیں۔ اس لیے ہاتھ اور چہرے سے بوسہ لینا چاہیے۔)[1]

اور امامؑ سے (قبر کے پاس) کہو "السلام علیك یا حجة الله فی ارضه و سمائه

[1] کامل الزیارات، باب ۹، ص ۲۰۶، و بحار الانوار، جلد ۲۲۔

Presented by Ziaraat.Com

"اے حجت خدا اس کی زمین و آسمان میں آپ پر سلام ہو" پھر تم اپنی نماز کے لیے جاؤ اور تمہیں ہر رکعت کے عوض میں جو تم امامؑ کی قبر کے پاس پڑھو گے یہ ثواب ملے گا۔ (یعنی نماز زیارت کی دو رکعتیں ہیں جن کی تفصیل بعد میں آئی گی)

ایک ہزار حج و عمرہ کا ثواب۔ اور ایک ہزار غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب [1] اور ایک ہزار مرتبہ اللہ کی راہ میں میدان قتال میں کسی نبی مرسل کے ہمراہ کھڑے ہونے کا ثواب۔ اور جب تو پلٹے گا قبر سیّد الشہداءؑ (کے پاس) سے تو تجھ کو ایک منادی ندا کرے گا۔ اگر تو اس کے لام کو سنے تو تو اپنی جوار سیّد الشہداءؑ میں ختم کر دے۔ (اور وہ) منادی ندا میں کہتا ہے:

طولی لك ایها العبد قد غنمت و سلمت قد غفرلك ما سلف فاستانف العمل

"اے بندۂ خدا کیا کہنا تیرا تو نے مال کثیر پایا۔ اور تو (عذاب جہنم سے) سالم و محفوظ رہا، اللہ نے تیرے گناہوں کو معاف کر دیا، اب پھر سے عمل کر"

اور اگر زائر اسی سال یا اسی شب یا اسی دن مر جائے تو اس کی روح کو کوئی قبض نہیں کر سکتا سوائے خداوندِ عالم کے۔ اور جب زائر اپنے گھر کا رخ کرتا ہے تو وہ چار ہزار ملائکہ اس کے ساتھ واپس آتے ہیں اور اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور اس پر نزول رحمت کی دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ زائر اپنے گھر پہنچ جاتا ہے۔ اس وقت وہ ملائکہ کہتے ہیں کہ اے پروردگار یہ تیرا بندہ قبر فرزند بنت رسولؐ پر آیا (اور امامؑ مظلوم کی زیارت کی) اور پھر اپنے گھر واپس آ گیا۔ اب ہم کہاں جائیں۔ اس وقت ان فرشتوں

[1] کامل الزیارات، باب ۷۹، ص ۲۰۷۔

Presented by Ziaraat.Com

کو خالق کی جانب سے ندا آئی گی کہ اے میرے ملائکہ میرے اس بندے کے دردازے پر اقامت اختیار کرو اور میری تسبیح وتقدیس کرو۔ اور اس کا ثواب اس زائر کے حساب میں لکھو یہاں تک کہ زائر انتقال کرے۔

اس کے بعد امامؑ نے فرمایا کہ جب زائر مرجاتا ہے تو وہ فرشتے اس کے جنازے میں اور اس کے غسل وکفن میں ہر موقع پر موجود رہتے ہیں اور اس پر نماز پڑھتے ہیں پھر کہتے ہیں مالک میرے تو نے اپنے اس بندے کے دروازے پر اقامت کا حکم دیا تھا مگر وہ مر گیا۔ اب ہم کہاں جائیں تو ندا آئی گی کہ اے میرے ملائکہ میرے اس بندے کی قبر پر اقامت اختیار کرو اور میری تسبیح وتقدیس کرو اور اس کا ثواب اس کے حسنات میں لکھو اور یہ عمل قیامت تک کرتے رہو۔

(۲) اور وہ صفت خاص جو زائر کو اخبار واحادیث کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جس نے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی (کربلائے معلٰی میں) اُس نے خداوندِ عالم کی زیارت کی اُس کے عرش پر۔[1]

اور یہ کنایہ ہے خداوندِ عالم سے قرب معنوی کا اور کنایہ ہے ترقی کا درجۂ کمال پر۔

اور اس صفت سے بلند ایک دوسری صفت یہ ہے کہ زائر درک کرتا ہے (پالیتا ہے) زیارت امام حسینؑ کی وجہ سے اللہ کی زیارت کو۔ اس لیے کہ حدیث میں [2] وارد ا

[1] بحارالانوار، جلد ۲۲۔

[2] بحارالانوار، جلد ۲۲۔

Presented by Ziaraat.Com

ہوا ہے کہ خداوند عالم ہر شب جمعہ امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے۔ پس جو شخص امام حسینؑ کی زیارت شب جمعہ میں کرے گا وہ پالے گا زیارت کو خداوند عالم کی کہ جو امام حسینؑ کی کرتا ہے وہ اور پروردگار کی بھی زیارت کو پالے گا۔ (کیونکہ یہ پہلے گزر چکا ہے کہ جو امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے وہ خداوند عالم کی زیارت کرتا ہے اس کے عرش پر۔ لہٰذا جو شبِ جمعہ امام حسینؑ کی زیارت کرے گا وہ خداوند عالم کی زیارت کرے گا) اور اس عبارت (کہ پروردگار امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے) کا مطلب یہ کنایہ ہے رحمت خدا کی زیادتی کا امام حسینؑ پر اس وقت (جبکہ خداوند عالم امامؑ کی زیارت کرتا ہے) پس جو شخص اسوقت کو درک کرلے (پالے) تو ممکن نہیں کہ اس رحمت سے محروم ہو جائے ورنہ یہ تصور ہوتا ہے کہ وہ شخص نہ پائیگا رحمت کا بچا ہوا حصہ۔

اور زائر کا خداوند عالم کی زیارت کرنا۔ اس سے کنایہ ہے زائر کا خداوند عالم سے قریب ہونا۔ (اس سے قرب معنوی مراد ہے) جب یہ دو باتیں جمع ہو جاتی ہیں تو حاصل ہوتی ہے زائر کے لیے خصوصیت جو مترتب ہوتی ہے شامل ہونے سے رحمت الٰہی کے اور یہ ایسی صفت ہے کہ اب زائر کے لیے ممکن نہیں ہے۔

دوسری روایت کہ جو شخص چاہے کہ قیامت میں خداوندِ عالم کے طرف نظر کرے تو اسے چاہیے کہ وہ امام حسین علیہ السلام کی بکثرت زیارت کرے۔ یہ تین عبارتیں ہیں!

۱۔ زیارۃ اللہ	۲۔ والزیارۃ مع اللہ	۳۔ والنظر الی اللہ
اللہ کی زیارت	اللہ کی معیت میں زیارت	اللہ کی طرف نظر کرنا

ان تینوں عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ جتنا بھی تصور کسی مخلوق کی ترقی کا قرب الٰہی میں کیا جا سکے (وہ قرب الٰہی زائر کو حاصل ہو جاتا ہے) یعنی زائر سیّد الشہداءؑ خداوندِ

Presented by Ziaraat.Com

عالم سے اتنا قریب ہو جاتا ہے جتنا قریب کہ ممکن کے لیے ممکن ہے۔ اس لیے اس صفت کے ذکر کے لیے میں نے ایک مستقل باب قرار دیا۔ کیونکہ یہ صفت تمام صفات کے مقابل میں سب سے بلند ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

الباب الخامس

جناب امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے احکام خاص کے بیان میں۔

اور وہ بہت ہیں۔اُن احکام میں سے ایک حکم یہ بھی ہے۔

(۱) ہر عمل کا وجوب یا استحباب ساقط ہو جاتا ہے جبکہ اس کے بجالانے میں خوف ہو۔ مثلاً اگر کوئی حج کرنے جا رہا ہو اور معلوم ہو جائے کہ راستہ میں قتل کر دیا جائے گا تو جوب ساقط ہو جائے گا۔ مگر زیارت سیّد الشہداءؑ کے سلسلے میں بعض ایسی روایتیں ملتی ہیں جو اس حکم کے خلاف دلالت کرتی ہیں (مگر خوف کی وجہ سے زیارت ترک نہ کرنا چاہیے) چنانچہ معتبر اسناد کی نو روایتوں پر واقف ہوں جس کی روایت مجلسی علیہ الرحمہ نے ''بحار الانوار'' میں اور دوسرے لوگوں نے بھی کی ہے معاویہ ابن وہب سے انہوں نے صادق آل محمدؑ سے روایت کی ہے۔ معاویہ کہتے ہیں کہ مجھ سے فرمایا صادق آل محمدؑ صلوٰت اللہ علیہ نے کہ اے معاویہ امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کسی خوف کی وجہ سے ترک نہ کر۔ اس لیے کہ جو زیارت امام حسینؑ کو ترک کرے گا تو دیکھے گا حسرت کو (یعنی پشیمان ہو گا قیامت کے دن) اور ترک زیارت کی وجہ سے افسوس کرے گا اور تمنا کرے گا کہ کاش اس کی قبر امام حسینؑ کے پاس ہوتی۔

(ملاحظہ ہو کامل الزیارات باب ۴۵ ص ۱۲۵)۔

نوٹ: اس دن اس شخص کو حسرت ہو گی جس نے امامؑ کی زیارت ترک کی ہے (یعنی قیامت کے دن) اور اس شخص کی حسرت جس نے امامؑ کی زیارت ترک کی ہے اس

Presented by Ziaraat.Com

درجہ ہوگی کہ وہ تمنا کرے گا اور کہے گا کہ کاش میں امام حسینؑ کی قبر کے پاس مقیم ہوتا اور ان کی زیارت کرتا رہتا۔ یہاں تک کہ موت آ جاتی۔ اور ان کے جوار میں مدفون ہو جاتا۔

اگر کوئی یہ خیال کرے کہ خوف کے وقت جبکہ ضیعان نفس کا خطرہ ہو زیارت ترک کر دینا قرین عقل ہے۔ تو میں کہوں گا کہ یہ تو خصائص جناب امام حسین علیہ السلام سے ہے کہ ان کی زیارت ضیعان نفس کے خطرے کے باوجود ساقط نہ ہوگی۔ کیونکہ جنگ کربلا میں یہی صورت تو تھی کہ شہید ہو جانا جملہ احباب و انصار کا یقینی تھا مگر وہاں جہاد ساقط نہیں ہوا۔ حالانکہ اصول جہاد یہ ہے کہ جنگ اُس وقت تک ہوگی جب تک کہ ہلاکت کا گمان نہ ہو۔ مگر جہاد کربلا اس اصول سے ساقط نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ جہاد کربلا کی خصوصیت سے ہے۔ تو اسی طرح صاحب کربلا کی زیارت میں بھی خصوصیت ہوگی کہ ان کی زیارت خوف سے ترک نہیں ہوگی۔

دسویں روایت میں محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امامؑ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم قبر امام حسینؑ پر زیارت کے لیے جاتے ہو؟ میں نے کہا ہاں زیارت کرتا ہوں مگر خوف و ہراس کے عالم میں۔ امامؑ نے فرمایا کہ زیارت امام حسینؑ کے سلسلے میں جتنا زیادہ خوف ہوگا اسی مقدار سے ثواب بھی ملے گا۔ اور جو شخص زیارت کے بجالانے میں خوف محسوس کرے گا تو خداوندِ عالم اس کے خوف کو امن سے بدل دے گا اس دن جس دن لوگ کھڑے ہوں گے رب العالمین کے لیے۔ (یعنی قیامت کے دن) اور جب زیارت سے پلٹے گا تو مغفرت کے ساتھ

Presented by Ziaraat.Com

پلٹے گا۔ اور جناب پیغمبر خدا اس کی زیارت کریں گے اور اس کے لیے دعا کریں گے اور وہ رحمت و فضل الٰہی میں ہوگا اسے کوئی پریشانی لاحق نہ ہوگی۔

اور ایک دوسری روایت میں جو عاصم ابن بکیر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ میں اترتا ہوں منزل پر تو میرا نفس مجھ کو کھینچتا ہے آپ کے والد کی قبر تک۔ اور جب میں اپنی منزل سے نکلتا ہوں تو میرا قلب خوفزدہ ہوتا ہے سلطان سے اور چغل خوروں سے۔ یہاں تک کہ میں اپنی منزل پر واپس آتا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا اے ابن بکیر کیا تمہیں پسند نہیں کہ خداوندِ عالم تم کو ہماری محبت میں خوفزدہ دیکھے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جو شخص ہماری وجہ سے خوفزدہ ہوتا ہے تو خداوندِ عالم اس کو اپنے عرش کے سائے میں رکھے گا۔ اور امام حسین علیہ السلام اس سے تحت عرش الٰہی گفتگو کریں گے۔ اور خداوندِ عالم اس کو قیامت کے خوف سے امن میں رکھے گا۔ اور لوگ قیامت سے خوفزدہ ہوں گے مگر زائر خوفزدہ نہ ہوگا۔ اور اگر خوف کرے گا تو ملائکہ اس کے دل کو قوی کریں گے۔ اور اس کے قلب کو بشارت سے مطمئن کریں گے۔[1]

[1] اسرار الشہادۃ آقائے دربندی، ص ۱۲۳۔

Presented by Ziaraat.Com

الباب السادس

زیارت سیّد الشہداءؑ کے شرائط و آدابِ شرائط کے بیان میں۔

شرائط زیارت:

شرط زیارت سیّد الشہداءؑ ہے کہ اس عمل کو خداوندِ عالم کی خوشنودی کے لیے کرنا چاہیے۔ خداوندِ عالم سے زیارت کے اجر کو طلب کرنا چاہیے۔ اور زیارت کو جاتے وقت اظہار شادمانی نہ کرنا چاہیے اور نہ امامؑ کی زیارت دکھانے کے لیے کرنا چاہیے۔ اور اپنے کو رسولؐ اللہ سے ملا دینے کے لیے زیارت امام حسینؑ کی جائے۔ یا امام حسینؑ پر مہربانی کرتے ہوئے زیارت کرنی چاہیے۔ (ایسی صورت میں) یہ قصد ہونا چاہیے کہ اس زیارت کے ذریعہ سے ہم اس مصائب کا جو امام علیہ السلام پر کربلائے معلیٰ میں واقع ہوئے ہیں مداوا کر رہے ہیں۔

اور زیارت کی تاثیر میں تفاوت، (یعنی بعض زائرین کی زیارت کے اثرات زیادہ اور بعض کے کم) معرفت امام حسینؑ کی کمی و زیادتی پر موقوف ہے۔ کیونکہ اس روایت میں (جس میں زیارت کی ترغیب دی گئی ہے) اس میں عارفاً بحقہ کی قید لگائی گئی ہے۔ (جس کی توضیح اسی کتاب میں کسی جگہ کر دی گئی ہے)

آدابِ زیارت سیّد الشہداءؑ:

ثواب الاعمال، بحار، تہذیب، کامل وغیرہ (کتابوں) میں معتبر اسانید کے ساتھ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب تم امام حسینؑ کی زیارت کرو تو

Presented by Ziaraat.Com

حزین وغمگین ومکروب رہو۔ بال بکھرے ہوئے ہوں اور چہرہ غبار آلود ہو، جب زیارت کرو تو بھوکے اور پیاسے اس لیے کہ امام حسینؑ غمگین وحزیں ومکروب، بال بکھرے ہوئے اور گرد آلود چہرہ، بھوکے پیاسے شہید کیے گئے۔

نیز امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک قوم جب امام حسینؑ کی زیارت کرنے جاتی ہے تو اپنے ساتھ سفرہ (یعنی دستر خوان) رکھتی ہے۔ اس میں حلوہ وغیرہ یا اس کے مثل دوسری غذائیں ہوتی ہیں۔ اور جب وہ لوگ اپنے احباب وغیرہ کی قبروں کی زیارت کو جاتے ہیں تو اُن کے ساتھ کوئی سامان نہیں ہوتا ہے۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ امامؑ نے زائرین سیّد الشہداءؑ سے دریافت فرمایا کہ جب تم لوگ زیارت کے لیے جاتے ہو تو تمہارے ساتھ سفرہ (یعنی دستر خوان) ہوتا ہے۔ جواب دیا جی ہاں۔ امامؑ نے فرمایا کہ جب تم لوگ اپنے ماں باپ کی قبر کی زیارت کرنے جاتے تو یہ سب سامان تم لوگوں کے پاس نہیں ہوتا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امامؑ سے دریافت کیا کہ ہم اس موقع پر کیا کھائیں، امامؑ نے فرمایا کہ روٹی اور دودھ۔

کامل الزیارات میں مفضل سے روایت ہے کہ مفضل کہتے ہیں کہ فرمایا جناب صادق آل محمدؑ نے کہ تم لوگ (امام حسینؑ کی) زیارت کرتے ہو، بہتر ہے کہ زیارت نہ کرو۔ اور تم لوگ زیارت (امام حسینؑ) نہیں کرتے، بہتر ہے کہ زیارت کرو۔ (اور وہ عبارت یہ ہے)۔

تزورون خیر من ان لا تزورون، ولا تزورون خیر من ان تزورون۔

مفضل کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ آپ نے تو میری کمر توڑ دی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا قسم بخدا تم میں سے جب کوئی اپنے باپ کی

Presented by Ziaraat.Com

قبر پر جاتا ہے تو حزین و غمگین ہوتا ہے۔ اور جب امام حسینؑ کی قبر پر آتے ہو تو سفرہ ساتھ میں ہوتا ہے۔ ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ جب امام حسینؑ کی قبر پر آؤ تو بال پریشاں اور چہرہ غبار آلود ہو۔ اور آداب زیارت میں تو وہی ہونا چاہیے جو جابر ابن عبداللہ انصاری کی زیارت میں ملتا ہے جبکہ انہوں نے اربعین میں امامؑ کی زیارت کی ہے۔ جس کی تفصیل اپنے محل پر آئی گی۔ سب سے زیادہ اہم آدابِ زیارت میں فرات سے غسل کرنا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

الباب السابع

امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے ترک کرنے میں جو آثار مرتب ہوتے ہیں (موالیان اہل بیتؑ پر) اُن کے بیان میں اور وہ آثار بہت ہیں۔

(۱) جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جو امام حسینؑ کی زیارت نہ کرے بشرطیکہ وہ قادر ہو زیارت کرنے پر تو وہ شخص رسولؐ اللہ کا اور ہمارا نافرمان ہے۔ (عاقِ رسولؐ و آلِ رسولؐ ہے) جیسا کہ روایت حلبی میں ہے۔

(۲) صادق آل محمدؐ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص عمر بھر حج کرتا رہے مگر امام حسینؑ کی زیارت نہ کرے تو وہ شخص رسولؐ اللہ کے حقوق میں سے (وہ حق جو رسولؐ اللہ کا ان کی امت پر ہے) ایک حق کا ترک کرنے والا ہوگا۔ جیسا کہ روایت عبدالرحمن ابن کثیر میں ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص ایک ہزار حج کرے پھر وہ قبر امامؑ (حسینؑ) پر زیارت کی غرض سے نہ آئے تو اس شخص نے اللہ کے حقوق میں سے (جو حق اللہ کا اس کی مخلوق پر ہے یا مومنین پر ہے) ایک حق کو ترک کیا۔

(۳) امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمارے شیعوں میں سے جو شخص قبر امام حسینؑ پر نہ آئے (زیارت کی غرض سے امام حسینؑ کی) وہ شیعہ ناقص الدین اور ناقص الایمان ہے، جیسا کہ روایت محمد بن مسلم میں ہے یا دوسری روایتوں میں ہے۔

(۴) امام حسین علیہ السلام کی زیارت نہ کرنا ان پر جفا کرنا ہے۔ اور یہ مضمون بہت سی

Presented by Ziaraat.Com

روایتوں کا ہے۔ ان میں سے ایک روایت وہ ہے جو امیر المومنینؑ سے مروی ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ میرے ماں باپ فدا ہو جائیں (امام) حسینؑ پر جو پشت کوفہ پر مقتول ہوں گے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں وحشی (جانواران صحرائی) کو کہ وہ اپنی گردن بڑھائے ہوئے ہیں جد (امام) حسینؑ پر۔ اور ان کا مرثیہ پڑھ رہے ہیں (شام سے) صبح تک۔ جب وہ زمانہ آئے تو تم (امام) حسینؑ پر جفا کرنے سے بچو۔ **"فاذا کان کذالك فایاکم والجفاء"** کا مطلب یہ ہے کہ جب شہادتِ امامؑ ہو جائے تو تم ترک زیارت سے امام حسینؑ پر جفا نہ کرنا۔

(۵) روایت میں علی بن میمون کہتے ہیں کہ مجھے صادق آل محمد صلوٰات اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا کہ بہت سے لوگ ہمارے شیعوں میں سے کہ ایک سال یا دو سال یا اس سے زیادہ گزر جاتا ہے مگر وہ لوگ امام حسینؑ کی زیارت نہیں کرتے۔ (علی بن میمون فرماتے ہیں) میں نے کہا کہ آپ پر میں فدا ہو جاؤں اس قسم کے بہت سے لوگوں کو جانتا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا کہ قسم بخدا وہ لوگ اپنے ثواب زیارت امام حسینؑ حاصل نہ کر کے غلطی کر رہے ہیں۔ اور خداوندِ عالم کے ثواب سے (جو انہیں زیارت کرنے سے ملنے والا ہے) کج ہو گئے ہیں۔ اور جوار جناب محمد مصطفیٰ سے دور ہو گئے ہیں۔ میں نے امامؑ سے دریافت کیا کہ اگر ان میں سے کوئی شخص کسی ایک کو زیارت کیلئے بھیج دے تو کیا کافی ہوگا۔ امامؑ نے فرمایا کہ ہاں کافی ہوگا۔ مگر ہر شخص کا خود زیارت کرنا اجر کے اعتبار سے عظیم ہے۔ اسکے پروردگار کی نظر میں بھی اس کے لیے بہتر ہے۔

بعض حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ترک زیارت کے جتنے اثمار ہیں اس شخص پر صادق

Presented by Ziaraat.Com

آئیں گے جو قادر ہوتے ہوئے بھی تین سال تک امام حسینؑ کی زیارت نہ کرے۔

(۶) ترک زیارت عمر کو کم کردیتی ہے جیسا کہ روایات کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے۔"

ومن بعض الروایات ان تأثیر ترکھانی نقص سنة من العمر لا تخلف فیه"

اور بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ امام حسینؑ کی زیارت نہ کرنے سے ایک سال عمر کم ہوجاتی ہے جس کا کوئی بدل نہیں (تاکہ عمر کم نہ) بعض زیارت کا بدل تو ممکن ہے اس معنی سے کہ زیارت کا ثواب ہوتا ہے۔ مگر ترک زیارت سے جو عمر کم ہوجاتی ہے اس کا کوئی بدل نہیں ہے۔

(۷) امام حسینؑ کی زیارت کا ترک کرنے والا اگر جنت میں داخل ہوگا تو وہ ہر مومن سے کم درجہ میں ہوگا جیسا کہ روایت میں ہے کہ وہ جنت والوں کا مہمان ہوگا۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ جوار سیّدالانبیاء سے دور ہوگا۔

(۸) امام حسینؑ کی زیارت کا ترک کرنے والا ائمہ معصومینؑ کا شیعہ نہیں ہے جیسا کہ روایت میں ہے۔[1]

(۹) امام حسینؑ کی زیارت کا ترک کرنے والا اہل جہنم سے ہے۔ اور یہ حدیث اس پر صادق آئی گی جو امام حسینؑ کی زیارت کو حقیر وضعیف سمجھ کر ترک کردے۔[2]

انہیں اخبار کی بنا پر علامہ مجلسی اور ان کے پدر بزرگوار اس شخص کے لیے جو زیارت کرنے پر قادر ہو واجب جانتے ہیں۔

---

[1] وہ روایت یہ ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص قبر امام حسینؑ پر نہ آئے اور وہ یہ بھی گمان کرے کہ وہ ہمارا شیعہ ہے اور وہ اسی حالت اور اسی گمان پر مرجائے تو وہ ہمارا شیعہ نہیں ہے۔ ومن لم یات قبر الحسین علیہ السلام وھو یزعم انہ لنا شیعۃ حتی یموت فلیس ھو لنا شیعۃ"

[2] ملاحظہ ہو کامل الزیارات، باب ۹۷، ۹۸۔ از ص ۲۹۰ تا ۲۹۸۔

Presented by Ziaraat.Com

الباب الثامن

امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے بیان میں جو وقت کے ساتھ مخصوص ہیں۔

زیارت امام حسین علیہ السلام عمل خیر و بہترین موضوع ہے۔ جو شخص (اس عمل خیر کو) کم کرنا چاہے کم کرے۔ اور جو شخص اس عمل خیر کو زیادہ کرنا چاہے زیادہ کرے۔ (اس پر کوئی پابندی نہیں ہے) اور اس کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: زیارت مطلقہ:

جس میں وقت کی پابندی نہیں ہے بلکہ ہر وقت زیارت کر سکتے ہیں۔ زیارت مطلقہ پر وہ تمام فضائل و خواص زیارت مترتب ہوتے ہیں جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔

دوسری قسم: زیارت مخصوصہ:[1]

اس میں وقت کی قید ہے۔ اس زیارت میں فضیلت زیادہ ہے بہ نسبت زیارت مطلقہ کے وقت کی خصوصیت کے اعتبار سے جو زیارت مطلقہ میں بیان ہو چکی۔ حالانکہ جو فضیلت زیارت مطلقہ میں مذکور ہوئی اس سے زیادہ فضیلت کا تصور نہیں ہوتا۔ زمانہ اور اوقات کے اعتبار سے زیارت مخصوصہ تقریباً تیس ہیں۔ اور زیارت مخصوصہ کی خصوصیت ثواب کی زیادتی کی وجہ سے تو معلوم ہی ہے۔ لیکن ہر مخصوص زیارت کا ایک خاص اثر اور ایک خاص فضیلت بھی ہے جس کو ہم ہر ایک کے ذکر کے وقت بیان

---

[1] تفصیل کے لیے بحار الانوار، ج ۲۲، باب فضل زیارت صلوٰت اللہ علیہ فی ایام شہر رجب وشعبان ورمضان وسائر الایام مخصوصہ ملاحظہ ہو۔ ص ۱۲۷۔

Presented by Ziaraat.Com

کریں گے۔

(۱) ہر جمعہ کو ایک مرتبہ جو شخص قبر امامؑ سے ایک دن یا کم وبیش کی دوری پر ہو۔ پس جو شخص ایک دن کی دوری پر رہ کر زیارت امام حسینؑ کو ترک کرے تو ایسا شخص امام حسینؑ پر شدید جفا کرنے والا ہے۔ اس زیارت کے خواص سے یہ ہے۔ جیسا کہ داؤد بن یزید نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ خداوندِ عالم ایسے زائر کو بخش دیتا ہے۔ اور اس کے دل میں کوئی حسرت دنیا کی نہ ہوگی۔ اور اس کا مسکن جنت میں حسینؑ ابن علی علیہما السلام کے ساتھ ہوگا۔ [1]

(۲) ہر مہینہ میں ایک مرتبہ:

صادق آل محمدؑ سے روایت ہے کہ جو شخص زیارت کرے امام حسینؑ کی ہر مہینہ میں ایک مرتبہ تو اس کو ایک لاکھ شہید کا ثواب ملے گا۔ اور امامؑ نے فرمایا کہ یہ حکم قریب والوں کے لیے ہے۔ پس جو شخص قریب ہو اور زیارت نہ کرے یہاں تک کہ ایک مہینہ سے زیادہ گزر جائے تو امام حسینؑ نے فرمایا کہ یہ مجھ پر جفا ہے۔ یہ اس روایت کا مضمون ہے جو عقبہ سے مروی ہے۔

نوٹ نمبر ۱: میں امام حسین علیہ السلام کی قبر مطہر اور زائر کے مسکن کے درمیان ایک یوم یا اس سے کم فاصلہ قرار دے کر ہر جمعہ ایک مرتبہ زیارت مخصوص کا حکم ہے۔

اور نمبر (۲) میں قریب کا لفظ آیا ہے یعنی امام حسینؑ کی قبر سے جو قریب ہے وہ ہر مہینہ میں ایک مرتبہ زیارت کرے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر

---

[1] تفصیل، بحار الانوار، ص ۱۳۶۔

Presented by Ziaraat.Com

مطہر سے ایک یوم سے زیادہ فاصلہ پر رہنے والا ہر مہینہ ایک مرتبہ زیارت کرے۔

(۳) ہر سال میں دو مرتبہ:

چنانچہ صادق آل محمدؑ سے مروی ہے کہ (ایک سال میں دو مرتبہ) یہ حق اہل دول اور مالدار پر ہے کہ وہ سال میں دو مرتبہ قبر سیّد الشہداءؑ پر زیارت کے لیے آئے۔ اور ایک روایت میں سال میں تین مرتبہ مذکور ہے۔

(۴) ہر سال میں تین مرتبہ:

جو ثواب کہ اصل زیارت میں ہے اس کے علاوہ اس زیارت کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر سال تین مرتبہ زیارت کرنے والا مبتلائے فقر نہ ہوگا۔

(۵) ہر سال ایک مرتبہ:

یہ حکم پندرہ حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ یہ حق اس فقیر پر ہے کہ جو زیارت کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ پس اگر ایک سال زیارت کرنا چھوڑ دے تو یہ امام حسینؑ پر جفا کا پہلا درجہ ہے۔

(۶) ہر تین سال پر ایک مرتبہ:

یہ حکم دور رہنے والوں کا ہے پس اگر تین سال سے زیادہ گزر گیا اور زیارت نہیں کی تو داخل ہو جائے گا عقوق رسولؐ اللہ میں۔ (یعنی وہ رسولؐ اللہ کا عاق شدہ و نافرمان شمار کیا جائے گا۔)[1]

(۷) ہر عید میں زیارت کرنا چاہیے جیسا کہ بعض روایات میں مذکور ہے۔ پس

---

[1] بحار الانوار، ج ۲۲، ص ۱۳۸۔

Presented by Ziaraat.Com

عیدمیں، نوروز عالم افروز اور روز مبعث اور یوم مولود النبیؐ، یوم عید غدیر اور اس کے علاوہ (جتنے اعیار ہیں) یعنی عید میں شامل وداخل ہیں۔

(۸) ہر مہینہ کی مخصوص تاریخیں:

ہم ہر مہینہ کو الگ الگ بیان کریں گے (اس لیے کہ ہر مہینہ کے بے شمار فضائل ہیں لیکن ہم صرف مخصوص کی فضیلت کو ذکر کریں گے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ ماہ رجب میں چوتھی اور پانچویں تاریخ اور پہلی شب اور اس کا دن اور پندرہویں شب اور اس کا دن زیارت مخصوصہ ہے۔ ان تاریخوں کی فضیلت کی خصوصیت اصل زیارت کے ثواب کے علاوہ یہ ہے کہ ان تاریخوں میں زیارت کرنے والے کے گناہ اس طرح ساقط ہو جاتے ہیں جیسے وہ اسی دن پیدا ہوا ہے ماں کے پیٹ سے اور پہلی رجب کی فضیلت اس مہینہ کی تاریخوں پر زیادہ ہے۔ اس لیے کہ اس میں مغفرت حتمی ہے۔ کیونکہ خداوندِ عالم نے پہلی رجب کے زائرین کے مغفرت کو اپنے اوپر واجب کیا ہے۔

اور ماہِ شعبان میں تین مخصوص ہے۔ (۱) تیسری تاریخ[1] (یوم ولادت امام حسینؑ) (۲) شبِ نیمہ شعبان اور اس کا دن (یعنی ۱۵ شعبان) ان تاریخوں میں سب سے بہتر فضیلت یہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کہ ان میں اولوالعزم بھی شامل ہیں ان سے مصافحہ کرنے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ پس جو شخص تین سال تک متواتر امام حسینؑ کی زیارت نصف شعبان میں کرے تو اس زائر کے گناہ کے ختم ہونے میں ایک تاثیر خاص ہے۔ اور یہ تاثیر زیارت کی اصل فضیلت پر زیادہ ہے اور اس مہینہ کی

---

[1] بحار الانوار، ج ۲۲، ص ۱۳۸۔

Presented by Ziaraat.Com

زیارت کی خاصیت یہ ہے کہ ابتدائے شعبان سے ایک منادی زائر کے لیے مغفرت کا اعلان کرتا ہے۔ [1]

ماہ رمضان:

اس مہینہ میں دس مخصوص ہے۔

(۱) خصوصیت کے ساتھ تمام مہینہ میں امام حسینؑ کی زیارت کرنا جیسا کہ روایت ابن فضل میں ہے۔ ابن فضل کہتے ہیں کہ میں نے صادق آل محمدؑ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ماہ رمضان میں امام حسینؑ کی زیارت کرے اور راستہ میں مر جائے تو اس سے حساب نہ ہوگا بلکہ اس سے کہا جائے گا کہ امن کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ دو، تین، چار، شب اوّل، شب نصف، شب آخر ماہ رمضان، جیسا کہ روایات معتبرہ میں صادق آل محمدؑ سے مروی ہے۔ اور شبہائے قدر اور ان کے ایام میں۔ بہت سی روایت میں ہے کہ جب شب قدر آتی ہے۔ التی یفرق فیھا امر حکیم ''جس میں امر حکیم ہوتا ہے۔'' تو ایک منادی بطنان عرش سے ساتویں آسمان میں ندا دیتا ہے کہ اللہ نے معاف کر دیا اس کو جو قبر (امام حسینؑ) پر زیارت کرنے کے لیے آیا ہے۔ [2]

ماہِ شوال:

میں شب عید اور اس کا دن۔ اس کی خصوصی فضیلت یہ ہے کہ گزشتہ و آئندہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ [3]

---

[1] ملاحظہ ہو کامل الزیارات، باب ۴۲، ص ۱۷۹۔

[2] بحار الانوار، ص ۷۲۔

[3] ملاحظہ ہو بحار الانوار و کامل الزیارات، ص ۱۲۷۔

Presented by Ziaraat.Com

ماہ ذی الحجہ:

اس میں آٹھ یا دس مخصوص ہے۔ شب عرفہ اور اُس کا دن اور ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳، ذی الحجہ) اور نزول سورہ ہل اتی (یعنی پچیس ذی الحجہ) اور یوم عید مباہلہ (یعنی چوبیس ذی الحجہ) اور یوم غدیر۔ اس دن کی خصوصیت ماہ ذی الحجہ کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ ہر عید کے ضمن میں جو جو خصوصیت ہے وہ یوم غدیر کو شامل ہے۔

اور یوم عرفہ کی زیارت کی فضیلت یہ ہے کہ یوم عرفہ کے زائر کا نام اللہ نے صدیق اور کروبیار کھا ہے۔ اور یہ کہ یہ زیارت برابر ہے حج کے۔ یہ ثواب زیارت یوم عرفہ کا کہ حج کے برابر ہے یہ مقابلہ میں اصل زیارت کے ہے۔ اور مقابلہ میں ان خطوات قدم (جو زائر اٹھاتا ہے اور رکھتا ہے چلنے کے وقت) کے ہے جس کو زائر بعد از غسل فرات رکھتا ہے اور اٹھاتا ہے۔ یعنی حج برابر ہو گا زیارت کے اور ان قدموں کے جن کو زائر اٹھتا ہے اور رکھتا ہے بعد غسل از فرات۔ تو اصل زیارت کے مقابلہ میں ایک لاکھ وہ حج ہو گا جو جناب قائم آل محمدؑ کے ہمراہ کیا گیا ہو۔ (**عجل اللہ فرجہ و سہل اللہ مخرجہ**) اور ایک لاکھ عمرہ جو رسولؐ اللہ کی معیت میں بجالایا گیا ہو۔ اور ایک لاکھ غلام آزاد کرنے کا ثواب ہو گا۔ اور ایک لاکھ مرتبہ خداوندِ عالم کی راہ میں جہاد کے لیے گھوڑے پر سوار ہونے کا ثواب ملے گا۔ اور خطوات (یعنی قدم) کے مقابلہ میں تو خداوندِ عالم لکھے گا زائر کے لیے جبکہ وہ فرات سے غسل کر کے زیارت کے لیے روانہ ہو تو ہر قدم پر ایک حج مع مناسک ہے۔ اور بعض روایت میں ہے کہ ہر قدم کے مقابلہ میں سو حج جیسا کہ اس کے پہلے لکھا جا چکا۔[1]

[1] بحارالانوار، جلد ۲۲، ص ۱۲۶۔

Presented by Ziaraat.Com

اور زیارت عید الضحیٰ (یعنی عید قربان) کی فضیلت یہ ہے کہ ایک سال دنیا میں شر سے محفوظ رہے گا اور گناہ گزشتہ و آئندہ بخش دیے جائیں گے۔[1]

اور ماہ محرم میں مخصوص زیارت شب عاشور اور اس کا دن (یوم عاشور) ہے۔ اور کچھ بعید نہیں ہے تیرہ محرم بھی مخصوص زیارت ہو۔ کیونکہ تیرہ محرم یوم دفن امامؑ عالی مقام ہے۔[2]

زیارت عاشور کی فضیلت یہ ہے کہ زائر زمرہ میں شہداء کے داخل ہوگا۔ اور جو شخص شبِ عاشورا امامؑ کی زیارت کرے اور شب امامؑ کی قبر کے پاس گزار دے تو گویا وہ خون امام حسینؑ میں غلطاں ہوا۔ اور جو شب عاشور امام حسینؑ کی قبر کے پاس پانی پلائے تو گویا اس نے یوم عاشور امام حسینؑ کے لشکر کو پانی پلایا۔

اور ماہ صفر میں مخصوص زیارت بیس صفر ہے۔ جس کو اربعین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اس دن زیارت کی فضیلت یہ ہے کہ زیارت اربعین ایمان کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔

نوٹ: علامات ایمان پانچ ہیں۔

جناب شیخ نے مصباح میں اور تہذیب میں روایت کی ہے کہ امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ علامت مومن پانچ چیز ہے۔

۱۔ اکیاون رکعات نماز پڑھنا جس میں سترہ رکعت نماز فریضہ ہے، اور چونتیس رکعات نماز نافلہ ہے ہر شب و روز میں۔

---

[1] بحار الانوار، ص ۷ ۱۲۔

[2] ناسخ التواریخ اور دیگر کتابوں میں ہے کہ امام حسینؑ کی نعش مبارک ۱۲ محرم کو دفن ہوئی۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۔ زیارت اربعین کرنا۔

۳۔ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننا۔

۴۔ پیشانی کو سجدے میں خاک پر رکھنا۔

۵۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کو بآواز بلند پڑھنا۔

سوال (مسئلہ)

ان تمام زیارات میں کون افضل ہے؟ کہ جب ہر تاریخ کے فضائل دیکھے جاتے ہیں تو اس میں کچھ خصوصیات پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے ملتے نہیں ہیں۔ اس لیے اندازہ نہیں ہوسکا ہے کہ اس میں کس تاریخ میں زیارت کرنا افضل ہے اور کس میں مفضول۔ جب آپ تمام روایات کو دیکھیں گے تو ممکن ہے کہ کہا جائے کہ یہ افضل ہے۔

بعض روایات سے نصف شعبان اور نصف رجب کی زیارت کی افضلیت معلوم ہوتی ہے۔ شائد کہ ان دونوں مہینوں کی نصف تاریخ کی زیارت کسی خاص حیثیت سے افضل ہو۔ اور تمام تاریخوں کے فضائل کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عرفہ اور یوم عاشورہ کی زیارت افضل ہے دوسری تاریخوں کے مقابلہ میں۔

میرے نزدیک تمام تاریخوں کی زیارت کی خصوصیت سے عاشورہ کی زیارت کی خصوصیت زیادہ ہے۔ اس لیے کہ یوم عاشورہ کی زیارت کی کیفیت میں ہے کہ امامؑ کا زائر جب میدان محشر میں آئے گا تو امام حسینؑ کے خون سے غلطاں ہوگا اور زمرہ شہداء میں[1] ہوگا۔ اور اس لیے بھی کہ یہ خصوصیت (کہ خون امام حسینؑ میں غلطاں ہوگا) سب

---

[1] کامل الزیارات، باب ۷۱، ص ۱۷۳۔

Presented by Ziaraat.Com

سے اعلیٰ ہے حتیٰ کہ ایک لاکھ حج سے بھی اعلیٰ ہے اور ہزار ہزار حج چاہے وہ حج رسولؐ اللہ کے ساتھ کیوں نہ کیا گیا ہو۔

اس کے باوجود زائر یوم عاشورہ اللہ کا زائر[1] ہے۔ اس کے عرش پر۔ یعنی زیارت یوم عاشورہ کا ثواب یہ ہے کہ جس نے امام حسینؑ کی زیارت یوم عاشورہ کی تو گویا اُس نے اللہ کی زیارت عرش پر کی۔

[1] کامل الزیارات، باب ۷۱، ص ۱۷۴۔

Presented by Ziaraat.Com

الباب التاسع

زیارت امام حسین علیہ السلام کے بدل کے بیان میں تا کہ ثواب زیارت فوت نہ ہو جائے۔

یہ اللہ کا لطف وکرم خاص ہے موالیان اہل بیتؑ کے ساتھ کہ جب وہ زیارت سیّد الشہداءؑ کو نہ جا سکیں تو مندرجہ ذیل چیزوں پر عمل کریں تا کہ ثواب زیارت مل جائے اگر چہ جانا حضرتؑ کی قبر مطہر پر بہر حال افضل واعلیٰ ہے۔ یہ شرف بدل سے حاصل نہیں ہوسکتا۔

ابدال کی قسمیں ہیں۔

(۱) امام حسینؑ کی زیارت کے لیے نائب مقرر کرنا۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔(۱) جہاں پر کہ نائب بنانے والا رہتا ہے وہیں سے کسی کو نائب مقرر کر کے روانہ کر دے۔(۲) کربلاء معلّیٰ کے رہنے والوں کو نائب بنا دے تا کہ وہ امامؑ کی زیارت نیابت میں کرتا رہے۔

(۲) زیارت کے لیے سامان سفر مہیا کرنا۔ اگر چہ یہ نیابت کے عنوان سے نہ ہو۔ کیونکہ اصل تجہیز زائر امامؑ کی وہی ہے۔ اور اس کو نقد دینا یا سواری دینا یا اس کے علاوہ جس پر اس کا سفر موقوف ہو۔ اور اصل تجہیز میں موجب ثواب زیارت ہے جیسا کہ روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

(۳) امام حسینؑ کی زیارت دور سے کرنا بدل ہے اجر وثواب کے اعتبار سے جو

Presented by Ziaraat.Com

قبر کے پاس جاکر زیارت کرتا ہے۔

اور ترک زیارت سے جو امامؑ پر جفا ہوتی ہے اس جفا کو دفع کرنے والی ہے۔ جیسا کہ حدیثوں میں ہے کہ وہ شخص جو قادر نہیں ہے زیارت پر اگر وہ دور سے امام حسینؑ کی زیارت کرے تو وہ امام حسینؑ پر جفا کرنے والا نہ ہوگا۔ لیکن جو متمکن و قادر ہے امامؑ کی زیارت کرنے پر نزدیک سے مگر نہیں کرتا تو اگر وہ دور سے زیارت کرے تو اس جفا کی شدت میں کمی ہو جائے گی جو ترک زیارت سے ہوتی ہے۔

دور سے زیارت کرنے کی کیفیتیں متفاوت ہیں فضائل میں۔

(۱) پہلی کیفیت یہ ہے (جو فضیلت میں سب سے کم ہے) زیارت کی غرض سے مکان کی چھت پر چلے جاؤ، پھر دائیں بائیں ملتفت ہو اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاؤ، پھر قبر امام حسینؑ کی سمت متوجہ ہو جاؤ اور زیارت پڑھو۔

السلام علیك یا ابا عبدالله السلام علیك یابن رسول الله السلام علیك ورحمة الله وبرکاته۔

(۲) دوسری کیفیت یہ ہے کہ بقصد زیارت اپنی منزل کے اوپری حصہ پر چلے جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو اور اشارہ کرو امام حسینؑ کی طرف سلام پڑھتے وقت۔ (چنانچہ مومنین جب زیارت پڑھتے ہیں تو کلمہ کی انگلی سے حضرتؑ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

(۳) تیسری کیفیت۔ پہلے زیارت کے لیے غسل کرو اور طیب و طاہر کپڑے زیب تن کرو اور کسی بلند مقام پر یا صحراء میں چلے جاؤ اور قبلہ یا قبر امام حسینؑ کی سمت اپنا رخ کرو، یا پہلے قبلہ کی سمت رخ کر دیا پہلے قبلہ کی طرف پھر قبر امامؑ کی طرف رخ کرو اور

Presented by Ziaraat.Com

اس طرح سلام پڑھو:

السلام عليك يا مولاى وابن مولاى و سيدى وابن سيدى السلام عليك يا مولاى يا قتيل بن القتيل والشهيد بن الشهيد السلام عليك و رحمة الله و بركاتهٔ انا زائرك يا بن رسول الله بقلبي و لساني و جوارحي و ان لم ازرك والمشاهدة فعليك السلام السلام عليك يا وارث ادم صفوة الله و وارث نوح نبي الله و وارث ابراهيم خليل الله و وارث موسیٰ کلیم الله و وارث عیسیٰ روح الله و کلمته و وارث محمد حبيب الله صلى الله عليه واله و نبيه ورسوله و وارث على امير المومنين لعن الله قاتلك و جدد عليهم العذاب فى هذه الساعة و كل ساعة انا سيدى متقرب الى الله عزوجل والى جدك رسول الله والى ابيك امير المومنين والى اخيك الحسن و اليك يا مولاى عليكم سلام الله ورحمته بزيارتى لك بقلبى ولسانى و جميع جوارحى فكن يا سيدى شفيعى بقبول ذالك منى وانا بالبرائة من اعدائك واللعنة لهم وعليهم اتقرب الى الله واليكم اجمعين فعليك صلوات الله ورضوانه ورحمته۔

پھر تھوڑا سا اپنے بائیں جانب حرکت کرو اور موڑ دو اپنے رخ کو قبر جناب علی اکبرؑ کی سمت، اوران کی قبر پائینتی جانب ان کے والد بزرگوار امام حسینؑ کی ہے۔ اوران پر بھی اسی طرح سلام کرو۔ پھر خداوندِ عالم سے اپنے امورِ دین و دنیا کے متعلق دُعا مانگو جس کو اللہ پسند کرتا ہے۔ (یعنی ایسی دُعا نہ مانگو جو پسندیدۂ خالق نہ ہو) پھر چار رکعت نماز ادا کرو۔ اس لیے کہ نماز زیارت آٹھ رکعات یا چھ رکعات یا چار رکعات یا دو رکعات

Presented by Ziaraat.Com

ہیں۔اور افضل آٹھ رکعات ہیں۔پھر قبلہ کی سمت رخ کرو قبر امام حسینؑ کی طرف اور کہو:

انا مودعك انامودعك يا مولای وابن مولای و سیّدی وابن سیّدی و مودعك یاسیّدی وابن سیّدی یاعلی الحسین علیہ السلام و مودعکم یاساداتی یامعاشر الشهداء فعلیکم سلام الله ورحمة رضوانهٔ.

(۴) امام حسینؑ کے زائر کی زیارت کرنا جبکہ وہ زیارت کر کے واپس ہو۔ یا اُس کا استقبال کرنا۔ اس لیے کہ یہ ایسا عمل ہے جس سے ثواب زیارت ملتا ہے۔ جیسا کہ روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

الباب العاشر

جناب امام حسینؑ کے ان خطابات کے بیان میں جو ان کی زیارتوں کی عبارات میں مذکور ہیں اور انہیں سے مخصوص ہیں اور کسی دوسرے انبیاء یا ائمہ کی زیارات کی عبارتوں میں مذکور نہیں ہیں۔

اور ان خطابات کی چند صنفیں ہیں۔

(۱) پہلی صنف امام حسینؑ کی زیارت میں ان کو مخصوص کرنا ان کے صفات کے ساتھ جو صفات ان کی مصیبت کے ہیں ان کی شہادت کے وقت کے۔ اس لیے کہ وہی صفات دلیل ہیں کہ وہ فضیلت جو امام حسینؑ سے مخصوص ہے انہیں صفات کی بنا پر ہے۔

(۲) دوسری صنف امام حسینؑ کی زیارت میں ان کو مخصوص کرنا ان الفاظ کے ساتھ جن کی اضافت اللہ کی طرف ہے جیسے **ثار الله، قتيل الله، ذبيح الله، وتر الله**۔۔۔۔،

(۳) تیسری صنف امام حسینؑ کی زیارت کرتے وقت امامؑ کو مخصوص کرنا انبیاء کے سلام کے ساتھ اُن کے اسماء وصفات سمیت (یعنی جب امام حسینؑ کی زیارت کی جاتی ہے تو پہلے انبیاء پر اُن کے اسماء وصفات سمیت سلام کیا جاتا ہے پھر امام حسینؑ پر سلام کیا جاتا ہے۔ اور امام حسینؑ کی زیارت میں انبیاء پر اُن کے اسماء وصفات سمیت سلام کرنا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ امام حسینؑ انبیاء کے اسماء وصفات کے مظہر ہیں۔) جیسا کہ میں دسویں عنوان میں بیان کروں گا)

Presented by Ziaraat.Com

(۴) چوتھی صنف مخصوص کرنا امام حسینؑ کو ان کی زیارت میں تلبیہ کے ساتھ جیسا کہ بعض زیارت منقولہ میں ہے۔ اس زیارت میں پہلے امامؑ پر سلام کیا جانا مرقوم ہے۔ پھر یہ جملہ ملتا ہے ''لبیك داعی الله'' اور تلبیہ سات بار زیارت میں مرقوم ہے۔ اور سات بار کہنے کی وجہ یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام دوسرے داعی ہیں کہ انہوں نے اللہ کی طرف اس کی مخلوق کو بلایا بعد اپنے جد محمد مصطفیٰ کے جو داعی اول ہیں۔ آنحضرتؐ نے مخلوق الٰہی کو اسلام اور کلمہ شہادتین کی طرف بلایا۔ پس آنحضرتؐ نے ظاہر کیا ان دونوں کلموں کو اللہ کی مدد سے۔ اور اللہ نے اپنے نبیؐ کی مدد اس طرح فرمائی کہ (۱) آنحضرتؐ کے رعب کو لوگوں کے دلوں میں داخل کر دیا۔ (۲) ملائکہ کے ذریعہ (۳) جناب امیر المومنینؑ کی ذوالفقار کے ذریعہ اور (۴) اعانت سے بعض اصحاب کے جنہوں نے پیغمبرؐ خدا کے ساتھ میں جہاد کیا۔

اور امام حسینؑ دوسرے داعی الی اللہ ہیں جنہوں نے (اللہ کے بندوں کو) ایمان کی طرف اور اس اعتقاد کی طرف بلایا کہ امام وخلیفہ حقیقۃً وہ ہوتا ہے جس کو اللہ و رسولؐ معین کریں (یعنی امام بالنص ہوا کرتا ہے نہ کہ اجماع یا شوریٰ یا قہر وغلبہ سے) امام حق اور راشدین تو صرف نص کے ذریعہ ہو سکتے ہیں۔ اور اس اعتقاد کی طرف بندگان خدا کو بلانا معلق تھا ان کی شہادت، ان کی مظلومیت اور ان کے مصائب اور کیفیت خاص پر جو ان پر واقع ہوئی۔ جیسا کہ ہم نے واضح کیا ہے اس مفہوم کو اُن باب میں جس میں امام حسینؑ کے لیے دعوت الی اللہ کا ذکر کیا ہے۔ پس اس داعی کا جواب تلبیہ سے دینا ضروری ہے۔ اور چونکہ امامؑ نے ایمان اور اعتقاد حقہ کی طرف بلایا ہے اس لیے امامؑ کے

Presented by Ziaraat.Com

لیے تلبیہ کہنا مستحب ہے۔ اور تلبیہ کو سات بار کہنے کی چند وجہیں ہیں۔

(۱) الوجہ الاوّل:

جس میں دعوت امام حسین علیہ السلام کے جواب دینے والے کے حالات کا لحاظ کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ جواب دینا بدن کا اور ہاتھ کا اور زبان کا، سمع اور بصر کا، قلب اور رائے کا اور خواہش کا اس میں محبت سب سے متصور ہے۔ پس ہر تلبیہ ہر ایک کی طرف سے جواب ہے جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے زیارت کی عبارت سے۔ آپ جب زیارت کو ملاحظہ کریں گے تو آپ کو اس قول "لبیك داعی الله سبعاً" کے بعد یہ عبارت ملے گی۔ ان کان لم یجبك بدنی عند استغاثتك ولسانی عند انتصارك فقد اجابك قلبی و سمعی و بصری ورائی وھوائی۔ (یعنی اے سیّد و آقا اے فرزند رسولؐ) اگر چہ میرے بدن نے آپ کی فریاد کے وقت جواب نہ دیا اور میری زبان نے آپ کی طلب نصرت پر جواب نہ دیا، تو آپ کو جواب دیا میرے قلب نے، میرے سمع نے، میرے نظر نے، میری رائے نے، میری خواہش نے۔" یعنی جواب دیا میرے قلب نے محبت کا اور میرے کان نے آپ کی مصیبت سننے کے لیے اور میری آنکھوں نے آپ کی مصیبت پر گریہ کرنے کے لیے، اور میری رائے نے اس طرح جواب دیا کہ میں پسند کرتا ہوں ان شہداء کے عمل کو جنہوں نے آپ کے ہمراہ جہاد کیا۔ اور میری خواہش نے اس طرح جواب دیا کہ وہ آپ کی خواہش کے ماتحت ہے۔ اور میرے بدن نے اس وقت آپ کی خدمت میں (زیارت کے لیے) حاضر ہو کر جواب دیا، اور میری زبان نے اس وقت آپ پر سلام کر کے جواب دیا۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲) الوجہ الثانی:

تلبیہ سبعہ (یعنی سات مرتبہ لبیک کہنا) امام حسینؑ کے سات انتصار کے جواب ہیں جس میں امام حسین علیہ السلام نے مکہ سے کربلا تک سات مرتبہ مسلمانوں سے مدد چاہی ہے۔ (جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔)

(۱) پہلا انتصار:

(یعنی مدد چاہنا) مسلمانوں سے مکہ معظمہ میں کیا ہے جب امام حسین علیہ السلام نے مکہ سے کوچ کرنے کا ارادہ فرمایا تو مسجد الحرام میں لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا پھر مدد طلب کی۔ (اس خطبہ میں امام حسینؑ نے فرمایا کہ) وہ لوگ جو اپنے خون دل کو ہماری راہ میں بہانا چاہتے ہیں اور اپنے نفس کو خداوندِ عالم کی لقا کے لیے (ملاقات کے لیے) آمادہ کیا ہے۔ پس اس کو چاہیے کہ وہ کوچ کرے۔ اس لیے کہ میں صبح کو روانہ ہو جاؤں گا۔

(۲) دوسرا انتصار:

خارج مکہ کیا ہے۔ جب امامؑ صبح کو مکہ سے روانہ ہوئے تو عبادلۃ اربعہ (یعنی چار بزرگوار اللہ کے بندے) [1] عبداللہ ابن عباس، اور عبداللہ ابن جعفر، عبداللہ ابن زبیر، اور عبداللہ ابن عمر (خلیفۃ المسلمین) امامؑ کے پاس آئے تا کہ امامؑ کو عراق جانے سے منع کریں۔ ہر ایک نے امامؑ سے گفتگو کی۔ امامؑ نے جواب میں فرمایا۔ میں ایسے کام پر مامور ہوا ہوں جس کو میں کر کے رہوں گا۔ پھر ان سے انتصار کیا اور اپنی مدد کے لیے بلایا۔ جناب عبداللہ ابن جعفر نے اپنے دونوں بیٹوں عونؑ و محمدؑ کو امامؑ کے پاس بھیج دیا اور

---

[1] ناسخ التواریخ جلد ۶، ص ۲۰۲

Presented by Ziaraat.Com

فرمایا کہ میں آپ سے ان دونوں کے بعد ملوں گا۔ امام حسینؑ نے ابن عمر سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمن خدا سے ڈرو اور میری نصرت ترک نہ کرو انہوں نے (امامؑ سے) کچھ عذر کیا۔ یعنی امامؑ کے ساتھ جانا پسند نہیں کیا بلکہ امامؑ کو رخصت کیا اور وداع کیا۔ مگر رخصت کرتے وقت انہوں نے کہا کہ یا ابا عبداللہ میرے لیے اس جگہ کو کھول دو جس جگہ رسولؐ خدا بوسہ لیا کرتے تھے۔ امام حسینؑ نے اپنے شکم مبارک کو کھول دیا۔ عبداللہ ابن عمر نے امام حسینؑ کے سینہ مبارک کے اوپر بوسہ دیا اور گریہ کیا اور وداع کیا پھر چلے گئے۔[1]

(۳) تیسرا انتصار:

راہ میں مکہ سے کربلا تک کرتے رہے۔ امامؑ سے راستے میں جو ملتا تھا اس سے نصرت طلب کرتے رہے تاکہ حجت لوگوں پر اتمام ہو جائے۔ راستہ میں انتصار کبھی زبان سے کرتے رہے اور کبھی قاصدوں کے ذریعہ۔ جب لوگوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ امامؑ کے ناصر کم ہیں اور امامؑ نصرت طلب کر رہے ہیں تو لوگوں نے عذر کرنا شروع کر دیا۔ کوئی تجارت کا عذر کرتا تھا کوئی کسی کام میں مشغولیت کا۔ جیسا کہ بعض لوگوں نے عذر کیا ہے جبکہ دیکھا کہ امام حسینؑ راستے میں نصرت طلب کر رہے ہیں۔ بعض لوگوں نے اپنی زراعت کا عذر کیا، کسی نے اپنے عیال کا عذر کیا اور کہا کہ میرے عیال فلاں جگہ ہیں میں ان کی نگرانی میں مشغول ہوں، بعض نے یہ کہا کہ آپ تشریف لے چلیں ہم آپ سے ملیں گے اور بعض لوگ تو اس منزل پر اترنا بھی گوارہ نہیں کرتے تھے جس منزل پر امام حسین ٹھہرتے تھے تاکہ امام حسینؑ ان سے نصرت طلب نہ کریں۔ جیسا کہ قبیلہ فزارہ اور

---

[1] ناسخ التواریخ جلد ۶، ص ۲۰۳ تا ۲۰۴۔

Presented by Ziaraat.Com

بجیلہ کی ایک جماعت نے کہا کہ ان لوگوں کا بیان ہے کہ ہم لوگ حج کر کے راستے میں امام حسینؑ سے ملنے کے لیے گئے اور راستہ طے کر رہے تھے تو ہمارے نزدیک اس سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی بات نہ تھی کہ ہم اس منزل پر اتریں جس پر امام حسینؑ فراکش ہوں۔ اور جب امام حسینؑ کسی چشمہ پر اترتے تھے تو ہم لوگ دوسرے چشمہ پر اترتے تھے اور جب ایک ہی منزل پر ہم لوگوں کے اور امام حسین کے اترنے کا اتفاق ہوتا تھا تو جدھر امام حسینؑ اترتے تھے اس کے خلاف جانب ہم لوگ اترتے تھے۔ ہم لوگ یہ اس لیے کرتے تھے تاکہ امام حسینؑ ہم لوگوں کو اپنی نصرت کے لیے نہ بلائیں۔ میں کہتا ہوں کہ جب آپ غور کریں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ امام حسینؑ کی مصیبتوں میں عظیم تر مصیبت ہے۔ اور اس سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ جب راہرو بعض اوقات دیکھتے تھے کہ امام حسینؑ ان کی طرف آ رہے ہیں تو راستے سے کترا جاتے تھے اور دوسری جانب مڑ جاتے تھے تاکہ امامؑ کو دیکھ نہ لیں اور اپنی نصرت کے لیے نہ بلائیں جیسا کہ اتفاق ہوا بعض اہل کوفہ کے لیے۔ اور اس سے عظیم تر مصیبت وہ کلام ہے جس کو عبید اللہ بن الحرا لجعفی نے اس وقت کہا ہے کہ جب امام حسینؑ نے اس سے استفار کیا ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب امام حسین علیہ السلام قصر بنی مقاتل پر اترے تو دیکھا کہ ایک خیمہ نصب ہے۔ امام علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ یہ کس کا خیمہ ہے۔ تو امامؑ سے کہا گیا کہ یہ خیمہ عبید اللہ بن الحرا لجعفی کا ہے۔ امامؑ نے کہا کہ اس کو بلاؤ۔ جب امامؑ کا قاصد گیا اور عبید اللہ سے کہا کہ حسین ابن علیؑ تم کو بلا رہے ہیں۔ عبید اللہ نے جواب دیا کہ میں کوفہ سے اس لیے چلا آیا ہوں کہ مجھے یہ پسند نہ تھا کہ امام حسینؑ کوفہ آئیں اور میں کوفہ میں رہوں۔ قسم بخدا

Presented by Ziaraat.Com

میں نہیں چاہتا کہ وہ مجھے دیکھیں اور میں ان کو دیکھوں قاصد نے واپس آ کر اس کا جواب امامؑ کی خدمت میں پیش کیا اور امامؑ بہ نفس نفیس اٹھے اور اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اور اس پر سلام کیا اور بیٹھ گئے اور اپنی نصرت کی دعوت دی مگر عبید اللہ جعفی (ملعون) نے اس کلام کو پھر دہرایا اور نصرت کرنے سے معذرت چاہی۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے شخص تو مذنب دخاطی ہے۔ اس وقت اگر تو نے یہ نہ کیا اور کیا اس کام کو جس کو تو کرنے والا ہے تو خداوند عالم تجھ کو اپنی گرفت میں لے لے گا۔ تو میری مدد کر۔ خداوند عالم کی بارگاہ میں میرے نانا تیری شفاعت کریں گے۔ اس نے کہا کہ اے فرزند رسولؐ اگر میں آپ کی نصرت کرتا تو آپ کے سامنے مقبول ہوتا۔ لیکن یہ میرا گھوڑا ہے اس کو آپ لے لیجیے اس لیے کہ میں اس پر کبھی سوار نہیں ہوا ہوں۔ اور نہیں ارادہ کیا میں نے کسی شئے کا مگر یہ کہ میں نے اس کو پالیا۔ اور مجھے کسی نے نہیں دیکھا ہے مگر یہ کہ میں نے نجات پائی ہے (یعنی میں اس پر سوار ہو کر دشمن پر غالب ہوا ہوں اور اس کے ذریعہ سے میں دشمن سے محفوظ رہا ہوں۔ آپ اس کو لے لیجیے) امام حسینؑ نے اس سے اپنا رخ پھیر لیا اور فرمایا کہ نہ تیری حاجت ہے اور نہ تیرے گھوڑے کی۔ اور نہ میں گمراہوں کو اپنا مددگار بنانا چاہتا ہوں۔ لیکن تو یہاں سے دور ہو جا تا کہ میری صدا تیرے کان تک نہ پہنچیا ورنہ ہم پر تیری ہدایت واجب ہو۔ کیونکہ جو شخص ہم اہل بیتؑ رسولؐ کی داعیہ (آواز) کو سنے گا پھر جواب نہ دے گا تو خداوند عالم اس کو اوندھے منہ جہنم میں جھونک دے گا۔ پھر امامؑ اس کے پاس سے اٹھے اور اپنے خیمہ میں چلے گئے۔ پھر عبید اللہ جعفی امام حسینؑ کی نصرت نہ کرنے سے ہمیشہ نادم رہتا تھا اور اس کی ایسی حالت ہو جاتی تھی کہ

Presented by Ziaraat.Com

اس کی روح اس کے بدن سے نکل جائے اور یہ شعر پڑھتا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے:

''اے نفس تجھ پر افسوس ہے جب تک میں زندہ رہوں گا اور جب تک میری روح حلق میں گرش کرتی رہے گی، اس بات پر کہ جب امام حسینؑ مجھے طلب کر رہے تھے نصرت کے لیے اہل ضلال ونفاق کے خلاف۔ یہ نصرت جو طلب کر رہے تھے صبح کے وقت قصر مقاتل کے پاس، کہہ رہے تھے کہ تو مجھ کو چھوڑ دے گا اور فراق پر عزم کیے ہوئے ہے، اور اگر میں ان کی نصرت کرتا اپنے نفس کے ذریعہ سے تو میں قیامت کے دن کرامت کو پاتا، ابن مصطفیٰؐ پر میرا نفس فدا ہو جائے، جب وہ پلٹے اور وداع کیا جاتے وقت، تو اگر کسی زندہ آدمی کے قلب کا افسوس چاک کر دے آج کے دن غم سے دوچار ہو جائے گا۔[1]

امام حسینؑ کے استنصار سے جو آنحضرتؑ نے راستہ میں کیا سوائے زہیر ابن قین کے کوئی متاثر نہیں ہوا۔ زہیر قین حج سے واپس ہو کر قبیلہ فزارہ وبجیلہ کے ہمراہ وطن مراجعت کرتے وقت امامؑ کے ساتھ چل رہے تھے کہ امام حسینؑ ایک منزل پر اترے زہیر ابن قین کا قافلہ بھی اسی منزل پر دوسرے جانب اترا۔ زہیر ابن قین کے ساتھیوں کا بیان ہے کہ ہم لوگ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے کہ امام حسینؑ کا قاصد آیا اور سلام کیا۔ پھر خیمہ میں داخل ہو گیا اور کہا کہ اے زہیر بن قین امام حسینؑ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تا کہ آپ امامؑ کے پاس چلیں۔ یہ سن کر ہم لوگوں کے ہاتھ سے لقمہ گر پڑا ہم لوگوں کی حالت یہ تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے سروں پر طائر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب زہیر

[1] ناسخ التواریخ، جلد ۶، ص ۲۱۲۔

Presented by Ziaraat.Com

سے ان کی کریمہ بیوی نے کہا (جناب سیّد ابن طاؤس فرماتے ہیں کہ ان معظّمہ کا نام دیلم بنت عمرو تھا) کہ سبحان اللہ! فرزند رسول تمھیں بلائیں اور تم ان کے پاس جانے سے گریز کرتے ہو۔ تم جاؤ ان کے پاس اور سنو کہ وہ کیا فرماتے ہیں، پھر چلے آنا۔ تب جناب زہیر امامؑ کے پاس تشریف لائے اور تھوڑی دیر امام حسینؑ کی خدمت میں تھے۔ اب جو پلٹ کر آئے تو خنداں و فرحاں تھے۔ اپنے خیمے کے اندر کے مال و اسباب کو اٹھوایا اور امام حسینؑ کے پاس لے گئے اور اپنی اہلیہ سے کہا کہ میں نے تم کو طلاق دے دی اور ان سے کہا کہ اپنے گھر چلی جاؤ کیونکہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ تم میری وجہ سے کسی مصیبت میں مبتلا ہو۔ میں نے امامؑ کے ساتھ رہنے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے تاکہ میں اپنی روح کو ان پر فدا کروں اور اپنے نفس سے ان کی حفاظت کروں۔ پھر جناب زہیر بن قین نے اپنی اہلیہ کو اس کا حق ادا کیا۔ پھر ان کو ان کے کسی چچازاد بھائی کے سپرد کردیا تاکہ وہ ان معظّمہ کو ان کے گھر پہنچادیں۔ اس وقت وہ معظّمہ جناب زہیر ابن قین کے پاس آئیں اور گریہ کیا اور جناب زہیر کو وداع کیا اور خدا حافظ کہا اور ایک خواہش پیش کی وہ یہ کہ اے زہیر امام حسینؑ کے جد بزرگوار کے پاس میرے شفاعت قیامت میں کیجیے گا۔ پھر جناب زہیر نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا، جو شخص پسند کرے وہ میری پیروی کرے اور وہ امامؑ کے ساتھ ہو جائے ورنہ یہ ہماری اور تمہاری آخری ملاقات ہے۔ میں تم لوگوں سے ایک حدیث بیان کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں نے جنگ کی (ایک قبیلہ عرب سے) بحر پر تو خداوند عالم نے ہم کو فتح کرامت فرمائی اور ہم لوگوں نے مال غنیمت پایا۔ اس وقت جناب سلمان فارسی نے ہم لوگوں سے کہا کہ کیا

Presented by Ziaraat.Com

تم لوگ بہت خوش ہو اس بات پر کہ اللہ نے تم کو فتح عنایت کی ہے اور تم نے مال غنیمت پایا ہے۔ ہم لوگوں نے کہا کہ ہاں۔ سلمان فارسی نے کہا کہ جب تم پاؤ گے سیّد شباب آل محمدؐ کو کہ تم لوگ ان کے ساتھ جنگ کرو گے ان کے دشمن سے تو تم لوگ بہت خوش ہو گے اس خوشی کے مقابلہ میں جو کہ مال غنیمت کے ملنے سے حاصل ہوئی ہے اور اب میں تم لوگوں کو خدا کے سپرد کرتا ہوں ان لوگوں کا بیان ہے کہ پھر جناب زہیر، جناب امام حسینؑ کے ساتھ ساتھ تھے یہاں تک کہ شہید ہوئے، رحمۃ اللہ علیہ۔[1]

(۴) الانتصار الرابع:

امام حسینؑ نے خط کے ذریعہ روساء اہل بصرہ سے نصرت طلب کی۔ امامؑ کے قاصد اباذرین تھے اور خط کا مضمون یہ تھا کہ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

''یہ خط (امام) حسینؑ ابن علیؑ کی طرف سے ہے اشراف و روساء اہل بصرہ کی طرف۔ اے اہل بصرہ میں تمہیں بلا رہا ہوں اللہ کی جانب اور اس کے نبیؐ کی جانب۔ زمانہ کی حالت یہ ہے کہ سنت مٹادی گئی ہے۔ اگر تم جواب دو میری دعوت کا اور میرے حکم کی اطاعت کرو تو خداوند عالم تم کو اچھے راستے کی ہدایت کرے گا۔ والسلام''

جب امامؑ کا خط اہل بصرہ کو پہنچا تو یزید ابن مسعود نے قبیلہ تمیم و بنی قحطبہ و بنی سعد کو جمع کیا اور ان کے سامنے خطبہ پڑھا اور ان کو وعظ و نصیحت کی اور وہ خطبہ تھا کہ:

[1] ناسخ التواریخ، جلد ۶، ص ۲۰۹۔

Presented by Ziaraat.Com

''یہ ہیں حسینؑ ابن علیؑ فرزند رسولؐ خدا صاحب شرف و منزلت۔ ہر مسئلہ میں غور و خوض کے بعد صحیح رائے اور نتیجے پر پہنچنے والے ان کے لیے ایسا فضل ہے جس کا وصف بیان نہیں کیا جا سکتا اور ایسا علم ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ انہیں کے ذریعہ واجب ہوگئی اللہ کے لیے حجت اور انہیں کے ذریعہ سے پہنچے ہم تک وعظ و نصائح۔ تم لوگوں نے اپنے اوپر گناہ کو یوم جمل لا دلیا ہے۔ اس گناہ کو فرزند رسولؐ کی نصرت کر کے دھوڈالو۔''

حاضرین نے یزید بن مسعود کا جواب دیا کہ:

''ہم لوگ امامؑ کی نصرت کے لیے تیار ہیں۔''

مگر جب وہ لوگ چلنے کے لیے آمادہ ہوئے تو انہیں خبر ملی کہ امام حسینؑ شہید ہو چکے۔

(۵) الانتصار الخامس:

یہ انتصار امامؑ کو کوفہ کے ان شرفا سے تھا جن کو امامؑ جانتے تھے کہ وہ اپنی رائے پر قائم ہیں۔ اور وہ خط جو امامؑ نے اہل کوفہ کو روانہ کیا تھا اس کا مضمون یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط حسینؑ ابن علیؑ کا ہے سلیمان ابن مرد خزاعی، مسیب بن نخبہ، رفاعہ ابن شداد، عبداللہ ابن ذال اور مومنین کی طرف۔

''امّا بعد تم لوگ جانتے ہو کہ جناب پیغمبرؐ خدا نے اپنے زمانہ حیات میں فرمایا ہے کہ جو شخص دیکھے ظالم بادشاہ کو کہ وہ حرام خدا کو حلال کر رہا ہے عہد خدا کو توڑ رہا ہے، سنت رسولؐ کی مخالفت کر رہا ہے۔ حکم کر رہا ہے اللہ کے بندوں

Presented by Ziaraat.Com

میں گناہ اور سرکشی کے ساتھ پھر اس کی مخالفت قول وفعل سے نہ کرے تو خداوند عالم پر لازم ہے کہ اس شخص کو داخل کر دے اس کی جگہ (یعنی جہنم) میں۔ اور تم لوگ جانتے ہو کہ یہ قوم بنی امیہ اور اس کے اتباع ہیں، اور تم لوگ جانتے ہو کہ یہ قوم شیطان کی اطاعت کر رہی ہے۔ اطاعت الٰہی سے منہ موڑے ہوئے ہیں، فساد کو ظاہر کر رہے ہیں، حدودِ خدا کو معطل کر رہے ہیں، مال غنیمت کو اپنے مصرف میں لا رہے ہیں، حرام خدا کو حلال کر رہے ہیں اور حلال خدا کو حرام کر رہے ہیں۔ اور میں امر خلافت کا زیادہ حقدار ہوں کیونکہ مجھے رسول اللہ سے قرابت حاصل ہے۔ اور میرے پاس تمہارے خطوط آئے اور تمہارے قاصد خبر لائے کہ تم لوگوں نے میری بیعت اس شرط پر کر لی ہے کہ مجھے دشمن کے سپرد نہ کرو گے اور مجھے چھوڑ نہ دو گے۔ اگر تم لوگ وفا کرو میرے ساتھ جیسا کہ تم لوگوں نے میری بیعت کی ہے تو تم نے اپنے حصہ کی ہدایت کو حاصل کر لیا اور اس صورت میں میرا نفس تمہارے نفسوں کے ساتھ ہے اور میرے اہل وعیال تمہارے اہل وعیال کے ساتھ ہیں پس تمہارے لیے میری پیروی لازم ہے۔ اور اگر تم لوگ ایسا نہ کر سکو بلکہ تم لوگ عہد کو توڑ چکے ہو اور قلادۂ بیعت اپنی گردن سے نکال چکے ہو تو قسم میری عمر کی یہ بات تم سے بعید نہیں ہے۔ کیونکہ ایسی حرکتیں تم لوگ میرے والد اور میرے بھائی اور میرے ابن عم کے ساتھ کر چکے ہو۔ دھوکے میں ہیں وہ جو تمہارے شرارتوں سے غافل ہوں یا تمہارے ذریعہ سے فریب خوردہ ہوں۔ پس اپنے حصہ کو حاصل کرنے میں تم نے غلطی کی اور

Presented by Ziaraat.Com

اپنے نصیب کو ضائع کیا۔ اور جو شخص بیعت توڑتا ہے وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اور خداوند عالم ہم کو تم لوگوں سے غنی کرے گا (یعنی ہم کو تمہاری احتیاج نہ ہوگی) والسلام"

خط لکھنے کے بعد اس کو لپیٹا اور اس پر مہر کی اور قیس ابن مسہر صیدادی کے حوالے فرمایا۔ اور جناب قیس امامؑ کا خط لے کر جانب کوفہ روانہ ہو گئے۔ جب قریب کوفہ پہنچے تو حصین بن نمیر نے راہ روکی تا کہ تفتیش کرے۔ جناب قیس نے امامؑ کا خط نکالا اور چاک کر دیا۔ اس وقت حصین نے جناب قیس کو عبیداللہ ابن زیاد کے پاس روانہ کر دیا۔ جناب قیس عبیداللہ ابن زیاد کے پاس کھڑے ہوئے تو اس (ملعون) نے دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ جناب قیس نے جواب دیا کہ میں امیر المومنینؑ اور ان کے فرزند کے شیعوں میں سے ایک شیعہ ہوں۔ ابن زیاد نے کہا کہ تم نے خط کیوں چاک کر ڈالا۔ جناب قیس نے جواب دیا تا کہ تو اس خط کے مضمون سے مطلع نہ ہو۔ ابن زیاد نے کہا کہ خط کس کا تھا اور کس کے نام تھا۔ جناب قیس نے کہا کہ خط امام حسینؑ کا تھا کوفہ والوں کی ایک جماعت کے لیے جن کے نام مجھے معلوم نہیں۔ اس جواب کو سن کر ابن زیاد لعین غضبناک ہوا اور کہا کہ قسم بخدا تم مجھ سے اس وقت تک جدا نہیں ہو سکتے جب تک ان کے نام نہ بتلاؤ گے جن کے پاس امام حسینؑ نے خط بھیجا ہے۔ یا منبر پر جاؤ اور (معاذ اللہ) امام حسینؑ اور ان کے والد اور بھائی پر لعنت کرو۔ ورنہ تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں گا۔ جب قیس نے کہا کہ جن کے پاس میں خط لے جا رہا تھا ان کے نام نہ بتلاؤں گا البتہ امام حسینؑ اور ان کے والد اور ان کے بھائی پر لعنت کروں گا۔ یہ کہہ کر منبر پر

Presented by Ziaraat.Com

تشریف لے گئے اور اللہ کی حمد وثنا فرمائی۔ جناب رسولؐ خدا پر درود بھیجا اور جناب علیؑ بن ابی طالبؑ اور ان کے فرزند کے محبت بھرے لہجے میں فضائل بیان فرمائے۔ پھر ابن زیاد اور اس کے باپ پر اور بنی امیہ کے تمام سرکشوں پر لعنت کی۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں تم لوگوں کی طرف امام حسینؑ کا بھیجا ہوا قاصد ہوں۔ میں امام حسینؑ کو فلاں مقام پر چھوڑ کر آیا ہوں لہٰذا تم لوگ ان کی نصرت کرو۔ اس کے بعد ابن زیاد نے جناب قیس کے لیے یہ حکم دیا کہ ان کو دارالامارہ کی چھت سے گرادو ابن زیاد کے اس حکم سے جناب قیسؓ کو دارالامارہ کی چھت سے لوگوں نے گرادیا۔ جناب قیس کی لاش ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب وہ زمین پر گرے تو ان کے شانے بندھے ہوئے تھے جس کی بنا پر ان کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ اور تھوڑی جان باقی تھی کہ ایک شخص جس کا عبدالملک بن عمیر اللخمی تھا ان سے پاس آیا اور ان کو ذبح کر ڈالا جب اس سے دریافت کیا گیا کہ تم نے انہیں کیوں قتل کردیا اور اس کی اس قتل پر مذمت کی گئی تو اس نے کہا کہ میرا مقصد ذبح کرنے سے ان کو راحت پہونچانا تھا۔[1]

(۶) الانتصار السادس:

ان لوگوں سے تھا جو امامؑ سے جنگ کرتے آئے تھے تا کہ ان لوگوں پر حجت تمام ہو جائے۔

پس امامؑ نے جناب حر اور ان کے لشکر سے نصرت طلب کی جب کہ وہ امامؑ سے آکر ملے۔ اور ان لوگوں نے امامؑ کو واپس ہونے سے روک دیا تھا۔ ونیز امامؑ نے نصرت طلب کی عمر بن سعد لعین شبِ ششم ماہ محرم کو۔

---

[1] اسرار الشہادۃ بحوالہ ارشاد مفیدؒ ولہوف ومنتخب ص ۲۲۸۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱) جناب حر اور اس کے لشکر والوں سے اس وقت نصرت طلب کی جبکہ وہ لوگ امامؑ کے پاس آئے اور امامؑ نے ان لوگوں کو سیراب کیا۔

ثم سایروہ فلم یزل الحر موا فقالہ حتی حضرت صلوۃ الظھر۔

پھر حر کا لشکر امام حسینؑ کے ساتھ چلتا رہا اور حر امام حسینؑ کے موافق تھے یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت آیا۔"

پس امام حسینؑ نے حجاج بن مسروق کو اذان دینے کا حکم فرمایا۔ جب اقامت کا وقت آیا تو امام حسینؑ ازار و رداء اور نعلین پہنے ہوئے نکلے اور خداوندِ عالم کی حمد و ثنا بجا لائے پھر فرمایا کہ:

"ایھا الناس میں تمہارے پاس اس وقت تک نہیں آیا جب تک کہ تم لوگوں کے خطوط میرے پاس نہیں آئے، اور تمہارے نامے، خطوط ہمارے پاس آئے کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں اس لیے کہ ہمارے پاس کوئی (ہماری ہدایت کرنے والا) امام نہیں ہے، اور شائد کہ خداوند عالم ہم کو آپ کے ذریعہ راہ حق اور ہدایت پر جمع کر دے۔ اگر تم لوگ اس عہد پر قائم ہو تو میں آ گیا ہوں، تو تم ہمیں مطمئن کر دو اپنے عہد و پیان و میثاق سے۔ اور اگر تم لوگ ایسا نہ کر سکو یا تم لوگ میرے آنے سے کراہت کرتے ہو تو میں واپس چلا جاؤں جہاں سے آیا ہوں۔"

امامؑ کے کلام کو سن کر سب کے سب خاموش رہے۔ کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ امامؑ نے موذن کو حکم دیا کہ اقامت کہو موذن نے اقامت کہی۔ امامؑ نے جناب حر سے فرمایا: کیا تم اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھو گے۔ جناب حر نے فرمایا نہیں بلکہ آپ

Presented by Ziaraat.Com

کے ساتھ نماز پڑھیں گے۔تو امامؑ نے سب کے ساتھ جماعت سے نماز ظہر ادا کی (یعنی نماز جماعت سے پڑھائی) پھر امامؑ داخل خیمہ ہوئے اور امامؑ کے اصحاب امامؑ کے پاس جمع ہوئے اور حر اپنی جگہ پر چلا گیا جہاں پر کہ تھا اور اپنے خیمہ میں جو اس کے لیے نصب کیا گیا تھا داخل ہوا تو جناب حر کے پاس اس کے پانچ سو ساتھی جمع ہوئے اور باقی لوگ اسی صف میں چلے گئے۔ پھر ان لوگوں کو بھی اس نے واپس کر دیا۔اور ہر ایک نے اپنے گھوڑے کی عنان پکڑ لی اور اس کے سایہ میں بیٹھے۔ جب وقت عصر آیا تو امامؑ نے حکم دیا کہ روانگی کے لیے تیار ہو جاؤ۔ وہ لوگ تیار ہو گئے۔ پھر امامؑ نے منادی کو حکم دیا اس نے عصر کے لیے ندا دی اور اقامت کہی امام حسینؑ آگے بڑھے اور اپنے ساتھیوں کو نماز جماعت پڑھائی۔ بعد ختم نماز پھر امام حر اور اس کے لشکر والوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ حمد وثنائے الٰہی بجالائے اس کے بعد فرمایا:

''ایھا الناس خدا سے ڈرو اور حق پہچانو اس کے اہل کے لیے۔تو یہ اللہ کو زیادہ راضی کرنے والا ہے۔اور ہم اہل بیت محمدؐ زیادہ حقدار ہیں اس امر کے لیے (یعنی خلافت کے لیے) ان لوگوں سے جو دعوائے خلافت کرتے ہیں۔ (حالانکہ ان کا حق نہیں ہے) اور تم میں لوگ ظلم نہ جور کی روش اختیار کیے ہوئے ہیں۔اور اگر تم لوگ ہمارے حق سے انکار کرتے ہو اور تمہاری رائے اس کے خلاف ہے۔اور جو تم نے لکھا تھا اور تمہارے قاصدوں نے آ کر میرے پاس کہا تھا تو میں واپس چلا جاؤں۔''

تو جناب حر نے فرمایا کہ قسم بخدا میں نہ ان خطوط کو جانتا ہوں اور نہ ان قاصدوں کو جن کا آپ تذکرہ فرما رہے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

امامؑ نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا کہ دونوں ٹوکریاں اٹھالاؤ جس میں خطوط ہیں۔ وہ دونوں ٹوکریاں امام حسینؑ کے پاس لائی گئیں جو خطوط سے بھری ہوئی تھیں۔ امامؑ نے ان خطوط کو ان کے سامنے پھیلا دیا۔

جناب حر نے فرمایا کہ میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جنہوں نے آپ کے پاس خطوط لکھے ہیں۔ ہم کو تو حکم دیا گیا ہے کہ ہم سب آپ سے ملاقات کریں اور آپ کو نہ چھوڑیں یہاں تک کہ آپ کو کوفہ عبیداللہ ابن زیاد کے پاس پہنچادیں۔

امامؑ نے فرمایا کہ اس کے قبل موت تم سے قریب ہوگی۔[1]

اور امام حسینؑ کا عمر سعد لعین سے نصرت طلب کرنا اس طرح مروی ہے کہ امام حسینؑ نے عمر سعد لعین کے پاس پیغام بھیجا کہ میں تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ تم رات میں ہمارے اور اپنے لشکر کے درمیان ملاقات کرو۔ (چنانچہ) ابن سعد بیس آدمیوں کے ساتھ امامؑ کی طرف آیا۔ اور امامؑ بھی بیس آدمیوں کے ساتھ اس لعین کی طرف چلے۔ جب ملاقات ہوئی تو امامؑ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ علیحدہ ہوجائیں۔ یہ سن کر اصحاب امام حسینؑ علیحدہ ہوگئے۔ اور امامؑ کے ساتھ صرف جناب عباسؑ اور جناب علی اکبرؑ باقی رہ گئے۔ اور عمر سعد نے بھی ایسا ہی حکم دیا کہ اس کے اصحاب بھی ہٹ گئے اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا حفص اور غلام رہ گیا۔

امامؑ نے فرمایا کہ:

''افسوس تجھ پر اے عمر سعد کیا اس خدا سے نہیں ڈرتا جس کی طرف تیری بازگشت ہے۔ تو مجھ سے جنگ کر رہا ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ میں کس کا فرزند

[1] ناسخ التواریخ، ج۶، ص ۲۱۳۔

Presented by Ziaraat.Com

ہوں اس قوم کو چھوڑ دے اور ہمارے ساتھ ہو جا۔ اس لیے کہ میں تجھ کو اللہ سے زیادہ قریب کرنے والا ہوں۔"

عمر سعد نے جواب دیا کہ مجھے خوف ہے کہ میرا گھر منہدم کر دیا جائے گا۔ امامؑ نے فرمایا کہ تجھ کو گھر دوں گا۔ عمر سعد نے کہا کہ مجھے خوف ہے کہ میری زمین یا میرا موضع ضبط کر لیا جائے گا۔ امامؑ نے فرمایا کہ میں اس سے بہتر تم کو دوں گا اپنے مال سے جو حجاز میں ہے۔ عمر سعد نے کہا کہ مجھے اپنے اہل وعیال کا خوف ہے اور یہ کہہ کر خاموش ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ تو امامؑ یہ کہتے ہوئے واپس ہو گئے کہ تجھے کیا گیا اور اللہ تجھے بہت جلد ذبح کرے گا اور یوم حشر تجھے معاف نہ کرے گا۔ قسم بخدا میں اُمید کرتا ہوں کہ تو عراق کا گیہوں تھوڑے ہی دن کھائے گا۔ پس ابن سعد لعین نے امامؑ کا استہزا کرتے ہوئے کہا کہ اگر گیہوں نہ ملے گا تو جو پر اکتفا کروں گا۔[1]

(۷) الاستنصار السابع:

(جناب امام حسینؑ نے) یہ استنصار اس وقت فرمایا ہے جبکہ آنحضرتؑ کا محاصرہ زمین کربلا پر ہو چکا ہے اور لشکر کی تعداد سوار و پیادہ ملا کر تیس ہزار تک پہنچ چکی تھی اور پانی پر پہرہ بیٹھ چکا تھا۔ اس وقت جناب حبیب ابن مظاہر امامؑ کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا کہ اے فرزند رسولؐ یہاں پر ایک قبیلہ بنی اسد کا آباد ہے کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں ان کے پاس جاؤں اور آپ کی نصرت کی انہیں دعوت دوں۔ شاید کہ اسی ذریعہ سے خداوندِ عالم آپ سے بلا کو دفع کر دے۔

---

[1] اسرار الشہادۃ آقائے دربندی۔

Presented by Ziaraat.Com

امامؑ نے فرمایا ہاں اجازت ہے۔ پس جناب حبیب ابن مظاہر رات کے وقت خاموشی سے ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان لوگوں سے کہا کہ میں بھی اسدی ہوں۔ اُن لوگوں نے کہا کہ آپ کی حاجت ہم لوگوں سے کیا ہے۔

جناب حبیب ابن مظاہر نے فرمایا ان لوگوں سے کہ میں بھی تمہارے پاس ایک اچھی بات لے کر آیا ہوں، ایک نیکی لے کر آیا ہوں جو ایک فرد قوم اپنی قوم کے پاس لایا ہے۔ میں تم لوگوں کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ میں تم لوگوں کو تمہارے نبیؐ کی بیٹی کے بیٹے کی نصرت کی دعوت دوں۔ فرزند رسولؐ یہاں پر مومنین کی ایک جماعت کے ساتھ فروکش ہیں۔ جن میں کا اک شخص بہتر ہے ہزار مرد سے۔ وہ لوگ ایسے ہیں کہ فرزند رسولؐ کو نہ چھوڑیں گے نہ کبھی جدا ہوں گے اور عمر سعد لعین نے امام حسینؑ کا محاصرہ کر لیا ہے۔ اور تم لوگ میرے قوم وقبیلہ کے ہو میں تمہارے پاس ایسی نصیحت کو لے کر آیا ہوں کہ اطاعت کرو امام حسینؑ کی نصرت کرنے میں اس لیے کہ نصرت امام حسینؑ کے ذریعہ سے تم لوگ دنیا وآخرت میں شرف پاؤ گے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم میں سے نہیں قتل ہوگا کوئی راہ خدا میں فرزند محمد مصطفیٰ کے ساتھ مگر صبر کرتا ہوا اور اس کا اجر اللہ سے چاہتا ہوا۔ تو وہ جناب محمد مصطفیٰ کا رفیق ہوگا علیین میں۔

جناب حبیب ابن مظاہر کی تقریر سن کر ایک مرد اسدی جس کا نام عبداللہ ابن بشر تھا۔ آگے بڑھا اور کہا کہ میں پہلا شخص ہوں جو اس دعوت کو قبول کرتا ہوں۔ اور چند اشعار پڑھے اور ان اشعار میں اپنے قوم وقبیلہ کو امام عالیمقام کی نصرت کے لیے توجہ دلائی تھی۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے قوم وقبیلہ کے لوگ اپنے تمام حالات کو جانتے ہیں کہ میری

Presented by Ziaraat.Com

دلاوری وجنگجوئی مثل اس شیر کے ہے کہ جو کسی گوشہ میں بیٹھا ہوا ہو اور جنگ کے لیے تیار ہو۔ پھر دوسرے اشخاص آمادہ ہوئے۔ یہاں تک کہ نوے آدمی نصرت کے لیے تیار ہو گئے۔ اوران لوگوں نے امامؑ کے پاس آنے کا ارادہ کیا کہ اتنے میں اس طبقہ سے ایک مرد اٹھا اور جا کر ابن سعد سے تمام واقعہ بیان کر دیا۔ ابن سعد نے ایک شخص کو جس کا نام ارزق تھا بلایا اور اس کے ساتھ چار سو شہسوار روانہ کیے اور اس کو قبیلہ بنی اسد کے جانب بھیجا۔ اور بنی اسد جناب حبیب ابن مظاہر کی معیت میں رات کے وقت لشکر امام حسینؑ سے ملحق ہونا چاہتے تھے۔ ابن سعد کا لشکران لوگوں سے فرات کے کنارے جاملا اور بنی اسد اور امامؑ کے لشکر کے درمیان تھوڑا فاصلہ تھا۔ بنی اسد اور عمر سعد کے لشکر والے ایک دوسرے سے (جنگ کرنے کے لیے) لپٹ گئے اور شدید جنگ ہوئی۔ جناب حبیب ابن مظاہر نے فرمایا ارزق سے کہ افسوس ہمارے اور تمہارے درمیان جنگ ہو رہی ہے، تو پلٹ جا، مگر ارزق نے نہ مانا اور بنی اسد کو یقین ہو گیا کہ عمر سعد کے لشکر سے جنگ کی طاقت نہیں ہے۔ اس لیے وہ لوگ اپنے قبیلہ کی طرف پلٹ گئے۔ پھر وہ لوگ رات ہی کو عمر سعد کے خوف سے کوچ کر گئے۔ اور جناب حبیب ابن مظاہر امامؑ کی خدمت میں واپس آئے اور واقعہ بیان کیا۔ اس وقت امام حسینؑ نے فرمایا:

لا حول ولا قوة الا باللہ[1] اور یہ آخری انتصار تھا۔ اسکے بعد امامؑ ناصرین کی طرف سے مایوس ہو گئے اور وہ جہاد جو طلب نصرت کیلئے اور دشمن پر غالب ہونے کیلئے کیا جاتا ہے ساقط ہو گیا۔ اور اب صرف تکلیف امامؑ کو اس جہاد کی ہے جو امام حسینؑ کے مخصوص ہے۔ اور وہ جہاد وقتال ہے تا کہ امامؑ شہید کر دیے جائیں۔

---

[1] اسرار الشہادۃ آقائے دربندی۔ ص ۲۳۷۔ ناسخ التواریخ، ص ۲۲۶۔

Presented by Ziaraat.Com

اُس وقت امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کو جمع کیا تا کہ ان کو بتلا دیں کہ اب ہمارا کوئی ناصر نہیں ہے۔ اور تکلیف اس جہاد کی جو نصرت کی وجہ سے واجب ہوتی ہے ختم ہو گئی اور احتمال غلبہ کا مرتفع ہو گیا۔ (اور اس لیے ان کو جمع کیا) تا کہ ان کو بتلائیں کہ لوگوں پر جہاد کی تکلیف نہیں ہے۔

پس امامؑ اصحاب کے مجمع میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ حالانکہ امامؑ کا دل ٹوٹا ہوا تھا اور مایوس تھے۔ اور اُمید منقطع ہو چکی تھی۔ پس اصحاب سے فرمایا:

''جو صورت حال ہے وہ تم لوگ دیکھ رہے ہو، دنیا متغیر ہو گئی ہے اور اس کی اچھائی ختم ہو گئی، اب مجھے مدد ملنے کی کسی سے اُمید نہیں ہے۔ میں لوگوں کی نصرت سے مایوس ہو گیا ہوں، مجھے سب لوگوں نے چھوڑ دیا۔ اب میرا کوئی حق تم لوگوں پر نہیں ہے۔ اس جہاد کی تکلیف میں جو میرے ساتھ تمہیں انتصار کی بنا پر کرنا تھا اور نہ دشمنوں پر غلبہ اور استظہار رہے۔ بس اب ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ اللہ نے ہمارے قتل کو لکھ دیا ہے اور اس کے لیے جو میرے ساتھ ہے۔ لہٰذا جو شہادت کے لیے اپنے نفس کو تیار رکھے اُسے چاہیے کہ وہ میری بیعت کرے قتل ہونے کے لیے۔ اور جو نہ چاہے تو اس کو چاہیے کہ وہ پردۂ شب میں واپس ہو جائے۔ کیونکہ ان لوگوں کا مقصد مجھ سے ہے۔''

اُس وقت اصحاب نے عجیب کلمات [1] امامؑ کے جواب میں ارشاد کیے جن کو عنوان شہداء میں بیان کروں گا۔ پھر اصحاب امامؑ نے شہید ہونے کے لیے بیعت ثانیہ کی۔

---

[1] اسرار الشہادۃ و منتہی الاعمال عباس قمی و ناسخ التواریخ ملاحظہ ہو (آقائے دربندی)

Presented by Ziaraat.Com

(۳) الوجہ الثالث:

زیارت کرتے وقت سات مرتبہ لبیک کہنے کی تیسری وجہ

سات بار لبیک کہنا امام حسینؑ کے سات استغاثوں کا جواب ہے جو امام حسینؑ نے (یوم عاشورہ) کیا تھا۔

امام علیہ السلام نے زمین کربلا پر خاص امور کے لیے استغاثہ فرمایا تھا۔ مگر کسی نے اس کا جواب نہیں دیا۔

پہلا استغاثہ:

امامؑ نے اپنے آل واصحاب کو پانی پلانے کے لیے کیا تھا۔

دوسرا استغاثہ:

عورتوں اور بچوں کو پانی پلانے کے لیے کیا تھا۔ (امامؑ نے اس موقع پر دشمنوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ) ان عورتوں اور بچوں کا تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ یا یہ فرمایا تھا کہ یہ لوگ تو تم لوگوں سے جنگ نہیں کر رہے ہیں۔ (لہٰذا انہیں پانی پلا دو)

تیسرا استغاثہ:

صرف طفل صغیر کے پانی پلانے کے لیے کیا تھا۔ اس موقع پر امامؑ نے فرمایا کہ تم میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جو تھوڑا سا پانی اس بچے کے لیے لا دے۔ پھر اسی پر امامؑ نے قناعت فرمائی۔ کہ کوئی اس کو سیراب کر دے تو فرمایا کہ اس بچہ کو پانی پلا دو۔

چوتھا استغاثہ:

عمر سعد کے تمام لشکر سے کیا تھا (تا کہ وہ لوگ امامؑ کے اہل حرم کو نہ لوٹیں) کہ

Presented by Ziaraat.Com

اے شیعیان آل ابی سفیان مجھ سے جنگ کرو، میرے اہل حرم سے تعرض نہ کرو۔

پانچواں استغاثہ:

اس لیے نہیں کیا تھا کہ وہ امام حسینؑ کے خیال کو نہ لوٹیں۔ بلکہ اس لیے کیا تھا کہ وہ لوگ اہل حرم کو لوٹنے سے ایک گھنٹہ مہلت دیں۔ اس موقع پر امامؑ نے فرمایا تھا: وھی لکم عن ساعۃ مباح

''میرے خیال تمہارے لیے بعد ایک گھنٹہ کے مباح ہوں گے۔''[1]

چھٹا استغاثہ:

یہ استغاثہ اس وقت فرمایا ہے جب امامؑ زمین پر پڑے تھے تاکہ امامؑ کے اہل حرم کو (اشقیائ) نہ جلادیں۔ کیونکہ حضرتؑ نے شمر لعین سے کہتے سنا تھا کہ آگ لاؤ تاکہ میں جلادوں ان کو جو اس خیمہ میں ہیں۔ جب امامؑ نے اس ظالم کا یہ کلام سنا تو استغاثہ کیا اور ندا دی کہ اے ابن ذی الجوشن تو آگ لگا رہا ہے تاکہ میرے اہل کو جلادے۔

ساتواں استغاثہ:

یہ استغاثہ اس وقت فرمایا ہے جبکہ امامؑ کا آخری وقت تھا اور صرف ایک قطرہ آب کا طلب فرمایا۔ پس (سنان ابن انس نے) امامؑ کے سر مبارک کو حلق سے جدا کر دیا۔ اور امامؑ پانی مانگتے ہی رہے۔

---

[1] اس جملہ سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ امامؑ نے اپنے خیال کو لوٹنے کی اجازت دے دی۔ بلکہ دشمنوں کے نزدیک امام کا قتل کرنا جائز تھا، ان کا اموال لوٹنا مباح تھا ان کے اہل حرم کو قید کرنا درست تھا۔ اس لیے امامؑ نے اپنی قوت امامت سے آئندہ کی بات بتلا دی اور ان کا عندیہ بھی بتلا دیا کہ تم میرے بعد میرے خیام لوٹ لوگے اور یہ لوٹنا تمہارے نزدیک مباح ہوگا۔

Presented by Ziaraat.Com

چونکہ امامؑ کے سات استغاثوں کا جواب کسی نے نہ دیا تو مناسب ہے کہ امام حسینؑ کے جتنے دوست ہیں اُن کے استغاثے کا جواب سات بار تلبیہ کے ذریعہ دیں۔ یعنی سات بار لبیک کہیں اور اس تلبیہ میں امامؑ کے ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑنے کا قصد کریں۔ جو لوگ اس قصد سے تلبیہ کریں گے تو وہ لوگ پائیں گے امامؑ کے استغاثوں کے جواب دینے کے ثواب کو۔

الوجہ الرابع:

سات بار لبیک کہنے کی چوتھی وجہ اور تمہیں کیا معلوم کہ چوتھی وجہ کیا ہے سات بار لبیک کہنا (امام حسینؑ کی زیارت کرتے وقت) جوابات میں امامؑ کے ان سات استغاثات کے جو امامؑ نے میدان کربلا میں بلند کیے۔

امام حسینؑ نے جو استغاثات کے اپنی حالت پر اور لوگوں کے (امام حسینؑ کو) چھوڑ دینے کی بنا پر اور لوگوں کے اپنی طرف متوجہ نہ ہونے پر۔ حالانکہ امامؑ نے کسی سے کوئی شئے طلب نہیں کی تھی۔ اور اپنی کربت و غربت پر، اپنی تنہائی پر بلند کیے ہیں۔ یہ وہی استغاثات ہیں جو داعیہ کے نام سے تعبیر کیے جاتے ہیں۔

بے شک حاصل ہوتی ہیں امامؑ کے استغاثوں کی خاص تاثیریں (جو میدان کربلا میں کارفرما ہوئیں۔ تفصیل آرہی ہے) اور امام کے ہر استغاثہ کی تحریک خاص اور تاثیر خاص ہے۔ اور ان استغاثوں کی وجہ سے خاص انقلابات حاصل ہوئے اور انہیں استغاثوں کی وجہ سے اوضاع مخصوصہ میں تغیرات واقع ہوئے۔ لہٰذا تم امامؑ کے استغاثوں کو سنو۔ کیونکہ امامؑ کے استغاثے آج تک ان کے محبین اور حوالین کے کانوں

Presented by Ziaraat.Com

میں گونج رہے ہیں۔ تو جب آواز استغاثہ بلند ہوئی تو اس کو سنو اور خاموش رہو۔ اور اللہ کی طرف بلانے والے (امام حسینؑ) کا جواب تلبیہ سے دو اور یہ تلبیہ مہربانی کی بنا پر ہوتا ہے تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

امام حسین علیہ السلام کے استغاثات کی تفصیل

(۱) پہلا استغاثہ:

جب دونوں لشکر (لشکر امام حسینؑ و عمر سعد لعین) ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو اللہ نے اپنی نصرت کو امام حسینؑ پر نازل فرمایا۔ (کچھ فرشتے بصورت کبوتر) ترفرنّ علی راسِہ امامؑ کے سر مبارک کی بلندی پر پرواز کر رہے تھے۔ اس وقت امام حسینؑ نے خداوندِ عالم کی ملاقات کو اختیار فرمایا۔ پھر بغرض اتمام حجت آواز استغاثہ بلند فرمایا۔

امامؑ کی اس حالت نے (امامؑ کے) اصحاب کے ارادہ میں تمنائے خاص (اور) ہمت پیدا کر دی۔ اور اس کا اثر یہ ہوا کہ اصحاب امام حسینؑ میں ایک خاص عزم (جاں نثاری) پیدا ہوا۔ یہ عزم خاص شہداء کربلا کا جوان لوگوں نے پہلے ہی سے کر لیا تھا کہ امامؑ پر اپنے سر کو فدا کر دیں گے۔ اس استغاثہ کے بعد شہداء کی یہ حالت ہوئی کہ اپنی جان امامؑ پر فدا کرنے کے لیے اور ایسی حالت ان پر طاری ہوئی کہ ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ پہلے ہم امامؑ پر فدا ہو جائیں۔ اور اس استغاثہ کو سن کر شہداء پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ وہ امامؑ کی مصیبت پر افسوس کرتے تھے اور روتے تھے۔ اس کی تفصیل عنوان شہداء میں آئی گی۔ لہٰذا تم امامؑ کے استغاثہ کا جواب اپنے تلبیہ سے امامؑ کے اصحاب کی تاسّی کرتے ہوئے دو اور کہو (اپنے آقا کو مخاطب کر کے)۔

"اے فرزند رسولؐ اگر آپ کے استغاثہ کا جواب میرے جسم نے اس

Presented by Ziaraat.Com

طرح نہیں دیا جس طرح کہ شہدائے کربلا نے دیا جبکہ آپ نے استغاثہ بلند فرمایا تھا۔ میری زبان نے اس طرح جواب نہیں دیا جس طرح شہداء نے دیا تھا جبکہ آپ نے نصرت طلب کی تھی۔ مگر آپ کو جواب دے رہا ہے میرا قلب اس طرح کہ میں آپ کے اصحاب کے عمل کو پسند کرتا ہوں (اور دوست رکھتا ہوں) اور میری آنکھ آپ کے اوپر گریہ کر کے جواب دے رہی ہے۔"

اور جب تم تلبیہ کر چکو تو تیار ہو جاؤ دوسرے استغاثہ کو سننے کے لیے۔

دوسرا استغاثہ:

اسکی آواز اس وقت بلند ہوئی کہ جب امامؑ پر مرحلہ جنگ سخت اور بازار قتال گرم ہوا اور اصحاب شہید ہو رہے تھے اور اہل حرم میں اضطراب تھا تو امامؑ نے اسطرح استغاثہ بلند فرمایا:

هل من ذابّ يذبّ عنّا

"آیا ہے کوئی جو مجھ سے مصیبت کو دور کر دے"

اس استغاثہ کا اثر اصحاب کے علاوہ خاص طور سے اہل حرم پر ہوا جو امام حسینؑ کے ساتھ تھے اس استغاثہ نے امامؑ کے اہل حرم میں طوفان برپا کر دیا۔ ان عورتوں نے امامؑ پر اپنے بچوں اور اپنے مردوں اور اپنے نفسوں کو فدا کرنا شروع کر دیا یہاںتک کہ بعض عورتیں میدان کربلا میں شہید ہو گئیں۔ اسکی تفصیل عنوان شہداء میں آئی گی۔ پس اس استغاثہ نے اہل حرم کے ارادے میں ہیجان پیدا کر دیا اور انہوں نے امامؑ کا جواب اسطرح دیا کہ اپنے مردوں کو اپنے دل کے ٹکڑوں کو امامؑ کے قدموں پر فدا کر دیا، تو کیا

Presented by Ziaraat.Com

تمہارے ارادے میں حرکت پیدا ہوئی ہے کہ جب تم امامؑ کی زیارت کرتے ہو اور اس وقت کا تصور کرتے ہو۔ اگر ایسا ہے تو تم امامؑ کے اس استغاثہ کا جواب دو اور کہو:

لبیك داعی الله ان کان لم یجبك بدنی عند استغاثتك ولسان عند استنصارك فقد اجابك قلبی

اور جب تم دوسرے استغاثہ کا تلبیہ کر چکو تو سنو تیسرے استغاثہ کی آواز کو جو بلند ہو رہی ہے۔

تیسرا استغاثہ:

یہ استغاثہ امامؑ نے اس وقت کیا ہے جب تمام رفقاء درجہ شہادت پر فائز ہو چکے ہیں۔ صرف امامؑ مظلوم تنہا باقی رہ گئے ہیں اور لقاء الٰہی کے لیے عازم میدان قتال ہوئے اور لشکر اعداء کے پاس آئے۔ اس وقت امامؑ (عالی مقام) گھوڑے پر سوار تھے پس آنحضرتؑ نے نظر فرمایا اپنے دائیں جانب مگر کسی ناصر کو نہ دیکھا پھر بائیں جانب نظر کی مگر کسی مددگار کو نہ پایا۔ اور سامنے دیکھا کہ ناصرین واحباب واعزہ واہل بیتؑ خاک پر پڑے ہوئے ہیں اور پس پشت اپنے عیال اور اطفال اور ان کی بیکسی پر نظر کی اس وقت امامؑ نے استغاثہ بلند فرمایا:

اما من مغیث یغیثنا لوجه الله هل من معین یرجو ما عند الله فی اعانتنا

”کیا ہے کوئی ہماری فریاد کا سننے والا جو فریاد کو پہنچے اللہ کی خوشنودی کے لیے، ہے کوئی میری مدد کرنے والا کہ وہ اُمید کرے اللہ سے اجر وثواب کی جو ہماری نصرف مدد میں اس کی بارگاہ سے ملنے والا ہے۔“

Presented by Ziaraat.Com

اس استغاثہ کا اثر یہ ہوا کہ اہل حرم میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی اور ان کا صبر امامؑ کی مصیبت پر جاتا رہا۔ اور جب اہل حرم نے امامؑ کی آواز استغاثہ سنی تو نوحہ وفریاد کی آواز بلند کی اور یہ آواز گریہ وہاں پہنچی جہاں امامؑ کھڑے ہوئے تھے۔ اہل حرم کی آواز گریہ سن کر امامؑ میدان قتال سے واپس آئے اور اہل حرم سے فرمایا کہ گریہ موقوف کرو، دشمنوں کو شماتت کا موقع نہ دو۔ کیونکہ رونا تو تمہارے آگے ہے۔ (یعنی میری شہادت کے بعد تو رونا ہی ہے) اس استغاثہ نے اہل حرم کی آواز گریہ کو نکالا۔ امامؑ کو اہل حرم کا رونا تکلیف دے رہا تھا۔ اس لیے میدان قتال سے واپس آئے تاکہ اہل حرم کو خاموش کریں۔ میں کہتا ہوں کہ اے محبان امامؑ کیا تم اس استغاثہ کا جواب دو گے۔ (اگر جواب دو گے) تو امامؑ تمہارے گریہ سے خوش ہوں گے۔ اور امامؑ کا دل شکستہ تمہارے گریہ سے جڑ جائے گا۔ لہٰذا تم اپنی زبان سے امامؑ کے اس استغاثہ کا جواب اس طرح دو لبیک داعی اللہ۔

اس کے بعد امامؑ پر سخت سے سخت مصیبتیں پڑیں اور لحظہ بہ لحظہ شدت بڑھتی جاتی تھی (یہاں تک کہ وہ وقت آیا کہ امام گھوڑے سے زمین پر تشریف لائے) اور زمین پر مجروح ہو کر گر پڑے تھے۔ اس وقت آنحضرتؑ نے چوتھا استغاثہ بلند فرمایا تھا۔

چوتھا استغاثہ:

اس استغاثہ کا اثر (بیمار کربلا) حضرت امام زین العابدینؑ پر پڑا۔ ایسا اثر پڑا کہ وہ حضرت اپنے بستر سے اٹھ کھڑے ہوئے حالانکہ وہ مریض تھے اتنی قدرت نہ تھی کہ وہ میدان قتال میں جا سکیں۔ اسی لیے امامؑ سے جہاد ساقط تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

مگر اس استغاثہ کی تاثیر نے امام زین العابدینؑ کو جنگ کرنے پر آمادہ کر دیا ایک ہاتھ میں عصا تھا تا کہ اس پر سہارا لیں۔ اور تلوار کو زمین پر کھینچ رہے تھے۔ (یعنی مرض کی شدت سے تلوار اٹھانے کے بھی قوت نہ تھی) امامؑ اس حالت سے خیمے سے نکلے کہ جناب ام کلثومؑ بھی ان کے پیچھے نکلیں۔ فرماتی تھیں کہ بیٹا خیمہ میں پلٹ آؤ۔

اور امامؑ فرماتے تھے کہ پھوپھی اماں مجھے چھوڑ دیجیے تا کہ فرزند رسولؐ کے سامنے جہاد کروں۔ جناب امام حسینؑ نے جناب اُم کلثوم سے فرمایا: اے بہن روک لو انہیں تا کہ دنیا نسل آل محمدؐ سے خالی نہ ہو جائے۔ اس وقت جناب ام کلثومؑ نے بیمار کربلا کو واپس کیا۔

پس اے زائر اس چوتھی مصیبت پر لبیک کہہ اور جلدی کر امام حسینؑ پر مصائب برابر زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔

اس کے بعد بلند ہوئی پانچویں استغاثہ کی آواز۔

(۵) پانچواں استغاثہ:

یہ وہ وقت تھا کہ جب کہ امامؑ عالی مقام زخمی ہو کر زمین پر پڑے تھے۔ اس استغاثہ کا اثر بچوں پر ہوا۔ (امامؑ کی آواز استغاثہ سن کر) دو بچے خیمے سے نکلے تا کہ وہ امامؑ کی مدد و نصرت کریں۔ ایک ان دونوں میں سے کمسن تھا۔ اس کے دونوں کانوں میں دو گوشوارے لٹک رہے تھے اور وہ بچہ خوفزدہ تھا دائیں بائیں دیکھتا جاتا تھا۔ تھوڑی دور خیمے سے گیا تھا کہ ہانی ابن ثبیت نے اس کے سر پر وار کیا اور اس کو قتل کر دیا۔ بچہ کی ماں دیکھ رہی تھی مگر منہ سے کچھ نہ کہا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ مدہوش تھیں۔ دوسرا بچہ عبداللہ

Presented by Ziaraat.Com

ابن الحسنؑ ہے۔ ان کی عمر گیارہ سال کی تھی جب اپنے چچا (امام حسینؑ) کو دیکھا کہ زخمی زمین پر پڑے ہیں اور استغاثہ کر رہے ہیں تو امامؑ کی آواز استغاثہ پر لبیک کہتے ہوئے امامؑ کی جانب روانہ ہوئے۔ امامؑ نے آواز دی کہ اے بہن اسے روک لو۔ امامؑ کی بہن نے اس بچہ کو روکنے کا ارادہ کیا تو فرمایا کہ قسم بخدا میں اپنے چچا سے جدا نہ ہوں گا۔ یہ کہہ کر امامؑ کے پاس آئے اور امامؑ کی جانب سے جہاد کیا یہاں تک کہ دونوں ہاتھ اس بچہ کے قطع کر دیئے گئے اور شہید ہو گئے۔ اس کی تفصیل عنوان اہل بیتؑ میں آئے گی۔

جب تم اے زائر سیّد الشہداءؑ پانچویں استغاثہ پر لبیک کہو تو جلدی کرو۔ کیونکہ امامؑ نے چھٹا استغاثہ بلند فرمایا۔

(۶) چھٹا استغاثہ:

یہ استغاثہ اس وقت بلند فرمایا ہے جب (ملاعین) امامؑ قتل کرنے کے لیے آمادہ ہو رہے تھے اور امامؑ زین پر (خاک وخون میں غلطاں) پڑے تھے۔ اس استغاثہ نے جناب علیا مکرمہ زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا پر اثر کیا۔ اور ان کو استغاثہ کا اثر مقتل میں لے گیا اس حالت میں کہ وہ معظّمہ صیحہ کر رہی تھیں۔ (اور کہا گیا ہے کہ) وہ سر و پا برہنہ تھیں۔ اور اس سے بھی زیادہ اس استغاثہ کا اثر یہ ہوا کہ وہ معظّمہ عمر سعد لعین سے استنصار کرنے لگیں اس طرح کہ اے ابن سعد ابوعبداللہ الحسینؑ قتل کیے جا رہے ہیں اور تو ان کی طرف دیکھ رہا ہے۔ (یعنی یہ وقت مدد ہے اور تو مدد نہیں کرتا حالانکہ تو صحابی رسولؐ ہے) اس حالت نے ابن سعد کو بھی رُلا دیا۔ یہاں تک کہ اس کی آنکھ سے آنسو نکلا اس ملعون کی داڑھی پر آ گیا اور اپنے چہرہ کو عالیہ مکرمہ جناب زینبؑ کی جانب سے

Presented by Ziaraat.Com

پھیر لیا۔ پس تو استغاثہ سادسہ پر تلبیہ کر۔ اور اب شدت انتہا درجہ پر پہنچ گئی۔ اور اب یہ استغاثہ تمام استغاثات سے عظیم ہے۔ اور وہ ہے ساتواں استغاثہ۔

ساتواں استغاثہ:

اس استغاثہ کی صدا خاص طریقہ سے بلند ہوئی اس استغاثہ کی عبارت بھی خاص ہے اور ندا بھی خاص ہے۔ اور وقت بھی خاص ہے اور حالت بھی خاص ہے۔ اس آواز استغاثہ نے صرف مخصوص اشخاص میں اثر نہیں کیا جیسے کہ سابق کے چھ استغاثوں نے مخصوص اشخاص میں اپنا اثر کیا۔ بلکہ اس آواز استغاثہ نے جمیع موجودات میں اپنا اثر کیا۔ اور تمام مخلوقات حرکت میں آ گئی۔ اور تمام عالم وہ آسمان ہوں کہ زمین یا وہ جوان دونوں کے قرار میں ہیں یا ان دونوں کے درمیان سب کے سب متزلزل ہو گئے۔ اور اس آواز استغاثہ نے ہر متنفر کو اس کے ٹھکانے سے نکال دیا اور ساکن کو اس کے مسکن سے متحرک کر دیا۔ اور متزلزل ہوا عرش عظیم اور وہ جو اس کے گرد و پیش تھی۔ اور وہ شئے جو عرش عظیم کو اپنے حلقہ میں لیے ہوئے ہے اور وہ شئے جو عرش کے اوپر ہے اور وہ شئے جو درمیان عرش ہے سب ہی حرکت میں آ گئے اور اس آواز استغاثہ نے متحرک کر دیا اجزاء جنت کو اور اس شئے کو جو جنت میں تھی۔ اور نار کو اور وہ شئے جو نار میں ہے۔ اور تمام ان چیزوں کو جن کو دیکھا جا سکتا ہے۔ اور ان چیزوں کو جن کو دیکھا نہیں جا سکتا سب کو اس آواز استغاثہ نے متحرک کر دیا۔ اس آواز استغاثہ کی خصوصیت کی تفصیل عنوان شہادت میں اشاروں سے بیان ہوگا۔ ورنہ مجھ پر بہت دشوار ہے کہ میں تحریر کروں اور استغاثہ کی خصوصیات کو اپنے بیان یا اپنی زبان یا اپنے دل میں تصور کر سکوں۔

Presented by Ziaraat.Com

جب تو اس استغاثہ کے اثر کو اجمالی طور پر ملاحظہ کر چکا تو اقتداء کر ان تمام چیزوں کی جن کو اللہ نے پیدا کیا۔ کیونکہ تمام مخلوق نے اس استغاثہ کا جواب دیا ہے اپنے اپنے طریقے سے اور ساتوں استغاثوں پر جو امامؑ نے بلند کیے ہیں اس طرح تلبیہ کرو:

لبیك داعی الله ان کان لم یجبك بدنی عند استغاثتك فانی اجیبك الآن بقلبی و سمعی و بصری ویدی واعضائی وجوارحی و صراخی ونحیبی وزفرتی وعویلی وشهیقی وبکائی و اعضائی و اعصابی وانقلاب احوالی و جمیع ما یتعلق بی۔

''اے اللہ کی طرف بلانے والے اگر چہ میرے بدن نے آپ کے استغاثہ کے وقت جواب نہ دیا مگر میں اس وقت جواب دے رہا ہوں اپنے قلب، سمع و بصر سے اور اپنے ہاتھ اور اپنے اعضا و جوارح کے ذریعہ سے۔ اور اپنے صراخ اور اپنی فریاد اور شہیقہ اور اپنی گریہ و زاری اور اپنے اعضاء اور اپنے جوڑ بند اور اپنے حالات کے انقلاب سے اور تمام چیزوں سے جن کا تعلق مجھ سے ہے۔''

(اے زائر امام حسینؑ) جب تو سات مرتبہ تلبیہ کہے گا امامؑ کے سات استغاثات کے جواب میں اور تو نے امام حسینؑ کی فریاد رسی کی اپنی تلبیہ سے اسی طرح جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ تو تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ فریاد رسی کا بدلہ فریاد رسی، اور جواب کا بدلہ جواب سے اور تلبیہ کا بدلہ تلبیہ سے ہوگا۔ کیونکہ تیرے اوپر بھی سات حالات گزرنے والے ہیں کہ جس میں تو بھی سات استغاثہ کرے گا۔ اور تیری فریاد کوئی سننے والا نہ ہوگا اور نہ تو کسی کو پائے گا جو تیری فریاد سنے۔ البتہ جب تو امامؑ کے استغاثہ

Presented by Ziaraat.Com

کا جواب دے گا اور امامؑ کی آواز پر لبیک کہے گا جیسا کہ ہم نے تفصیل سے بیان کر دیا تو امامؑ بھی تیری فریاد کو پہنچیں گے اور تیرا جواب دیں گے۔ بلکہ اس وقت امامؑ بھی تیرے ساتھ استغاثہ پر لبیک کہیں گے۔ اور تیری ایسی مدد کریں گے جو تجھ کو نفع پہنچائے گی اور تجھ کو چھٹکارا دلوائیں گے ان حالات سے جو سبب استغاثہ بنے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

ہر مرنے والے کا استغاثہ

پہلا استغاثہ:

مرنے والے سات مقامات پر استغاثہ و فریاد کریں گے مگر چونکہ مخاطبین زائرین سیّد الشہداؑ ہیں اس لیے ہر استغاثہ کو زائر کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔

زائرین کے استغاثوں میں پہلا استغاثہ تیرے حالت احتضار کے وقت کا ہے جبکہ سانس ہنسلی تک پہنچے گی اور کہا جائے گا کہ کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے مرنے والا گمان کرے گا کہ اب جدائی ہے اور پنڈلی پر پنڈلی پٹے گی (موت کی تکلیف کی وجہ سے) تیری حالت اس وقت یہ ہوگی تو مدد کے لیے اپنے خدمت گاروں، اپنے بزرگوں سے، اپنے اقربائ، اپنے والدین، اپنے فرزندان، اپنے عزیزوں، اپنے ہم نشینوں، اپنے دوستوں اور اطباء سے فریاد کرے گا۔ مگر کوئی ان میں سے تجھ کو نفع نہ پہنچائے گا۔ ہاں البتہ اگر تو نے تلبیہ کیا ہے استغاثہ پر اس داعی الی اللہ کا (امام حسینؑ کا) اُس وقت تیرے پاس آئیں گے تا کہ تیرے استغاثہ کا جواب دیں اور تیرے اضطراب کو سکون بخشیں۔ بلکہ وہ تیرے لیے ایک تلبیہ کہیں گے جو تجھ کو نجات دلا دے اور تجھ کو جلد نفع پہنچائے۔

زائر کا دوسرا استغاثہ:

اے زائر سیّد الشہداؑ تیرا دوسرا استغاثہ اس وقت ہوگا جب تو اپنی قبر سے نکلے گا۔ حالت یہ ہوگی کہ تو عریان و ذلیل اپنے گناہوں کا بوجھ اپنی پشت پر اٹھائے ہوئے

Presented by Ziaraat.Com

نکلے گا۔ کبھی تو دائیں جانب دیکھے گا اور کبھی بائیں جانب دیکھے گا کسی کو کہ اس سے فریاد کرے۔

ہاں اگر تو نے استغاثہ پر اس ذبیح کے جو خدا کی راہ میں ذبح ہوا ہے تلبیہ کیا ہے تو شاید تو ان کو اپنے سامنے دیکھے یا دیکھے تو ان کو اس حالت میں کہ وہ تم کو تلاش کر رہے ہوں۔ یا تو ان کے جد بزرگوار ہوں اور روح الامین (جبرئیلؑ) کو دیکھے کہ دونوں حضرات تجھ کو تلاش کر رہے ہوں۔ اور تیری دستگیری کریں۔ پس اے زائر اس وقت تو نہ دائیں جانب دیکھے گا اور نہ بائیں جانب مگر اس کے بعد۔

تیسرا استغاثہ:

اے زائر سیّد الشہداءؑ تیرا تیسرا استغاثہ عطش اکبر کی بنا پر اس دن ہوگا کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی اور اس طویل دن میں سورج سروں پر ہوگا۔ اس وقت کوئی کسی کا ناصر و مددگار اور ہمدرد نہ ہوگا۔ ہاں البتہ اگر تو نے فرزند ساقیٔ کوثر کے استغاثہ پر جبکہ وہ پانی طلب کر رہے تھے تلبیہ کہے گا تو ضروری ہے کہ وہ بھی تیرے لیے لبیک کہیں جبکہ تو پیاس کی وجہ سے استغاثہ کرے گا۔ اور ایسا پانی پلائیں گے کہ تو اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

چوتھا استغاثہ:

اس وقت جبکہ تیرے گرد "خصماء" (صاحبان حقوق) چکر لگائیں گے اور تو ہر حق والے سے بھاگے گا۔ اور تو بھاگے گا اپنے بھائی اور ماں باپ سے جو تجھ پر سب سے زیادہ مہربان تھے۔ اس وقت تو فریاد کرے گا اور ہر ایک سے مایوس ہو جائے گا اور تو اس

Presented by Ziaraat.Com

وقت متحیر ہوگا کہ کس سے فریاد کرے کیونکہ تو اپنے والدین سے تو پیچھا چھڑا کر بھاگ چکا ہوگا۔ ہاں اگر تو نے صاحب مصیبۃ الراتبہ کی آواز استغاثہ پر تلبیہ کیا ہے تو شاید تو ان کو دیکھے کہ وہ تیری فریاد کو اس مقام پر پہنچیں اور تیرے دشمنوں سے تیرے امر کی اصلاح کریں اور ان لوگوں سے تیرے امر کی اصلاح کریں جو تجھ سے اپنے حقوق کے خواہاں ہوں حتیٰ کہ تیرے والدین سے جو تجھ سے اپنے حقوق کا مطالبہ کر رہے ہوں گے۔ (امامؑ عالی مقام) تیرے امر کی اصلاح کریں گے۔

پانچواں استغاثہ:

اُس وقت ہوگا جبکہ اللہ کا حکم صادر ہوگا کہ علیحدہ ہوجاؤ اور ندا دی جائے گی۔

وامتاز والیوم ایھا المجرمون ”اے گنہگارو! نیک لوگوں سے علیحدہ ہوجاؤ آج کے دن“

اُس وقت ظاہر ہوجائے گا ہر گنہگار کے لیے ایک ایسا نشان جس کی بنا پر وہ (نیک لوگوں سے) جدا ہوجائے گا۔ اس وقت شاید کہ امام حسینؑ زائرین کی پیشانی پر جو نورانی مہر لگی ہے اس کی نورانیت سے گناہ کی نشانی کی تاریکی و سیاہی کو ظاہر ہونے سے روک دیں جبکہ خالق کا حکم ہوگا کہ اے گنہگارو! علیحدہ ہوجاؤ نیک لوگوں سے۔

اور اُس وقت زائر سیّد الشہداءؑ استغاثہ کرنے سے رک جائے گا۔ (کیونکہ استغاثہ کا محل باقی نہ رہا)

چھٹا استغاثہ:

اُس وقت ہوگا جبکہ خداوندِ عالم واحد و قہار کا حکم ہوگا کہ اس گنہگار کو نارِ جہنم میں

Presented by Ziaraat.Com

داخل کرو۔ داخل کرنے کا حکم یا تو ملائکہ کے ذریعہ ہوگا کہ اس گنہگار کو پکڑ کر جہنم میں داخل کرو یا جہنم کو حکم ہوگا کہ تو اس کو پکڑ لے اس وقت اس گنہگار کی زبان گنگ ہوجائے گی اور استغاثہ نہ کرے گا۔

(اے زائر) اگر تو نے امامؑ کے استغاثات کا جواب دیا ہوگا تو امامؑ اس وقت جواب دیں گے جب تو استغاثہ کا ارادہ کرے گا۔ اگرچہ زبان استغاثہ کرنے پر قادر نہ ہو گی۔

ساتواں استغاثہ:

یہ اُس وقت جب کہ تجھے حاصل نہ ہوگی کوئی شئے ایسی جو تجھے محشر سے نجات دلا سکے۔ اور تو داخل جہنم ہوگا۔ تو اُس وقت تو کبھی جہنم کے نگہبانوں سے فریاد کرے گا اور کبھی مالک (فرشتہ) سے اور کبھی متکبرین سے جن کی وجہ سے تو جہنم میں داخل ہوگا۔ اور یہ فریادیں تجھے نفع نہ بخشیں گی۔ اس کا جواب عذاب جہنم میں زیادتی ہوگی حالانکہ تو جہنم کے نگہبانوں سے فریاد صرف ایک دن عذاب کے موقوف ہونے کی کرے گا۔ اور مالک جہنم سے تو فریاد کرے گا کہ وہ تجھ پر موت طاری کردے۔ اور متکبرین سے تیری فریاد یہ ہوگی کہ خداوندِ عالم سے وہ لوگ تجھ کو بے نیاز کردیں اگرچہ تھوڑی ہی دیر کیلئے کیوں نہ ہو۔ یا کسی قسم کا عذاب ہی موقوف ہوجائے۔

لیکن امام حسینؑ اپنے وعدہ کے مطابق اپنے زائرین سے ملاقات کریں گے۔ پس اگر امام حسینؑ تیری زیارت اُس وقت تک بعض حکم کی بنا پر یا ان تاثیرات کی بنا پر جس میں تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا نہ کرسکیں تو ضروری ہے کہ امام حسینؑ تیری زیارت جہنم

Presented by Ziaraat.Com

میں کریں اور جب امامؑ تیری زیارت کریں گے تو وہ آگ جو تجھ پر روشن کی گئی ہے بجھ جائی گی اور تجھ سے ہر قسم کے عذاب برطرف ہو جائیں گے اور وہ حضرتؑ تجھ کو لے جائیں گے اپنے ساتھ دارثواب کی طرف اور ''حسن مآب'' اچھی جگہ کی طرف۔

الصنف الخامس:

وہ خطابات جو امام حسینؑ کی زیارت میں آنحضرتؑ کی ذات سے مخصوص ہیں۔

اُن میں پانچویں صنف یہ ہے کہ جو امامؑ سے مخصوص ہے۔ وہ یہ ہے کہ آنحضرتؑ کے اعضاء پر علیحدہ علیحدہ سلام کیا جاتا ہے۔ اور جتنی زیارتیں کہ ماثور و منقول ہیں (اُمناء یا ائمہ کے لیے) اُن میں جس کی زیارت ہوتی ہے اس پر سلام کیا جاتا ہے ان کے اوصاف کے ذکر کے ساتھ۔ چنانچہ بعض زیارت میں ملتا ہے۔ **السلام علی روحك وبدنك** سلام ہو آپ پر اور آپ کی روح بدن پر''

مگر امام حسینؑ کی خصوصیت ہے کہ ان کے تمام اجزاء بدن پر خصوصیت کے ساتھ سلام کیا جاتا ہے پس سلام کیا جاتا ہے انکے سر مبارک پر اور چہرہ پر علیحدہ علیحدہ اور ان کے رخسار اور لبوں پر مستقل طور سے۔ اور انکے دندان مبارک و ریش مقدس اور ان کے خون پر علیحدہ علیحدہ اور ان کے سینہ و پشت پر مستقل طور سے سلام کیا جاتا ہے۔ اور ان کے قلب و جگر پر علیحدہ علیحدہ سلام کیا جاتا ہے۔

اور اس خصوصیت میں بھی ایک خصوصیت اور ہے کہ ہر عضو پر سلام علیحدہ علیحدہ کرنے کے باوجود ہر عضو پر سلام کئی وجہوں سے کیا جاتا ہے۔ مثلاً جب سلام امامؑ کے سر مبارک پر کیا جاتا ہے تو اس کی بھی کئی وجہ ہوتی ہیں۔ چنانچہ جب ان کے سر مبارک پر

Presented by Ziaraat.Com

سلام کیا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے۔ "السلام علی الراس المرفوع سلام ہو اُس سر پر جو نیزے پر بلند کیا گیا۔" اور کبھی کہا جاتا ہے۔ "السلام علی الراس المنصوب سلام ہو اُس سر مبارک پر جو نصب کیا گیا۔" اور کبھی یہ کہا جاتا ہے۔" السلام علی الراس المقطوع سلام ہو اُس سر مبارک پر جو قطع کیا گیا۔" اور کبھی یہ کہا جاتا ہے۔' السلام علی الراس الموضوح یا علی الراس المسلوب سلام اُس سر مبارک پر جو رکھا گیا (مختلف مقامات پر) اور سلام ہو اُس سر مبارک پر جو چھین لیا گیا اور لوٹا گیا۔"

اور جب امام حسین علیہ السلام کے موضع نحر (گردن) پر سلام کیا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے ۔" السلام علی النحر المنحور سلام ہو امامؑ کے موضع نحر (گردن) پر جس کو جدا کیا گیا۔" اور کبھی کہا جاتا ہے۔" السلام علی النحر المقطوع سلام ہو اُس نحر پر جس کو قطع کیا گیا۔" اور کبھی کہا جاتا ہے۔" السلام علی النحر المضروب سلام اُس نحر گردن پر جس پر ضرب لگائی گئی۔"

اور جب امامؑ کے جسم مبارک پر سلام کیا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے۔" السلام علی الجسد التریب سلام ہو اُس جسم مبارک پر جو خاک و خون میں غلطاں گرم ریت زمین کربلا پر پڑا رہا۔" کبھی امامؑ کے جسد خون آلود پر سلام کیا جاتا ہے اور کبھی امامؑ کے جسد سلیب پر جس سے لباس علیحدہ کر دیا گیا، سلام کیا جاتا ہے۔ اور کبھی امامؑ کے جسد مطروح ومجروح پر سلام کیا جاتا ہے۔ (یعنی امامؑ کے جسم مبارک کی اس کیفیت کا لحاظ کر کے جبکہ امامؑ زمین کربلا پر زخمی پڑے تھے سلام کیا جاتا ہے) اور کبھی جسم مقطوع (جسم کے ٹکڑوں) پر سلام کیا جاتا ہے۔ اور کبھی آپ کے جسم پر جو پاش پاش ہو گیا، سلام کیا جاتا

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔[1]

اور امامؑ کے خصوصیات میں یہ بھی ہے کہ اس خصوصی صفت (کہ اُن کے اعضاء پر کئی وجھوں سے سلام کیا جاتا ہے) میں بھی ایک خصوصیت ہے۔ اور وہ یہ کہ اُن کے اعضاء پر سلام کئی ایک وجھوں سے کیا جاتا ہے۔ تو اس ایک وجہ کی بھی کئی وجہیں ہو جاتی ہیں۔ مثلاً جب آپ امامؑ کے سر مبارک پر سلام کریں گے تو کئی وجھوں سے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک وجہ مصلوب ہونے کی بھی ہے۔

یعنی چونکہ سر مبارک کو سولی دی گئی تھی اس واسطے سلام کیا جاتا ہے مگر اس میں سلام کی کئی وجہ اس طرح پیدا ہو گئی ہیں کہ اگر ایک بار سولی دی گئی ہوتی تو سلام سر مبارک پر اس اعتبار سے ایک ہی مرتبہ ہوتا۔ مگر اب متعدد بار سلام ان کے سر مبارک پر ایک ہی وجہ سے کیا جاتا ہے۔

جبکہ تو کہے **السلام علی الراس المصلوب** سلام ہو اُس سر مبارک پر جس کو لٹکایا گیا۔ اور سر امام حسینؑ ایک جگہ نہیں لٹکایا گیا بلکہ متعدد جگہوں پر لٹکایا گیا۔ اس لیے کہا جائے گا کہ سلام ہو اُس سر (مبارک) پر جو درخت پر لٹکایا گیا۔ اور کبھی کہا جائے گا کہ سلام ہو اُس سر مبارک پر جو دروازہ دمشق پر لٹکایا گیا، اور کبھی کہا جائے گا کہ سلام ہو اُس سر مبارک پر جو یزید لعین کے محل کے دروازہ پر لٹکایا گیا۔ اور جب تو کہے کہ سلام ہو امامؑ کے سر مبارک پر جبکہ رکھا گیا تو کہو کہ سلام ہو امامؑ کے سر مبارک پر جبکہ وہ یزید کے سامنے (طشت طلاء میں) رکھا گیا۔ اور سلام ہو امامؑ کے سر مبارک پر جبکہ وہ ابن زیادہ

---

[1] ملاحظہ ہو تحفۃ الزائرین علامہ مجلسی و بحار الانوار، ج ۲۲۔

Presented by Ziaraat.Com

کے سامنے رکھا گیا۔ اور امام حسینؑ پر خصوصی سلام اس لیے کیا جاتا ہے کہ امامؑ نے ہر مصیبت کو جوان پر پڑی حکم الٰہی سے (اس کی رضا کے حصول کے لیے) بطیب خاطر بے چون و چرا مخصوص طور سے تسلیم کر لیا کہ دوسرے کے لیے اس طرح کا اتفاق نہیں ہوا۔"[1]

تو ضروری ہوا کہ خداوندِ عالم ہر مصائب کے مقابلہ میں امام حسینؑ کو ایسی رحمتِ خاص عطا کرے جو انہیں سے مخصوص ہو۔

اور امام حسینؑ پر سلام کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ سپرد کر دے امام حسینؑ کو وہ چیز جس کو اس نے امام حسینؑ کو دی ہے اس طرح کہ خداوند عالم قرار دے امام حسینؑ کو خانہ امن اُن کے لیے جو امام سے توسل اور ان سے متمسک ہونا چاہے اور ان کے ذریعے سے شفاعت چاہے تاکہ زائر کے لیے حاصل ہو جائے علاقہ اور رابطہ۔ اور یہی ایک معنی ہے پیغمبرؐ خدا اور ائمہ معصومین علیہم السلام پر سلام کرنے کے بہت سے معانی ہیں۔ اور

---

[1] یہ نہیں کہا جاسکتا کہ امام حسینؑ کے علاوہ دوسرے ائمہ معصومین میں اتنی صلاحیت ان مصائب کے برداشت کرنے کی نہ تھی۔ مگر یہ ضرور کہوں گا کہ ان مصائب کو تسلیم و رضا کی منزل میں اگر برداشت کرنے کے لیے قرعۂ انتخاب خالق بنام سیّد الشہداء روحی و ارواح المومنین لہ الفداء نکلا۔ اور میں کہنے کو تیار ہوں کہ علاوہ محمدؐ و آل محمد علیہم السلام کے موجودین کے گروہ میں کوئی ایسی فرد نہیں ہے جو ان مصائب کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھے۔ چنانچہ واقعہ ہجرت میں ملتا ہے کہ خالق نے جناب جبرئیلؑ و میکائیلؑ سے فرمایا تھا، ایک دوسرے پر اپنی جان نثار کرو، تو دونوں ملک نے جواب دیا کہ ہم اپنی عمر تیری عبادت میں صرف کرنا چاہتے ہیں اور واقعہ کربلا میں یہ عبارت ملتی ہے کہ "**تحیرت الملائکه المقربین**" یعنی امام حسینؑ کے مصائب کو جوان پر واقع ہو رہے تھے ملائکہ مقربین دیکھ کر حیرت میں ہو گئے۔"

ملائکہ مقربین موجودین کا حیرت زدہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ان میں اس قسم کے مصائب برداشت کرنے کی صلاحیت نہیں تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

اس میں ہمیں بہت بڑی اُمید ہے کہ جب ہم امامؑ پر سلام کریں اس تسلیمات خاصہ کے ذریعہ سے ان کے ہر عضو پر اور ہم گریہ کریں امامؑ کے ہر عضو پر تو ہم اُمید کرتے ہیں کہ بجھ جائے گی ہر سلام کی وجہ سے آگ جو ہمارے اعضا کے لیے ہے جس کو سلگایا ہے گناہوں نے اور ہمارے اعضاء کو اپنے احاطہ میں لیے ہوئے ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

العنوان الثانی

امام حسینؑ کی خصوصیت اُن زائرین کے لحاظ سے جنہوں نے امامؑ کی زیارت اُن کی شہادت سے قبل کی ہے اور اُن زائرین کے لحاظ سے جنہوں نے امام حسینؑ کی زیارت اُن کی شہادت کے بعد اور قبل دفن کے کی ہے۔

اور اس کے بیان کے لیے دو مطلب ہیں۔

(ا) پہلا مطلب:۔

اُن زائرین کے بیان میں جنہوں نے قبل شہادت زیارت کی ہے۔ اور ان کی کئی قسمیں ہیں۔

ا۔ ملائکہ ہیں۔ جناب صادق آل محمدؐ نے فرمایا کہ میرے جد بزرگوار حضرت امام حسینؑ کے کربلا میں ساکن ہونے سے ایک ہزار سال پہلے ملائکہ نے اس (زمین کربلا) کی زیارت کی ہے۔[1]

۲۔ انبیاء علیہم السلام ہیں۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ہر نبی نے کربلا کی زیارت کی ہے۔ اور (زمین سے مخاطب ہو کے) کہا ہے کہ تجھ میں ''قمر ازہر'' (امام حسینؑ) مدفون ہوں گے۔[2]

۳۔ سفینہ نوح[3] و بساط سلیمانؑ نے گردش کر کے کربلا کی زیارت کی ہے۔ اور

---

[1] ناسخ التواریخ جلد ۶، ص ۱۲ء۔

[2] اسرار الشہادت، ص ۷۷

[3] کامل الزیارات، باب ۸۸، ص ۲۶۹۔ و اسرار۔۔۔۔، ص ۷۷

Presented by Ziaraat.Com

جناب اسماعیل کی دنبیوں نے اور اُن ہرنوں نے جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا ہے۔ اور اُن تمام چیزوں نے امامؑ کی خاص طریقہ سے زیارت کی ہے۔ جس کی تفصیل مجالس بکار میں بذریعہ احادیث گزر چکی۔

(۴) وہ ہیں شہدائے کربلا جو امام حسینؑ کے سامنے شہید ہوئے۔ اُن لوگوں نے امام حسینؑ کی زیارت کی جب جنگ کے لیے تیار ہوئے تھے اُس وقت مخصوص طریقہ سے زیارت کی ہے۔ ان میں جب کوئی مبارزات کے لیے میدان قتال میں جاتا تھا تو پہلے امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا، اور امامؑ کے سامنے کھڑا ہوتا تھا۔ چاہے وہ پیادہ ہو یا سواری پر سوار، امامؑ سے مخاطب ہو کے کہتا تھا:

السلام علیك یا ابا عبدالله. السلام علیك یابن رسول الله.

اور امامؑ جواب میں فرماتے تھے وعلیک السلام تم پر میرا اسلام ہو، ہم تمہارے عقب میں آ رہے ہیں۔ اور اس آیت کی تلاوت فرماتے تھے۔ "فمنهم من قضی نحبه و منهم من ینتظر و مابدلو اتبدیلا" پس اُن میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنی راہ طے کر لی اور بعض وہ ہیں جو انتظار کر رہے ہیں اور اُن لوگوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ شہدائے کربلا نے امام حسینؑ کی زیارت کرنے میں یوم عاشور کیوں اہتمام کیا۔ اس واسطے کہ وہ اپنی زندگی میں شرف زیارت سیّد الشہداءؑ حاصل کرنا چاہتے تھے تا کہ اس زیارت کا اجر اُن کی شہادت کے اجر میں اضافہ کر دے۔

ہاں بعض شہداء کے لیے زیارت یوم عاشورہ کی کیفیت میں کچھ خصوصیتیں ہیں اور ان کی زیارات مخصوص ہیں۔ ان میں سے دو بھائی جن کا نام "عبداللہ و عبدالرحمن" ہے یہ دونوں غفاری یعنی قبیلہ غفار سے ہیں۔ یہ دونوں شہید امامؑ کی خدمت میں تشریف

Presented by Ziaraat.Com

لائے اور آپؑ کے سامنے کچھ دور کھڑے ہوئے اور دونوں نے ایک ساتھ کہا السلام علیك یا اباعبدالله امامؑ نے فرمایا کہ مجھے قریب ہو جاؤ پس وہ دونوں قریب ہو گئے اور کہا کہ یا اباعبدالله السلام علیك ہم آئے ہیں کہ آپ کے سامنے شہید ہو جائیں۔ امامؑ نے فرمایا: وعلیکما السلام ورحمة الله وبرکاته اور وہ دونوں بہت شدت کے ساتھ گریہ کر رہے تھے۔ امامؑ نے دریافت کیا کہ اے میرے بھائی کے بیٹو! تم کو کون سی چیز رلا رہی ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ ایک گھنٹہ کے بعد تم لوگوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ دونوں بزرگوں نے فرمایا کہ ہم کو اللہ آپ کا فدیہ قرار دے۔ قسم بخدا ہم اپنی مصیبت پر نہیں رو رہے ہیں۔ ہم تو آپ کی مصیبت پر رو رہے ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ کو دشمن اپنے حلقہ میں لیے ہوئے ہیں اور ہم اس پر قادر نہیں کہ آپ کو نفع پہنچا سکیں۔ پس امامؑ نے فرمایا۔ اے بھتیجو! تم دونوں کو خدا جزائے خیر دے تمہارے حزن پر جو میرے لیے کر رہے ہو، اس مواسات پر جو اپنے نفس کے ذریعہ ہمارے لیے کر رہے ہو۔ بہترین جزا دے جو متقین کو دیتا ہے۔"

اور اس زیارت مخصوصہ کے پڑھنے والے علی بن الحسینؑ بھی ہیں جنہوں نے امام حسینؑ پر سلام کیا ہے جب وہ جنگ کر کے زخمی حالت میں زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ اس وقت وہ متوجہ ہوئے اپنے والد کی زیارت کی طرف اور فرمایا: یا ابتاہ علیك منی السلام۔ پس ان کے لیے خصوصیت ہے وقت سلام کیفیت سلام اور اس کے جواب میں۔ لیکن ان کا تاخیر کرنا سلام میں اس وقت تک تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام شہداء جب جنگ کے لیے جاتے تھے میدان میں تو امام حسینؑ خیمہ کے سامنے تشریف

Presented by Ziaraat.Com

فرما ہوتے تھے اور وہ لوگ امامؑ کو وداع کر کے میدان جنگ کی طرف جاتے تھے تو وہ لوگ سلام کرتے تھے امامؑ پر حسب عادت اور زیارت کے ثواب کو حاصل کرنے کے لیے وہ لوگ اس وقت زندہ ہوتے تھے جیسا کہ ہم نے اس کو ذکر کیا۔لیکن علی بن الحسین علیہ السلام تو جب انہوں نے ارادہ کیا جنگ کا تو ان کے پاس امام حسینؑ آئے اور ان کے پیچھے چلے اور وہ ٹھہرے نہیں یہاں تک کے مخاطب کیا ان کو سلام کے ساتھ اور فرمایا: علیك منی السلام اور یہ کہ علیك منی السلام فرمایا نہ کہ السلام علیك تو یہ سلام وداعی تھا یہ سلام تحیہ نہ تھا اور جواب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس سلام کا جواب امام حسینؑ نے نہیں دیا اس لیے کہ سلام تحیہ نہ تھا جس کا جواب دینا واجب ہوتا ہے۔اور اس لیے بھی جواب نہیں دیا ان کا کہ جب امامؑ نے علی اکبرؑ کے سلام کو سنا ہے تو ایسی حالت طاری ہوئی کہ تمام قوتیں ساقط ہوگئی تھیں اور حالات متغیر ہو گئے تھے تو اس کا جواب دیا اس ندا سے ''یا نبی قتلوك'' اور اس کی تفصیل حضرت علی اکبرؑ کی شہادت کے عنوان میں آئے گی۔

المطلبُ الثانی:

امام حسینؑ کی شہادت کے بعد اور دفن کے قبل کے زائرین کے بیان میں بعد شہادت امام حسینؑ سب سے پہلے جس نے زیارت کی ہے وہ [1] خداوندِ عالم ہے۔اور خداوندِ عالم کی زیارت سے کنایہ ہے اُس کے الطاف خاص سے جو خصوصیت کے ساتھ امام حسینؑ پر نازل ہوتا ہے۔

اس کے بعد جناب رسولؐ خدا نے زیارت کی اور انہیں عطا کیا ایک لبریز جام جو

---

[1] بحارالانوار، جلد ۲۲، ص ۱۲۱۔

Presented by Ziaraat.Com

امامؑ ہی کے لیے تھا جس کی خبر جناب امام حسینؑ کو ان کے فرزند جناب علی اکبرؑ نے دی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ پانی کا جام جس کی خبر جناب علی اکبرؑ نے دی تھی وہ رسولؐ اللہ کے ہاتھ میں امامؑ کی شہادت سے پہلے ہی تھا۔ اس پانی کو جناب رسولؐ خدا نے امام حسینؑ کو ان کی شہادت کے بعد فوراً ہی پلایا۔ اور جب رسولؐ خدا امام حسینؑ کے زائر ہیں تو ان کے ساتھ جناب علیؑ ابن طالبؑ اور فاطمہ زہراؑ اور امام حسنؑ مجتبیٰ بھی تھے۔ اور اُن لوگوں نے بھی امام حسینؑ کی زیارت کی۔

اُن کے بعد زیارت اُن ملائکہ نے کی جو نصرت کے لیے آئے تھے مگر امام حسینؑ کو زندہ نہ پایا اس لیے کہ وہ شہید ہو چکے تھے۔ پس وہ ملائکہ (جو نصرت کے لیے آئے تھے) خداوندِ عالم کی جانب سے مامور ہوئے کہ وہ قبر کے پاس مقیم رہیں اور امام حسینؑ کی زیارت قیامت تک کرتے رہیں۔[1]

اس کے بعد امام حسینؑ کی زیارت ان کے ذوالجناح نے کی۔ پھر امام حسینؑ کی زیارت دن میں طیور اور پرندے اور رات میں وحوش نے اور جن اور ان کی عورتوں نے کی۔ ان میں سے ہر ایک کی مخصوص زیارت ہے۔ (یعنی طیور و پرندے نے امام کی لاش پر سایہ کر کے، وحوش نے شب میں امامؑ کی لاش پر گریہ کر کے، جن اور ان کی عورتوں نے مختلف انداز میں نوحہ کر کے اپنے مخصوص انداز میں زیارت کی۔)[2]

اور انسان میں سب سے پہلے امامؑ کی زیارت ان کے فرزند جناب امام زین العابدین علیہ السلام اور ان کی بہن جناب زینب صلوٰۃ اللہ علیہا اور ان کے تمام اہل بیتؑ اسراء اور گیارہ اطفال نے کی۔ یہ تمام زوار جمع ہوئے اور امامؑ کی زیارت کا قصد کیا، اور تمام

---

[1] اسرار الشہادۃ، ص ۱۳۲۔

[2] مدینۃ المعاجز۔

Presented by Ziaraat.Com

آداب زیارت بھی اس طرح بجالائے جس طرح زیارت کے آداب کتابوں میں مندرج ہیں جن کو میں نے لکھا ہے۔ اور اس طرح لاش امامؑ مظلوم کے پاس آئے کہ ان کے بال غبار آلود، بھوکے اور پیاسے تھے، محزون و غمگین تھے، اور گریہ کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ وہ لوگ پیادہ پا و سر برہنہ تھے۔ مخدرات عصمت بے مقنع (چادر تھیں ان کے سر کھلے ہوئے تھے اور ان زائرین میں ایسے بھی تھے جن کو قید کی ذلت کے علاوہ طوق سے جکڑ دیا گیا تھا اور گردن میں جامعہ داخل کر دیا گیا تھا۔ البتہ ان زائرین سے ایک آداب زیارت چھوٹ گیا اور وہ ہے فرات سے غسل زیارت یا وضو کرنا برائے زیارت۔ مگر ان زائرین نے غسل اور وضو کا بدل ادا کیا اس طرح کہ امام حسینؑ کے طیب و طاہر خون سے تیمم کیا، پس اپنے چہرے اور ہاتھوں کا خون سے مسح کیا۔ پس یہ مسح افضل ہو گیا غسل فرات سے۔ پھر ان زائرین نے اس طرح زیارت پڑھنا شروع کیا۔ جس طرح امام حسینؑ کی زیارت میں جناب پیغمبرؐ خدا پر سلام سے ابتدا کی جاتی ہے۔ پھر جناب علیؑ و فاطمہؑ پر سلام کیا جاتا ہے، پھر امام حسینؑ پر سلام کیا جاتا ہے۔ اس زیارت کو جناب زینبؑ عالیہ مقام مقام نے پڑھا۔ تمام زائرین نے ان الفاظ کو دہرایا مگر جناب سیّد سجادؑ سے اس موقع پر کوئی عبارت یا کسی قسم کا سلام نقل نہیں کیا گیا۔ حالانکہ جناب سیّد سجادؑ اپنے والد یا اپنے جد پر سلام پڑھنے کے زیادہ حق دار تھے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جناب امام زین العابدینؑ بیمار تو تھے ہی، طوق بھی پہنے تھے، اور جامعہ بھی اُن کے گلے میں تھا (جامعہ طوق کی ایک قسم ہے جو بازوؤں کو بھی اپنی گرفت میں لے لیتا ہے) ان تمام باتوں کے علاوہ طاغوت نے انہیں[1] جس اونٹ پر سوار تھے اس سے اترنے نہ

---

[1] یعنی امام زین العابدینؑ کو۔

Presented by Ziaraat.Com

دیا۔

(کیونکہ امام زین العابدین علیہ السلام کے پاؤں کو شکم شتر سے باندھ دیا تھا) اس وقت امام زین العابدین علیہ السلام پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ قریب تھا کہ ان کی روح جسم مبارک سے پرواز کر جائے اور محتضر جیسی کیفیت امامؑ کی ہوگئی۔ جب جناب زینب علیا مقام کو جناب بیمارؑ کربلا کی یہ حالت معلوم ہوئی تو دریافت کیا (کہ اے بیٹا تمہارا کیا حال ہے) تو بیمارؑ کربلا نے جو ان کو جواب دیا اس کو میں اس کے مقام پر تفصیل سے بیان کروں گا۔ اس وجہ سے امامؑ نے زیارت کا سلام نہیں پڑھا (یعنی امام زین العابدینؑ نے اپنے والد امام حسینؑ کو مخاطب کر کے **السلام علیك یابن رسول الله** وغیرہ نہیں پڑھا۔ ممکن ہے بلکہ یقین ہے کہ ہمارے امامؑ نے اپنے والد امام حسین علیہ السلام کو سلام اشارے سے کیا ہو) یہ زیارت مخصوص ہوگی امام زین العابدین علیہ السلام کے علاوہ باقی اہل بیتؑ امام حسین علیہ السلام سے لیکن ظالموں نے ان بیکسوں کو سلام زیارت تمام کرنے نہ دیا بلکہ زائروں کو شہدائے کربلا کی لاشوں سے اس طرح علیحدہ کر دیا کہ نیزوں کو زائرین کے قریب لائے اور ان کو لاشوں سے زبردستی علیحدہ کر دیا۔ اور ان کو اونٹوں پر بٹھا کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اہل حرم کو جناب زینبؑ اور جناب فضہ نے ناقوں پر سوار کیا۔ اور جب سب ناقوں پر سوار ہو چکے تو جناب زینبؑ نے ایک ناقہ کی طرف اشارہ فرمایا وہ ناقہ بیٹھ گیا اور جناب زینبؑ سوار ہو گئیں۔

Presented by Ziaraat.Com

العنوان الثالث

امام حسینؑ کے اُن زائرین کے بیان میں جنہوں نے امام حسینؑ کی زیارت دفن ہونے کے بعد کی ہے اور اُن زائرین کی چند قسمیں ہیں۔ اور اُن میں سے بعض وہ ہیں جو ہمیشہ لگا تار زیارت کرتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو ہمیشہ وقت معین پر زیارت کرتے ہیں۔

پس وہ لوگ جو لگا تار امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرتے ہیں اور قیامت تک شب وروز کرتے رہیں گے وہ ہے ایک قطار ملائکہ کی جس کو ہم نے عنوان ملائکہ میں بیان کیا ہے۔ اور وہ جو ہمیشہ وقت معین میں زیارت کرتا ہے وہ[1] جو منزہ ہے مکان وزمان سے اور اجل وارفع ہے آمد ورفت وتغیر احوال سے اور وہ ہے خداوندِ جلیل وعظیم جو ہر شب جمعہ امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے۔ اور خداوندِ عالم کی زیارت سے کنایہ ہے اس کی رحمت کی زیادتی اور اس کے لطف خاص کا فیضان امام حسینؑ پر۔ جس کی تعبیر امام حسینؑ کی زیارت سے کی جاتی ہے۔ ونیز ہمیشہ ہر شب جمعہ میں امامؑ کی زیارت کرنے والوں میں تمام انبیاء واوصیاء علیہم السلام اجمعین ہیں۔ اسی طرح ہمیشہ تمام انبیاء واوصیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین شب نیمہ شعبان وشب قدر میں زیارت کرتے ہیں۔ لیکن جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ، ان کے لیے بھی ہمیشہ ہر سال زیارت کے مخصوص اوقات ہیں۔

اور زمین پر رہنے والوں میں سب سے پہلے امامؑ کے دفن ہونے کے بعد امام

[1] بحار الانوار، ج ۲۲۔

Presented by Ziaraat.Com

زین العابدین علیہ السلام نے زیارت کی جبکہ امام حسینؑ کو تین دن کے بعد ایک جماعت بنی اسد کے ساتھ دفن کیا جو امامؑ کی نعش کو دفن کرنے کے لیے آئے تھے۔

اس کی تفصیل ہم انشاء اللہ تعالیٰ عنوان تجہیز میں بیان کریں گے۔

جب امام زین العابدین علیہ السلام امام حسینؑ کو دفن کر کے ان کی قبر برابر کی ہے تو اوقت اپنے والد امام حسینؑ کی قبر مبارک پر ہاتھ رکھ کر خاص زیارت اور مخصوص کلمات پڑھے جس کی تفصیل عنوان تجہیز میں آئے گی۔

اس کے بعد ان لوگوں نے ان اور ان کی عورتوں نے زیارت کی ہے جو کربلا کے قرب وجوار میں رہتے تھے یہاں تک کہ روایت یہ بتلاتی ہے کہ امام حسینؑ دفن کے بعد، ایک سال یا دو سال گزر جانے کے بعد ایک لاکھ ان عورتوں نے زیارت کی ہے جنہیں امامؑ سے کوئی عداوت نہ تھی۔

اور جن لوگوں نے امام حسینؑ کی زیارت ان کے دفن ہونے کے کئی دنوں کے بعد کی ہے وہ ہیں عقبہ عمر وسہمی، کہتا ہے کہ میں شاعر نہیں ہوں جنہوں نے امام حسینؑ کا مرثیہ لکھا ہے۔

یہ کربلا آئے اور قبر امام حسین علیہ السلام پر کھڑے ہو کر مرثیہ پڑھا۔ اس مرثیہ کا ترجمہ یہ ہے:۔

"میں کربلا میں قبر امام حسین علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو اُن پر میری آنکھ نے اشکوں کا فیضان کیا، اور ہمیشہ میں اُن کا مرثیہ کہتا رہوں گا اور اُن کی مصیبت پر روتا رہوں گا اور میری آنکھ مدد کرتی رہے گی اپنے آنسوؤں سے اور

Presented by Ziaraat.Com

اپنی آہوں سے اور میں روتا ہوں امام حسینؑ پر گریہ کرنے بعد ایک جماعت پر جن کی قبریں امام حسینؑ کی قبر کے پاس ہیں۔ سلام ہو ان ساکنین قبر پر جو کربلا میں ہیں۔ اور اے نفس کہہ تو ان صاحب قبور سے میرا زیارت والسلام"

(اور امام حسینؑ کے دفن کے بعد) جس نے سب سے پہلے امامؑ کی زیارت کا قصد دور سے شہر کے کیا ہے وہ ہیں جابر ابن عبداللہ انصاری۔ ان کی زیارت کی خاص کیفیت ہے۔ ہم اس کو اس کے محل پر بیان کریں گے۔

اس کے بعد خداوندِ عالم نے کچھ لوگوں کے دلوں کو امام حسینؑ کی طرف مائل کیا۔ پس شیعوں زمانہ بنی امیہ میں اطراف و جوانب سے امام حسینؑ کی زیارت کا قصد کیا۔ اور انہوں نے (بنی امیہ نے) شیعوں کو امامؑ کی زیارت سے منع کیا۔ اور زیارت سے دوسروں کو منع کرنے کے لیے چوکیاں قائم کیں اور نگہبان مقرر کیے اور ان نگہبانوں کو حکم دیا کہ جو شخص امام حسینؑ کی زیارت کے لیے آئے اس کو قتل کر دو۔ اور سولی پر چڑھاؤ اور اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو۔ مگر زائرین کی تعداد اس حکم کے باوجود بڑھتی گئی۔

پھر سلاطین بنی عباسیہ میں سے متوکل لعین کو جناب فاطمہ زہراؑ اور ان کے بچوں سے بہت زیادہ عداوت تھی۔ اس لیے اس (متوکل لعین) نے بڑی سختی سے امام حسینؑ کی زیارت سے منع کیا۔ اور جب دیکھا کہ زائرین کو منع کرنا مفید نہ ہوا تو اس لعین نے قبر کے مسمار کرنے کا حکم دیا۔ پھر جب یہ بھی مفید نہ ہوا تو حکم دیا کہ امام حسینؑ کی قبر کے نشان کو (اُن کی قبر پر) ہل چلا کر، کھود کر، اس پر پانی بہا کر مٹا دو۔ تو خداوندِ عالم نے امام حسینؑ کے خصائص میں یہ بھی قرار دیا کہ جس شقی نے امام حسینؑ کی قبر کھودنے اور اُس پر

Presented by Ziaraat.Com

پانی بہا کر مٹانے کا حکم دیا تھا اسی لعین نے قبر کی تعمیر کا حکم دیا۔ اور منادی نے اسی کے حکم سے ندا کی کہ زائرین امام علیہ السلام کو زیارت کرنے کا حکم ہے۔ اور اس کی تفصیل جیسا کہ کتابوں میں لکھا ہے کہ متوکل لعین جو خلفاء بنی عباس سے تھا وہ اہل بیتؑ رسولؐ سے بہت زیادہ بغض و عداوت رکھتا تھا۔ اس نے کاشتکاروں کو حکم دیا تھا کہ قبر امام حسینؑ پر زراعت کریں اور امامؑ کے روضہ کو ڈھادیں، اور امامؑ کی قبر کے نشان کو پوشیدہ کر دیں۔ اور نہر علقمہ سے پانی لا کر امامؑ کی قبر پر بہادیں تا کہ امام مظلوم کی قبر کا نشان بھی باقی نہ رہے اور نہ کوئی ان کی قبر سے واقف ہو۔ اور لوگوں کو قتل کا خوف دلایا کہ جو امام حسینؑ کی زیارت کو جائے گا وہ قتل کر دیا جائے گا۔ اور اس نے اپنی فوج کو نگہبان مقرر کیا۔ اور اس کو حکم دیا کہ جس کو دیکھو کہ وہ امامؑ کی زیارت کو جا رہا ہے اُسے قتل کر دو۔

ان ترکیبوں سے ظالمین چاہتے تھے کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں۔ اور ذرّیت رسولؐ کے آثار کو چھپا دیں۔

جب یہ خبر ایک مرد صالح تک پہنچی جس کو زید مجنون کہا جاتا تھا مگر وہ صاحب عقل سلیم اور صاحب رائے مستقیم تھے۔ ان کا لقب مجنون اس لیے رکھا گیا تھا کہ وہ خاموش کر دیتے تھے ہر دانا کو، اور ہر عاقل کی حجت کو قطع کر دیتے تھے۔ وہ کسی کے سوال کا جواب دینے سے عاجز نہ تھے۔ اور نہ کسی کی گفتگو سے ملول ہوتے تھے۔ تو جب زید مجنوں نے سنا کہ روضہ امام حسینؑ مسمار کر دیا گیا ہے اور قبر امامؑ پر ہل چلایا گیا تو یہ خبر ان پر بہت گراں گزری۔ اور ان کا حزن بہت شدید ہو گیا۔ اور ان کا وہ غم جو سیّد الشہداءؑ کی شہادت کی وجہ سے تھا تازہ ہو گیا۔ زید مجنوں اس وقت مصر میں رہتے تھے۔ جب جناب زید پر رنج و غم (اس خبر سے کہ قبر امامؑ مسمار کر دی گئی اور اس پر زراعت ہوتی ہے)

Presented by Ziaraat.Com

غالب ہوا تو مصر سے پیادہ پا سرگرداں چل کھڑے ہوئے۔ (اور راستے میں) اپنے پروردگار سے اپنے حزن کی شکایت کرتے رہے۔ اور اسی حالت رنج وغم میں تھے یہاں تک کہ کوفہ پہنچے اور بہلول بھی اس وقت کوفہ میں تھے۔ زید مجنوں نے بہلول سے ملاقات کی اور ان کو سلام کیا۔ بہلول نے بھی جواب سلام دیا اور دریافت کیا کہ آپ نے مجھ کیسے پہچانا حالانکہ مجھ کو آپ نے کبھی دیکھا نہیں۔ زید مجنوں نے کہا، آپ کو معلوم ہونا چاہیے ان قلوب المومنین جنود مجندۃ تعارف منہا لاخلف وما تناکر منہا نقلف۔ ''بیشک مومنین کے قلوب (ارواح مومنین) اجتماعی طور سے خلق کیے گئے ہیں۔ تو جو روحیں عالم ذر میں ایک دوسرے متعارف ہیں دنیا میں بھی ایک دوسرے سے الفت رکھتی ہیں۔ اور جو روحیں عالم ذر میں ایک دوسرے کو پہچانے ہوئے نہ تھیں وہ دنیا میں آکر اختلاف کرتی ہیں۔'' بہلول دانا نے دریافت کیا کہ اے زید آپ کو کس چیز نے آپ کے شہر سے بغیر سواری کے نکالا۔ زید مجنوں نے کہا، خدا کی قسم میں اپنے وطن سے نہیں نکلا مگر اپنے رنج وغم کی شدت کی وجہ سے۔ کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ (متوکل) لعین نے قبر امامؑ پر ہل چلانے کا اور روضہ کو ڈھادینے کا، اور زائرین امام حسینؑ کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اے بہلول اسی چیز نے مجھ کو میرے گھر سے نکالا ہے اور میرے عیش کو مکدر اور میرے آنسوؤں کو جاری کیا ہے۔ اور میری نیند کو ختم کر دیا ہے۔ بہلول نے کہا اے زید خدا کی قسم میں بھی ایسا ہی ہوں۔ زید مجنوں نے بہلول سے کہا تو پھر چلیں آپ ہمارے ساتھ کربلاء معلیٰ تاکہ ہم مشاہدہ کریں فرزندان علیؑ مرتضیٰ کی قبروں کا۔

راوی نے کہا کہ بس ایک نے دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیا اور کربلائے معلیٰ روانہ ہوئے اور قبر امامؑ پر پہنچے تو ان لوگوں نے دیکھا کہ قبر امام حسینؑ اپنی حالت پر ہے مگر اس قبر

Presented by Ziaraat.Com

مبارک پر جو عمارت ہے اس کو ڈھا دیا گیا ہے اور جب بھی امام حسینؑ کی قبر پر پانی جاری کرنا چاہتے تو پانی زمین میں داخل ہو جاتا ہے اور حیران ہوتا ہے اور قبر کے ارد گرد چکر لگاتا ہے اور ایک قطرہ بھی قبر امامؑ پر نہیں جاتا۔ اور جب قبر امامؑ کے پاس پانی جاتا ہے تو قبر کی زمین خدا کے حکم سے بلند ہو جاتی ہے۔

زید مجنوں نے جب یہ دیکھا تو متعجب ہوئے اور فرمایا کہ دیکھو اے بہلول یہ لوگ ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ اسے پسند نہیں کرتا۔ اللہ تو چاہتا ہے کہ اپنے نور کو تمام کرے اگر چہ مشرکین کو برا ہی کیوں نہ معلوم ہو۔

راوی کہتا ہے کہ متوکل ملعون بیس سال تک یہی حکم دیتا رہا کہ قبر امام حسینؑ پر کاشت کی جائے مگر قبر سیّد الشہداءؑ اپنی حالت پر باقی رہی۔ اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا، اور نہ ایک قطرہ پانی کا امامؑ کی قبر پر بیس سال کی مدت میں پہنچ سکا۔ جب متوکل کی طرف سے معین کردہ کاشتکار نے دیکھا کہ بیس سال سے کوشش ہو رہی ہے کہ امامؑ کی قبر کا نشان کسی صورت سے محو ہو جائے۔ مگر محو نہیں ہوتا ہے تو اس نے کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لایا۔ اب میں یہاں سے بھاگ جاؤں گا اور جنگلوں میں سرگرداں رہوں گا مگر میں امام حسینؑ کی قبر پر زراعت نہ کروں گا (اور اس نے اپنے نفس سے کہا) کہ بیس سال سے اللہ کی نشانی کو دیکھ رہا ہوں اور اہل بیتؑ رسولؐ کے براہین کا مشاہدہ کر رہا ہوں اور اس سے نہ وعظ قبول کر رہا ہوں نہ نصیحت حاصل کر رہا ہوں۔ پھر اس نے بیلوں کی گردن سے جوے کو اُتار دیا اور ان کو آزاد کر دیا۔ اور یہ زید مجنوں (جو اس وقت وہاں موجود تھے) کے پاس آیا اور ان سے دریافت کیا کہ اے شیخ (بزرگ) آپ

Presented by Ziaraat.Com

کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ زید مجنوں نے جواب دیا کہ مصر سے اس کاشتکار نے کہا کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں۔ کیا آپ کو قتل کا خوف نہیں ہے زید رونے لگے اور فرمایا۔ قسم بخدا مجھے معلوم ہوا تھا کہ امامؑ مظلوم کی قبر پر زراعت ہو رہی ہے۔ اس خبر نے مجھے محزون کر دیا۔ اور یہ خبر میرے حزن وغم میں ہیجان صادق کا باعث ہوئی۔ کاشتکار زید کے کلام کو سن کر ان کے قدموں پر گر پڑا اور بوسہ دینے لگا اور کہنے لگا کہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہو جائیں۔ پھر کہا کہ اے شیخ جب سے کہ آپ تشریف لائے ہیں اس وقت سے اللہ کی رحمت نے میری جانب اپنا رخ موڑ لیا ہے اور اللہ کے نور سے میرا قلب روشن و منور ہو گیا ہے اور میں اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لایا۔ (اے شیخ) مجھے بیس سال ہو گئے ہیں اس قبر پر زراعت کر رہا ہوں اور جب بھی چاہتا ہوں کہ امام حسینؑ کی قبر پر پانی جاری کروں تو پانی زمین میں جذب ہو جاتا ہے اور حیران رہتا ہے اور قبر کے گرد گھومنے لگتا ہے مگر ایک قطرہ بھی قبر امامؑ تک نہیں جاتا۔ (اور میری حالت یہ ہے کہ گویا میں یہاں بیس سال سے) مدہوش تھا مگر آپ کے آنے کی برکت سے مجھے افاقہ ہوا پس زید مجنوں روئے اور چند اشعار پڑھے جن کا حاصل یہ ہے کہ:

"قسم بخدا اگر بنی امیہ نے جناب پیغمبرؐ کی بیٹی کے بیٹے کو مظلوم قتل کیا تو اسی طرح کا ظلم سلاطین بنی عباس نے امامؑ پر کیا کہ امامؑ کی قبر کھدوا ڈالی۔ بنی عباس کے برتاؤ سے جو امام حسینؑ کے ساتھ کر رہے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں افسوس ہے کہ یہ لوگ کیوں قتل حسینؑ میں شریک نہ ہوئے مگر بنی عباس نے بنی امیہ کی پیروی اس طرح کی امامؑ کو قبر میں چین سے رہنے نہ دیا۔"

Presented by Ziaraat.Com

اس کو سن کر کاشتکار رونے لگا۔ پھر کہا کہ اے زید! آپ نے مجھے (غفلت کی) نیند سے بیدار کیا اور میری ہدایت کی حالانکہ میں اس سے قبل غافل تھا۔ میں سامرہ متوکل کے پاس جاتا ہوں اور اس کو صورت حال سے آگاہ کرتا ہوں۔ چاہے وہ مجھے قتل کرے یا چھوڑ دے۔ جناب زید نے فرمایا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں تا کہ تمہاری مدد کروں۔

راوی کہتا ہے کہ جب کاشتکار متوکل لعین کے پاس گیا اور اس نے متوکل لعین سے امام حسینؑ کی قبر کے معجزے کو بیان کیا تو وہ شقی غیظ میں آ گیا اور اس کا بغض جو آل رسولؐ سے تھا اور زیادہ ہو گیا اور اس کاشتکار کے قتل کا حکم دیا اور کہا کہ اس کے پاؤں میں رسی باندھ کر اس کی لاش کو بازار میں کھینچا جائے۔ پھر اس کو سولی دی جائے مجمع عام میں تا کہ لوگوں کے لیے عبرت ہو۔ اور کوئی شخص اہل بیتؑ رسولؐ کے ذکر کرنے کی ہمت نہ کر سکے گا۔ (نہ کوئی ان کے فضائل کے بیان کرنے کی جرأت کرے گا)۔

(جب کاشتکار کو قتل کر دیا گیا تو) جناب زید کی یہ حالت ہوئی کہ ان کا حزن اور ان کی مصیبت زیادہ ہو گئی اور ان کا گریہ طویل ہو گیا۔ اور اتنا صبر کیا کہ کاشتکار کو سولی سے اتار کر مزبلہ پر پھینک دیا گیا تو جناب زید اس کاشتکار کی لاش کے پاس آئے اور اس کو اٹھا کر دجلہ پر لے گئے غسل و کفن کے لیے اور اس کی میت پر نماز پڑھی اور دفن کیا۔ اور تین روز تک اس قبر پر بیٹھے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہے اسی اثنا میں ایک روز رونے پیٹنے کی آواز سنی اور دیکھا کہ بہت سی عورتیں سر برہنہ، بال بکھرائے ہوئے اور گریباں چاک کیے ہوئے اور چہروں کو سیاہ کیے ہوئے آ رہی ہیں۔ اور بہت

Presented by Ziaraat.Com

سے مردوں کو بھی دیکھا کہ ہائے وائے کر رہے ہیں، چیخ رہے ہیں اور لوگ ہیں کہ شدید مضطرب نظر آ رہے ہیں۔ کہ اتنے میں دیکھا کہ ایک جنازہ چلا آ رہا ہے اور جھنڈیاں اور نشانات اس میت کے لیے بلند ہیں۔ اور بہت سے لوگ اس جنازے کو ہمراہ ہیں کہ راستہ تنگ ہو گیا ہے۔

جناب زید کہتے ہیں کہ مجھے گمان ہوا کہ متوکل (لعین واصل جہنم ہوا) مر گیا ہے۔ میں اُن میں سے ایک کے پاس گیا اور دریافت کیا کہ یہ میت کس کی ہے۔ اس نے کہا کہ متوکل (لعین) کی ایک حبشی کنیز تھی جس کا نام ریحانہ تھا مر گئی ہے۔ متوکل (لعین) اُس کنیز کو بہت دوست رکھتا تھا۔ پھر لوگوں نے اس میت کا بڑا احترام کیا اور اُس کو ایک قبر میں دفن کیا۔ اور اُس کی قبر میں گلاب و یاگلین (بچھایا) اور مشک و عنبر رکھا اور اس کی قبر پر ایک عالیشان قبہ بنایا۔

جب جناب زید نے ایک کنیز کی میت کی یہ شان و شوکت دیکھی تو ان کا غم اور زیادہ ہوا، اور ان کے غم کی آگ (اور) بھڑک اُٹھی۔ (زید کی یہ حالت تھی) کہ اپنے منہ پر طمانچے مارے، اپنے کپڑوں کو پھاڑ ڈالا اور اپنے سر پر خاک ڈالی اور فرمایا کہ اے حسینؑ مظلوم آپ پر افسوس آپ کربلا میں مسافر وحید و فرید اور پیاسے شہید کیے گئے۔ آپ کی عورتیں اور آپ کے اہل و عیال قید کیے گئے۔ اور آپ کے بچے ذبح کیے گئے۔ مگر آپ پر ان میں سے کوئی نہ رویا۔[1]

اور بغیر غسل و کفن آپ دفن کیے گئے اور اس کے بعد آپ کی قبر پر ہل چلایا گیا تا

[1] ہاں رونے والے موجود تھے وہ اُسراء کربلا مگر اشقیاء تازیانہ سے زدوکوب کرتے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

کہ آپ کے نور کو بجھا دیں۔حالانکہ آپ فرزند علیؑ و فاطمہؑ ہیں۔اور یہ شان ایک کنیز حبشہ کی (کہ لوگ گریہ وزاری کرتے ہوئے اس کی میت کو قبر تک لائیں) مگر فرزند محمد مصطفیٰ پر کوئی رونے والا نہیں۔

راوی کہتا ہے کہ جناب زید (یہ کہہ کر) اتنا روئے کہ غش آ گیا۔اور مجمع ان کو دیکھتا تھا (جبکہ جناب زید غش میں تھے) بعض لوگ جناب زید کی حالت پر افسوس کرتے تھے۔اور بعض لوگ جناب زید کی جانب از روئے عاطفت و مہربانی مائل تھے جب زید کو غشی سے افاقہ ہوا تو یہ چند اشعار نظم فرمایا:

ایحرث بالطف قبر الحسین	ویعمر قبر بنی الزانیه
لعل الزمان بهم قد لعیود	ویاتی بهم دولة الثانیه
الا لعن الله اهل الفاد	ومن یا من الدنیة الثانیه

”کیا یہی حق ہے کہ زنا کار عورت کی لڑکی کی قبر پر قبہ تعمیر کیا جائے اور امام حسینؑ کی قبر کربلا میں ہے اس پر ہل چلایا جائے۔شائد کہ زمانہ بنی امیہ کے ساتھ پلٹ آیا ہے اور ان کی حکومت دوبارہ قائم ہوگئی ہے۔آ گاہ ہو کہ اللہ کی لعنت ہو اہل فساد پر۔اور کون حالت امن میں سے فانی دنیا میں۔“

راوی کہتا ہے کہ جناب زید نے ان ابیات کو ایک کاغذ پر لکھا اور متوکل (لعین) کے کسی حاجب کو دیا (تا کہ ان اشعار کو متوکل لعین تک پہنچا دے) جب اس شقی نے ان اشعار کو پڑھا تو اس کا غیظ و غضب زیادہ ہوا اور حکم دیا کہ زید کو حاضر کیا جائے۔تو جناب زید کو متوکل (لعین) کے پاس لے جایا گیا تو متوکل لعین اور جناب زید کے درمیان کی کی وعظ و توبیخ جاری ہوئی۔(یعنی جناب زید نے اس کو وعظ و نصیحت کیا اور عذاب خدا سے

Presented by Ziaraat.Com

ڈرایا، دھمکایا) کہ متوکل کا غیظ و غضب اور زیادہ ہوا۔ اور جناب زید کے قتل کا حکم دیا۔ جب جناب زید متوکل لعین کے سامنے قتل کے لیے حاضر کیے گئے تو اس شقی نے جناب امیرؑ کی شان والا شان کو خفیف کرنے کے لیے جناب زید سے پوچھا کہ ابوترابؑ کون ہیں جناب زید نے فرمایا کہ قسم بخدا تو ابوترابؑ کو خوب اچھی طرح پہچانتا ہے اور ان کے فضل و شرف، حسب و نسب کو اچھی طرح جانتا ہے۔ قسم بخدا نہیں انکار کرتا ہے ان کے فضل کا مگر وہ جو کافر و مرتاب ہے۔ اور نہیں بغض رکھتا ان سے مگر وہ گروہ جو منافق اور جھوٹا ہے۔ اور جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہما السلام کے بعض فضائل و مناقب کو بیان کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ذکر کیا جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام کے ان فضائل کو جس نے متوکل لعین کو غضبناک کر دیا۔ تو اس نے جناب زید کے حبس کا حکم دیا۔ پس وہ محبوس کر دیے گئے جب رات کی تاریکی چھا گئی تو ایک شخص متوکل لعین کے پاس آیا اور اپنے پاؤں سے اس کو مارا اور کہا کہ اٹھ اور زید کو قید خانہ سے نکال ورنہ ابھی خداوندِ عالم تجھے ہلاک کر دے گا۔ تو وہ شقی اٹھا اور اس نے جناب زید کو قید خانہ سے نکالا اور ان کو ایک عمدہ خلعت دی اور جناب زید سے کہا کہ جو آپ چاہتے ہیں بیان کیجیے۔ جناب زید نے فرمایا کہ میں امام حسینؑ کی قبر کی تعمیر چاہتا ہوں اور یہ کہ ان کے زائرین سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے۔ تو اس نے کہا کہ آپ امامؑ کی قبر پر قبہ تعمیر کیجیے اور امامؑ کے زائر سے اب کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے گا۔ یہ سن کر جناب زید اس کے پاس سے خوش و خرم واپس آئے۔ اور شہروں میں گردش کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جو شخص امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو جانا چاہے وہ جائے اس کے لیے امان ہے طول ازمان میں۔[1]

---

[1] ناسخ التواریخ (بحوالہ فاضل مجلسی) ج ۶، ص ۴۱۸۔

Presented by Ziaraat.Com

العنوان الرابع

امام حسینؑ کے ان خصائص کے بیان میں جن کا تعلق قرآن مجید وکلام عزیز سے ہے۔اور اس عنوان میں چند مقاصد ہیں۔

پہلا مقصد:

یہ کہ امام حسین علیہ السلام کلام اللہ ہیں۔

دوسرا مقصد:

یہ کہ امام حسین علیہ السلام شریک قرآن ہیں۔اس لیے کہ خداوندِ عالم نے امام حسینؑ کو قرآن کے خصائص اور اس کے صفات کو عطا کیا۔

تیسرا مقصد:

اُن قرآنی آیتوں کے بیان میں جن میں امام حسینؑ کا مرثیہ بیان کیا گیا ہے۔

چوتھا مقصد:

اس بیان میں خداوند عالم نے فاتحۃ القرآن (سورۂ حمد) جو سبع مثانی ہے اور قرآن کے مقابل ہے) کے خصائص اور اسکے صفات کو امام حسینؑ کو عطا کیا۔ اور بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ جو قرآن کے ہر سورہ کا عنوان ہے اسکے خصائص کو بھی اللہ نے خصوصیت کے ساتھ امام حسینؑ کو دے دیا۔

پانچواں مقصد:

یہ مقصد لطیف وشریف ہے۔اس میں وہ تمام آیات قرآنی ہیں جن کا تعلق امام

Presented by Ziaraat.Com

حسینؑ سے ہے۔ پس ہم شروع کرتے ہیں اللہ کی مدد اور توفیق سے جو بڑا احسان کرنے والا ہے۔

پہلا مقصد:

امام حسینؑ قرآن ہیں اور وہ کلام اللہ حقیقی ہیں۔ کیونکہ وہ خداوند عالم کے حقیقتاً کلام ناطق ہیں۔ ان کا وجود ویسے ہی ہے جیسے کلام اللہ کا وجود ہے۔ اور یہ کلام الٰہی کے جو صامت و خاموش ہے معنی و مطالب بیان کرنے والے ہیں۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔ اور یہ دونوں وہی دو ثقل ہیں جن کو رسولؐ اللہ نے اپنے بعد چھوڑا ہے اور اپنی امت کو سپرد کیا ہے۔ اور مخصوص کر دیا ہے امام حسینؑ کو اپنی ودیعت میں امت کے لیے چند خاص امور کے ساتھ۔

پس رسولؐ اللہ امام حسینؑ کو منبر پر اپنے ساتھ لے گئے اور فرمایا: "ایھا الناس! یہ ہیں حسین ابن علیؑ۔ انہیں پہچان لو اور انہیں فضیلت دو۔ اور فرمایا میرے مالک میں تیرے سپرد کرتا ہوں امام حسینؑ اور صالح المومنین کو۔ پس امام حسینؑ ودیعت نبویہ ہیں ان کی امت میں۔ یہاں تک کہ اس کے پاس بھی ودیعت ہیں جو اس زمانہ میں نہ تھا۔ پس امام حسینؑ ہمارے پاس بھی نبیؐ کی امانت ہیں۔ لہٰذا غور کرو اے پیغمبرؐ کی امت والو کہ تم کس طرح ودیعت نبویہ کی حفاظت کرتے ہو۔

دوسرا مقصد:

اس مطلب کے بیان میں کہ امام حسینؑ قرآن مجید کے تمام صفات و خصائص اور فضائل میں شریک ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

اب میں قرآن مجید کے صفات وفضائل اور اُس کے خصائص بیان کروں گا پھر امام حسینؑ کے صفات وخصائص اور فضائل کو اس سے منطبق کروں گا۔لہٰذا میں کہتا ہوں کہ قرآن ہدایت کرتا ہے لوگوں کی اسلام کی طرف۔اور اس میں حق کو باطل سے ممتاز کرنے کی روشن نشانیاں ہیں اور امام حسینؑ لوگوں کی ہدایت کرنے والے ہیں ایمان کی طرف اور ہدایت کی روشن نشانی ہیں۔اور فرق کرنے والے ہیں حق و باطل کے درمیان جب انہوں نے عزم کیا جنگ کرنے کا۔خلفاء جور سے۔اور اس دن جب حضرتؑ کی شہادت ہوئی ہے۔(یعنی یوم عاشورہ بھی امامؑ درمیان حق و باطل کے فرق کرنے والے ہیں۔)

قرآن مجید جس شب میں نازل ہو وہ شب قدر تھی اور امام حسینؑ کی ولادت کی شب میں بھی ملائکہ اور روح الامین اپنے رب کے حکم سے زمین پر نازل ہوئے اس کام کے لیے۔لہٰذا وہ شب جس میں امامؑ عالی مقام پیدا ہوئے سلامتی ہے اللہ کے حکم سے جناب جبرئیلؑ کے ذریعہ تہنیت ولادت امام حسینؑ کی وجہ سے صبح تک۔

قرآن مجید شفاعت کرنے والا ہے اس کی جو اس کی تلاوت کرے اور اس کی جو پابندی کے ساتھ ہمیشہ تلاوت کرتا رہے۔اور امام حسین شفاعت کرنے والے ہیں اس کی جو آنحضرت کی زیارت کرے اور ان پر گریہ کرے۔

قرآن مجید اپنے اسلوب و معانی کے اعتبار سے معجزہ ہے۔اور امام حسینؑ اپنے سر اور بدن، خون اور تربت کے لحاظ سے معجزہ ہیں جیسا ظاہر ہوتا ہے تمام مذکورات (یعنی سر، بدن، خون، تربت) کے کرامات سے۔

قرآن مجید جدید معلوم ہوتا ہے جب بھی اس کی تلاوت کی جائے۔(اور تیرہ سو

Presented by Ziaraat.Com

برس گزرنے کے بعد بھی وہ پرانا معلوم نہیں ہوتا) اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا بار بار پڑھنے کے بعد بھی ملول نہیں ہوتا۔

اور امام حسین علیہ السلام کی مصیبت ہمیشہ نئی معلوم ہوتی ہے۔ امامؑ مظلوم کے مصائب کو کثرت سے بار بار سننے والا ملول نہیں ہوتا۔

قرآن کا پڑھنا عبادت ہے اور اس کا سننا عبادت ہے۔ امام حسینؑ کا مرثیہ لکھنا عبادت ہے اور سننا عبادت ہے۔ امامؑ کی مجلس میں بیٹھنا عبادت ہے امامؑ مظلوم کی مصیبت سن کر غمگین ہونا عبادت ہے۔ ان پر رونا عبادت ہے ان کے مصائب کو دوسروں کے سامنے بیان کرکے رلانا بھی عبادت ہے۔ ان کے غم میں رونے والوں کی شکل بنانا بھی عبادت ہے۔ اور ان کی زیارت عبادت ہے۔ ان پر دور سے سلام کرنا عبادت ہے۔ اور انکے زائر کی زیارت کرنا عبادت ہے۔ ان کے ساتھ شہادت کی تمنا کرنا عبادت ہے۔

قرآن مجید کے احترام میں کچھ احکام ہیں اور وہ یہ کہ اس کو چھوڑا نہ جائے اور اس پر غبار پڑنے نہ دیا جائے۔ اور یہ کہ اس کو مس نہ کرے مگر طہارت کے ساتھ۔ اور قرآن مجید کی متاع دنیا کی طرح خرید و فروخت نہ کی جائے۔

اور امام حسینؑ کے لیے بھی ایسا ہی احترام ہے۔ لیکن امام حسینؑ پر (کربلا میں) گرم غبار آلودہ ہوائیں چلتی رہیں۔ اور غبار نے ان کے جسم کو گھیر لیا تھا (کیونکہ امامؑ کی شہادت کے بعد ان کے لاشہ کو ظالموں نے زمین کربلا پر چھوڑ دیا تھا) اور ان کے طیب و طاہر جسم سے نجاستیں مس ہوئیں۔ (یعنی ان کے قاتلین جو حقیقتاً رجس ہیں، یعنی امامؑ

Presented by Ziaraat.Com

کے جسم مبارک سے ان ملاعین کے نجس جسم مَس ہوئے اور سیّد الشہداءؑ کے قاتلین نے ان کو قتل کرنے کے لیے اپنے دین کو چند کھوٹے سکوں کے عوض میں بیچ ڈالا اور امامؑ پر (کربلا میں ساتویں محرم کی شام سے) پانی بند کر دیا۔ (تا کہ امام حسینؑ اور ان کے بچے پانی نہ پاسکیں۔)

قرآن مجید خداوندِ عالم کی خاموش کتاب ہے اور امام حسینؑ کلام اللہ الناطق، اللہ کی بولتی ہوئی کتاب ہیں۔

قرآن مجید، شریف، مجید، کریم ہے۔ شریف ہے، گرامی اور بزرگی والا ہے۔

امام حسین علیہ السلام کریم و شریف و مجید اور شہید ہیں۔

قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے واقعات (قصص) اور انکے حالات ہیں۔ اور جو مصیبتیں ان پر پڑتی تھیں انکا بیان ہے۔ امام حسینؑ کے حالات میں تمام انبیاء علیہم السلام کا قصہ ہے۔ اور ان کی حالت عیاں ہے۔ (یعنی ان کے مصائب ظاہر ہیں اور اب تک ان پر مصائب واقع ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً ان کے غم کے اظہار پر مختلف حیثیت سے پابندیاں ان کے دشمن عائد کرتے رہتے ہیں۔)

قرآن مجید میں آیات ظاہرہ چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہیں (٦٦٦٦) امام حسینؑ کے جسم میں آیات ظاہرہ ایک ہزار نو سو ہیں۔ (١٩٠٠)۔ اور کہا گیا ہے کہ چار ہزار (٤٠٠٠) زخم ہیں۔

اور جب تم شمار کرو گے تلواروں کی ضربوں کو اور نیزوں کے واروں کو جو امام حسینؑ کے جسم پر کئی جگہ متعدد بار پڑے ہیں۔ اور ان زخموں کو جو امام حسینؑ کے جسم کے

Presented by Ziaraat.Com

پامالی کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے۔تو زخموں کی تعداد (جو جسم امام حسینؑ پر واقع ہوئے ہیں) ۶۶۶۶ تک پہنچ جائے گی۔

قرآن مجید میں ایک سو چودہ (۱۱۴) مقام پر بسم اللہ ہے۔

امام حسینؑ کے جسم مبارک میں بھی مثل بسم اللہ کے ایک سو چودہ تلواروں کے زخم ہیں۔

قرآن مجید اس کے لیے اجزاء ہیں۔سورتیں ہیں، سطریں ہیں، کلمات ہیں، حروف ہیں، نقطے ہیں، اعراب ہیں، اعراب اصطلاح میں آخر کلمات کی حرکت کو کہتے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام کے جسم کے لیے اجزاء ہیں اور اس (جسم امام حسینؑ) کے لیے سورتیں ہیں۔اور اس جسم کے لیے سطریں ہیں۔اور امامؑ کے جسم میں کلمات ہیں، حروف ہیں، نقطے ہیں، اعراب ہیں جمع ہونے سے تلواروں کی سطروں کے اور نیروں کے کلمات کے، تیروں کے نقطوں کے اور ان کے اعراب کے۔

قرآن مجید چار قسم پر ہے۔(یعنی ان میں جو سورہ ہیں ان کی تقسیم چار قسموں پر ہے)

سورہ طوال، اور مبین، اور مثانی اور مفصل

امام حسینؑ کا جسم (ٹکڑے ٹکڑے ہو کر) چار قسم میں منقسم ہوتا ہے۔

۱۔سر نوک نیزہ پر بار بار پھرایا گیا۔

۲۔جسم مبارک کربلا میں تھا۔

۳۔اور خون پرندوں کے پروں پور اور سبز شیشہ میں ملک کے پاس تھا۔

۴۔اور مفصل یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے اعضا اطراف جسد کے متفرق ہو گئے۔

(کسی نے ایک انگوٹھی کے لیے انگشت قطع کر دی، کسی نے ازار بند کے لیے دست

Presented by Ziaraat.Com

مبارک کو قطع کر دیا)

قرآن مجید کے تیس جز ہیں۔ اور ہر نصف جزو کو بھی ایک جز علیحدہ قرار دیا گیا جس کا نام شصت پارہ رکھا گیا۔

امام حسین علیہ السلام کے متعلق مجھے نہیں معلوم کہ میں کیا کہوں۔ اس تطبیق کے سلسلہ میں کہ اس قرآن مجید کو شصت پارہ (۶۰ پارہ) کہا جاتا ہے مگر امام حسینؑ کا جسم تلواروں، نیزوں، تیروں اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچل جانے کی وجہ سے پاش پاش ہو گیا تھا۔

قرآن کے نام خداوندِ علم نے رکھے ہیں۔ جن کی تعداد بتیس تک پہنچتی ہے۔ اور اس طرح سے یہ اسماء صادق آتے ہیں امام حسینؑ پر۔

پس ہم خداوندِ عالم کی مدد سے کہتے ہیں قرآن مجید کا نام اللہ نے "مبارک" رکھا ہے۔ چنانچہ خداوندِ عالم کا ارشاد ہے۔ "هذا ذکر مبارك" یہ ذکر (یعنی قرآن مجید) مبارک ہے۔ اور جناب موسیٰ سے کلام کرنے کی جگہ کے نام کو اللہ نے "بقعہ مبارکہ" رکھا ہے۔ اور شجرہ زیتونہ (زیتون کا درخت) کا نام جس کا تذکرہ آیت نور میں ہے اللہ نے "مبارکہ" رکھا ہے۔ اور جناب عیسیٰؑ نے فرمایا "واجعلنی مبارکاً" (ہم کو اللہ نے مبارک قرار دیا ہے) اور ماء قطر (بارش کا پانی) کا نام بھی اللہ نے "مبارک" رکھا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے "وانزلنا من السماء ماءً مبارکاً" ہم نے آسمان سے مبارک پانی نازل کیا۔ اور لیلۃ القدر (شب قدر) کا نام بھی اللہ نے مبارک رکھا ہے۔ جیسا کہ قرآن کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے قرآن کو نازل کیا لیلۃ مبارکہ (شب قدر) مبارک رات میں۔

Presented by Ziaraat.Com

اور امام حسینؑ کا نام اللہ نے مبارک رکھا ہے اس وحی کے ذریعہ جو بلا واسطہ پیغمبرؐ پر نازل ہوئی۔ (اس وحی کا تذکرہ) ایک عجیب روایت میں ملتا ہے جو عجیب وغریب فضیلت کی خبر دیتی ہے اس روایت کا ایک جملہ یہ ہے۔ بورك فی مولد علیه صلوتی و بر کاتی ورحمتی اے پیغمبرؐ خدا آپ کو برکت دی گئی ہے ایسے مولود سے جس کا میں نے تذکرہ الطلاق کے عنوان میں کیا ہے ہماری صلوٰت ورحمت وبرکت ہے۔"

قرآن مجید شفاء ورحمت ہے مومنین کے لیے۔ امام حسین علیہ السلام امراض باطینہ کے لیے شفا ہیں اور ان کی تربت امراض ظاہری کے لیے شفا ہے اور وہ حضرتؑ مومنین کے لیے رحمت ہیں۔ زیادہ تر مومنین کو کامیابی امام حسینؑ کے ذریعہ سے ہوئی۔

قرآن مجید نور ہے۔ امام حسینؑ نور ہیں۔ جب ان کا جسم مبارک خاک وخون میں آلودہ تھا۔ عبداللہ بن عمار کی روایت تفصیل سے عبارات تلبیہ میں گزر چکی۔

قرآن مجید جناب نبیؐ اور لوگوں کی روح ہے جیسا کہ آیہ شریفہ میں ہے (القرآن روح للنبی وللناس)

اور امام حسین علیہ السلام ریحانہ رسولؐ اللہ ہیں اور لوگوں کے لیے راحت ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

قرآن مجید حکیم ہے قلوب (ناس) کا علاج کرتا ہے۔

امام حسینؑ حکیم ہیں (انہوں نے) علاج کیا ایک قوم کا (اس طرح) کہ ان کو اطاعت الٰہی تک پہنچا دیا۔ اور گنہگاروں کا علاج اپنی شفاعت سے کیا۔

قرآن مجید بشیر ونذیر ہے۔ بشارت دینے والا (اور عذاب الٰہی سے) ڈرانیوالا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

امام حسین علیہ السلام بھی بشیر ونذیر ہیں۔

قرآن کتاب مبین ہے۔(یعنی اللہ کی روشن کتاب ہے)

امام حسینؑ (ایسے) امام مبین ہیں (جنہوں نے) حق کو باطل سے جدا کر دیا۔

قرآن ذکر ہے ہر مومن کے لیے۔

امام حسینؑ جناب پیغمبر خدا کے ذکر ہیں۔پیغمبرؐ کی تمام عمر کا وظیفہ ہیں۔

قرآن مجید میں آیت الکرسی ہے اور آیت نور ہے۔

امام حسینؑ میں (بھی) کرسی ہے جو علم الٰہی کا معدن ہے۔اور ان میں آیت نور بھی ہے جو شب تاریک اور خاک خون (روایت عمار میں اس کی طرف اشارہ ہے) سے بجھ نہ سکی۔

قرآن مجید میں آیات شفاء، آیات رجاء (اُمید) اور آیات رحمت ہیں۔

امام حسینؑ میں آیات وصفات ہیں شفا کے لیے اور ان میں رجاء (امید) کے اسباب ہیں۔علل نام ہیں رحمت کے لیے ہیں۔

قرآن مجید کے لیے چودہ منزلیں ہیں۔ ابتدائے حدوث (قرآن مجید کی ابتدائے خلقت) سے اس کے جنت میں پہنچنے تک۔اس لیے کہ قرآن ایک شخص مخلوق جلیل ہے اس کے لیے کلام ہیں اور منزلیں ہیں اور نزول ہے اور شفاعت ہے اور خصوصیت ہے۔

جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔قرآن مجید کی پہلی منزل:

اس کے حدوث وایجاد کی منزل ہے قرآن مجید وجوداولاً اس لوح میں ہوا جو جسم

Presented by Ziaraat.Com

خاص ہے یا ملک ہے۔

۲۔قرآن مجید کی دوسری منزل:

قلب اسرافیل علیہ السلام ہے جو نظر کرنے والے ہیں لوح کی طرف۔

۳۔قرآن مجید کی تیسری منزل:

قلب میکائیلؑ ہے۔ کیونکہ اسرافیلؑ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں میکائیلؑ پر۔

۴۔قرآن مجید کی چوتھی منزل:

قلب جبرئیلؑ ہے کیونکہ جناب میکائیلؑ، جناب جبرئیلؑ پر تلاوت کرتے ہیں۔ اور تلاوت کے ذریعہ قرآن مجید قلب جبرئیلؑ میں پہنچ جاتا ہے اسی طرح دوسرے ملک کے قلب کو بھی سمجھنا چاہیے۔

۵۔قرآن مجید کی پانچویں منزل:

بیت معمور ہے (کیونکہ شب قدر میں قرآن مجید بیت معمور میں نازل ہوا تھا) جیسا کہ تفسیر صافی میں صادق آل محمدؐ سے مروی ہے۔

۶۔قرآن مجید کی چھٹی منزل:

قلب نبیؐ ہے۔ قرآن جملۃ واحدۃ قلب نبیؐ پر نازل ہوا تاکہ پیغمبرؐ کو اس کی تعلیم دی جائے۔ لوگوں پر تلاوت کرنے کے لیے جملہ واحدۃ نازل نہیں ہوا۔ بلکہ اس کا نزول جملہ واحدۃ رمضان کی پہلی تاریخ کو ہوا۔

Presented by Ziaraat.Com

۷۔قرآن مجید کی ساتویں منزل:

اس کا نزول پیغمبرؐ خدا پر یوم مبعث ہے تاکہ لوگوں کو پڑھ کر سنائیں اول مبعث ہیں۔

۸۔قرآن مجید کی آٹھویں منزل:

ہر لیلۃ القدر میں امام عصرؑ پر جو سلام ہے صبح تک (یعنی ملائکہ ہر شب قدر میں ہر سال امام عصرؑ کے پاس نازل ہوتے ہیں اور سلام و پیام کے تحفے پیش کرتے ہیں۔

۹۔قرآن مجید کی نویں منزل:

کان ہے۔ کیونکہ اسی سے تلاوت کو سنا جاتا ہے۔

(اور وہ منزل سماعت ہے)

۱۰۔قرآن مجید کی دسویں منزل:

زبان ہے۔ کیونکہ زبان سے تلاوت ہوتی اور وہ منزل قرأت ہے۔

۱۱۔قرآن مجید کی گیارہویں منزل:

قرطاس ہے کیونکہ کاغذ پر اس کے حروف لکھے جاتے ہیں۔

۱۲۔قرآن مجید کی بارہویں منزل:

قلوب ہیں۔

۱۳۔قرآن مجید تیرہویں منزل:

یوم محشر ہے جو عجیب ہیئت کے ساتھ گزرے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

جیسا کہ بحارالانوار میں کسی امامؑ سے روایت ہے۔

۱۴۔قرآن مجید کی چودہویں منزل:

جنت ہے۔اوراس کے لیے درجات ہیں۔قرآن مجید کے قاری سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھواور بلند ہو۔

وہ تمام باتیں جن کا میں نے تذکرہ کیا اس کا ماخذ روائتیں ہیں۔ان منازل کی کیفیت کے لیے تفصیل ہے جو دوسرے مقام پر ہے۔

میرا مقصد اس وقت یہ ہے کہ میں بیان کروں کہ امام حسین علیہ السلام کے فضائل کی چودہ منزلیں ہیں اوراسی طرح ان کے مصائب کی بھی چودہ منزلیں ہیں۔

لہٰذا ہم امام حسینؑ کے فضائل ومصائب کی چودہ چودہ منزلوں کی تفصیل خداوندِ عالم کی توفیق ومدد سے بیان کرتے ہیں۔

پس امام حسینؑ کے فضائل کی چودہ منازل کو بیان کرتے ہیں۔

پہلی منزل:

امام حسین علیہ السلام کے فضائل کی اُن کی خلقت کی ہے تمام مخلوقات سے پہلے۔تمام مخلوقات سے پہلے امام حسین علیہ السلام کو اللہ نے پیدا کیا اور اُن کی خلقت نوری ہے۔جیسا کہ روایت میں ہے کہ سرورِ کائنات نے فرمایا کہ خداوندِ عالم نے سب سے پہلے ایک نور کو خلق کیا،اورایک روح کواوران دونوں کوممزوج کردیا۔پھراس سے مجھے،علیؑ،فاطمہؑ، حسنؑ،حسینؑ کو پیدا کیا۔(جیسا کہ کلمات مکنونہ ودیگر کتب میں بکثرت اس باب میں روایات موجود ہیں)

Presented by Ziaraat.Com

دوسری منزل:

امام حسین علیہ السلام کے فضائل کی وہ ہے جس کا تعلق عرش سے ہے۔ امام حسین علیہ السلام کے عرش سے متعلق کچھ حالات ہیں۔

کبھی یمین عرش تھے، کبھی فوق عرش تھے، کبھی حامل عرش تھے، کبھی عرش کے آگے تھے، کبھی ظل عرش تھے، کبھی مجلس عرش تھے، کبھی عرش کے قریا، کبھی عرش کے شلق (گوشوارہ) تھے۔ اور کبھی عرش کی زینت تھے۔ تمام خبریں روایات سے ماخوذ ہیں۔ (جیسا کہ معالم الزلفیٰ میں معصومین سے بکثرت روایات ہیں۔)

تیسری منزل:

امام حسین علیہ السلام کے منازل کی تیسری منزل کہ جس کا تعلق جنت سے ہے۔ امام حسینؑ کے لیے جنت میں کچھ کیفیتیں ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے کہ کبھی جنت میں شجرہ (جنت) تھے، کبھی جنت کے ذرخت کے پھل تھے۔ کبھی جنت میں جناب فاطمہ زہرا کے گوش کے قرط (گوشوارہ) تھے، کبھی زینت جنت تھے، کبھی جنت کے قرط تھے، اور کبھی جنت کے ارکان کے لیے زینت تھے۔ (چنانچہ سیّد ہاشم بحرانی نے معالم الزلفیٰ میں اس باب میں کثرت سے روائتیں معصومین سے نقل کی ہیں)

چوتھی منزل:

صلب ہے۔ اپنے اجداد کے صلب میں نور تھے۔

پانچویں منزل:

رحم ہے۔ اپنے امہات کے ارحام مطہرہ میں نور تھے۔ خاص کر جب جناب

Presented by Ziaraat.Com

فاطمہ زہراؑ جناب امام حسینؑ کے نور کی حامل ہوئیں۔ خود معصومہؑ کا بیان ہے کہ جب میں نور امام حسینؑ سے حامل ہوئی تو مجھے اندھیری راتوں میں چراغ کی ضرورت نہ تھی۔[1]

چھٹی منزل:

لعبا حوریہ کے ہاتھوں پر تھی۔ جو جنت سے ولادت امام حسینؑ کے وقت قابلہ کی خدمت انجام دینے کے لیے حورالعین کے ساتھ بھیجی گئی تھی۔[2] جیسا کہ مدینۃ المعاجز میں ہے۔

ساتویں منزل:

جسد جناب پیغمبرؐ خدا ہے۔ امام حسینؑ کے لیے اس منزل میں بہت سی مجلسیں ہیں۔ (یعنی ساتویں منزل جسد نبیؐ ہے اور جسم نبیؐ کے مختلف اعضا پر امام حسینؑ کی نسبت ہے۔) عاتق (یعنی دوش نبیؐ) پر ایمام حسین کی مجلس ہے۔ کتف (شانہ) نبیؐ امام حسینؑ کی مجلس ہے۔ سینہ نبیؐ امام حسینؑ کی مجلس ہے۔ ہر جگہ کے لیے ایک کیفیت خاص ہے جس کو ہم نے ذکر کیا ہے اس کے محل میں۔ اسی طرح جناب پیغمبرؐ خدا کے اعضاء کے لیے بھی امام حسینؑ کے جسم پر ایک خاص منزل ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

پس جناب پیغمبرؐ خدا کے زبان کی منزل دہن امام حسینؑ ہے۔ چنانچہ جناب سرورکائنات اپنی زبان امام حسینؑ کو چساتے تھے۔ اور جناب پیغمبرؐ خدا کے انگوٹھے کی منزل حلق امام حسینؑ ہے۔ چنانچہ جناب رسولؐ خدا اپنے انگوٹھے سے امام حسینؑ کو غذا

---

[1] ناسخ التواریخ، ج۶، ص۶۔

[2] اسرار الشہادۃ، بحوالہ منتخب، ص ۹۳۔

Presented by Ziaraat.Com

دیتے تھے۔

اور جناب پیغمبرؐ خدا کے ہونٹوں کی امام حسینؑ کے جسم پر کچھ منزلیں ہیں۔

۱)۔جبین امام حسینؑ ہے۔ ۲)۔گلوئے امام حسینؑ ہے۔ جناب رسولؐ خدا کے ہونٹوں کا نزول نحر امام حسینؑ پر زیادہ ہوتا تھا۔ (یعنی جناب پیغمبرؐ خدا امام حسینؑ کے گلوئے مبارک کا بہت زیادہ بوسہ لیتے تھے) ۳)۔ امام حسینؑ کے ناف کے اُوپر کا حصہ۔ جناب پیغمبرؐ خدا اس حصہ کا خصوصیت سے بوسہ لیتے تھے۔

آٹھویں منزل:

صدر (سینہ) جناب فاطمہ زہرا صلوٰات اللہ وسلامہ علیہا ہے۔

نویں منزل:

جناب امیر المومنینؑ کے دونوں ہاتھ ہیں۔ جب جناب امیر المومنینؑ امام حسینؑ کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھاتے تھے تو جناب رسولؐ خدا امام حسینؑ کے تمام جسم کا بوسہ لیتے تھے اور گریہ فرماتے تھے۔ اس وقت امام حسینؑ دریافت فرماتے تھے کہ اے بابا آپ کیوں گریہ کر رہے ہیں۔ تو جناب پیغمبرؐ خدا جواب میں ارشاد فرماتے تھے۔ تمہارے جسم پر جہاں جہاں تلواریں پڑنے والی ہیں اس جگہ کو چوم رہا ہوں اور گریہ کر رہا ہوں۔

دسویں منزل:

کتف و عاتق یعنی شانہ جناب جبرئیلؑ ہے۔ جناب امام حسینؑ جناب جبرئیلؑ کے شانے پر متعدد بار سوار ہوئے ہیں۔ جناب جبرئیلؑ پیغمبرؐ خدا سے امام حسینؑ کو اپنے کتف و عاتق پر سوار کرنے کے لیے التماس کرتے تھے۔ (جیسا کہ معالم الزلفیٰ میں

Presented by Ziaraat.Com

مروی ہے)

گیارہویں منزل:

منبر رسولؐ ہے۔ اس لیے کہ جناب رسول اللہؐ کے منبر پر ان کے ساتھ کبھی کوئی نہیں گیا سوائے علیؑ کے جبکہ ان کو غدیر میں بلند کیا تھا اور فرمایا تھا۔ "من کنت مولاہ فھذا علی ؑ مولاہ" اور امام حسینؑ کو اپنے ساتھ منبر پر لے گئے اور بٹھایا اپنے سامنے یا اپنے پہلو میں درانحالیکہ پیغمبرؐ خدا منبر پر تھے۔ اور اس وقت فرمایا:

"یہ ہیں حسینؑ ابن علیؑ پس انہیں پہچان لو اور فضیلت دو جیسا کہ انہیں اللہ نے فضیلت دی ہے۔"

پھر اپنے اصحاب کو امام حسینؑ کے قتل کی خبر دی۔ پھر امامؑ کے قاتل پر اور ترک نصرت کرنے والے پر بددعا کی۔ پھر امام حسینؑ کو رسولؐ اللہ نے سپرد فرمایا ہر مومن کو یہاں تک کہ (اے برادران ایمانی) تم کو بھی سپرد کیا۔ اس لیے کہ اپنے اس قول میں عمومیت پیدا کی ہے۔ اللھم انی استودعك و صالح المومنین' جناب پیغمبرؐ خدا کی اس تقریر کو سن کر اصحاب رونے لگے۔ تو پیغمبرؐ خدا نے فرمایا تم روتے ہو، اور نصرت نہیں کرتے ہو۔ میں کہتا ہوں کہ تم لوگ سنتے ہو اس حدیث کو مگر روتے نہیں۔ تم لوگ بڑے سرکش ہو۔

بارہویں منزل:

قلب نبیؐ ہے۔ کیونکہ امام حسینؑ کی قلب نبیؐ میں ایک خاص منزل ہے۔ اس لیے کہ پیغمبرؐ نے اپنے قلب کا وصف یوں بیان فرمایا ہے کہ اس قلب میں حسینؑ کی جیسی محبت ہے ویسی کسی کی نہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

تیرہویں منزل:

صدر نبیؐ ہے ایک زمانہ خاص میں اور وہ زمانہ وہ ہے جب پیغمبرؐ خدا دنیا سے کوچ کر رہے تھے تو اس وقت امام حسینؑ پیغمبرؐ خدا کے سینہ مبارک پر تھے۔ اور پیغمبرؐ خدا کا قلب اس حالت میں امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر افسوس کر رہا تھا۔ حالانکہ پیغمبرؐ خدا حالت احتضار میں تھے مگر امام حسینؑ کا ذکر کرتے تھے۔ اور اس وقت آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا "مالی ولیزید لا بارك الله فی یزید" مجھے یزید سے کیا نسبت خداوندِ عالم یزید کو برکت نہ دے۔ پھر فرمایا، اب میں رفیق اعلیٰ میں جا رہا ہوں۔ اور روح مبارک اس جسم مطہر سے پرواز کر گئی۔

چودہویں منزل:

مومنین کے قلوب ہیں۔ اس لیے کہ امام حسینؑ کی محبت قلوب مومنین میں ہے۔ کیونکہ جناب پیغمبرؐ خدا نے امام حسینؑ کی محبت کے متعلق فرمایا تھا کہ امام حسینؑ کی محبت مومنین کے دل میں چھپی ہوئی ہے۔ پس اپنے اپنے نفوس کا جائزہ لو! اور کہو بیشک رسولؐ خدا نے سچ فرمایا۔ (اگر حسینؑ کی محبت تمہارے دلوں میں پوشیدہ ہے۔)

پھر میں امام حسینؑ کی ان منزلوں کو بیان کرتا ہوں جن میں انہیں مصائب واقع ہوئے ہیں یا انکے ان مصائب کا تذکرہ کر رہا ہوں کہ ان پر انکی منزلوں میں واقع ہوئے۔ اور وہ چودہ ہیں۔

امام حسینؑ کے مصائب کی پہلی منزل:

تو وہی ہے جوان کی اصل منزل یعنی مدینہ (رسولؐ) تھی۔ (اس منزل میں امام

Presented by Ziaraat.Com

حسینؑ پر مصیبت) اس وقت سے ہوئی جب امامؑ کو (ظالمین بنی امیہ نے) مدینہ رسولؐ سے اُکھاڑ پھینکا۔ (زبردستی نکالا) پس امام حسینؑ پر یہ بہت دشوار تھا۔ اس وقت اپنے رب سے اس طرح دعا کی۔

اللھم انا عترۃ نبیک قد از عجونا

''خدایا ہم تیرے نبیؐ کی عترت ہیں ہم کو (ظالمین بنی امیہ نے مدینہ سے) اُکھاڑ دیا زبردستی نکالا۔''

(اپنے جد بزرگوار جناب محمد مصطفیٰؐ) ان کی قبر کے پاس آ کر اس طرح (امت نبیؐ کی) شکایت کی کہ:

"انا الحسین علیہ السلام بن فاطمۃ علیہا السلام قد خذلونی و ضیعونی"

''میں حسینؑ ابن فاطمہؑ ہوں مجھے (آپ کی امت نے) چھوڑ دیا، میری نصرت نہ کی اور مجھے ضائع کر دیا۔''

امام حسینؑ کے مصائب کی دوسری منزل:

وہ ہے جو تمام شئے، انسان ہو یا طیر، شجر، نباتات سب کے لیے امن (جائے امن) ہے۔

یعنی ''حرم شریف، حرم مکہ''

پس امام حسینؑ کے لیے امن (جائے امن) ظالمین کے خوف سے ''جائے خوف'' ہو گیا۔ کیونکہ انہوں (ظالمین بنی امیہ) نے امام حسینؑ کے قتل کا ارادہ مامن میں کر لیا تھا۔ اور مامن امام حسینؑ کے لیے خوف کی جگہ بن گیا۔ (اور جب امام حسینؑ کو ان کے ارادۂ فاسدہ کی خبر ملی تو حج کو عمرہ سفردہ سے بدل دیا) اور وہاں سے کوچ کر گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

امام حسینؑ کے مصائب کی تیسری منزل:

درمیان مکہ و کوفہ کے ہے۔ امامؑ مکہ و کوفہ کے درمیان جس منزل پر اترتے تھے لوگ انہیں خوف دلاتے تھے اور جس کو امامؑ دیکھتے تھے وہ کترا جاتا تھا اور ترک نصرت کرتا تھا۔

امام حسینؑ کے مصائب کی چوتھی منزل:

کربلا ہے۔ امام علیہ السلام کربلا میں اقامہ اور توطن کی نیت سے اترے اس لیے جمالوں سے فرمایا کہ:

''اے لوگ! یہاں پر ہمارے باروں کو اتار دو اور تم لوگ پلٹ جاؤ کیونکہ یہاں سے ہمارا ابھی کوچ کا ارادہ نہیں ہے۔''

امام حسینؑ کے مصائب کی پانچویں منزل:

وہ مرکز جو میدان جنگ تھا۔ وہاں پر حضرت جنگ کرتے کرتے استراحت کے لیے آتے تھے اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم فرماتے تھے۔

امام حسینؑ کے مصائب کی چھٹی منزل:

امامؑ کی قتل گاہ ہے۔ جس کے متعلق حضرتؑ کا ارشاد ہے۔ "خیرلی مصرع انا لاقیہ" میرے لیے قتل گاہ مقرر منتخب کی گئی ہے اور میں وہاں پر پہنچنے والا ہوں۔''

اور امامؑ تین یوم یا چار یوم بعد شہادت روئے زمین پر (بلا غسل و کفن) پڑے رہے۔ پھر اس زمین سے کوچ کر کے زیر زمین تشریف لے گئے اور وہ امامؑ کی قبر شریف و معظم ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

امام حسینؑ کے مصائب کی ساتویں منزل:

یہ منزل امام حسینؑ کے سر کی (منزل) ہے۔ شب یازدہم ماہ محرم خولی بن یزید کے گھر میں امام حسینؑ لایا گیا۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ سر امام حسینؑ اُجانہ (   ) کے نیچے رکھا گیا۔ مگر مشہور یہ ہے کہ وہ نور (یعنی سر امام حسینؑ) تنور میں رکھا گیا۔

امام حسینؑ کے مصائب کی آٹھویں منزل:

یہ منزل سر امام حسینؑ کی قبضہ ابن زیاد ہے۔ سر امام حسینؑ ابن زیاد کے سامنے ایک طبق میں رکھا گیا اور وہ ملعون سر امام حسینؑ کے اپنے قبضے میں آنے کی وجہ سے بہت خوش تھا۔ امامؑ پر عظیم مصیبت ابن زیاد کا مسکرانا تھا۔ جب اس نے امام حسینؑ کے سر کو اپنے پاس طبق میں رکھا ہوا دیکھا تو مسکرایا۔ اور شائد کہ ابن زیاد کا سر امام حسینؑ کو دیکھ کر مسکرانا مصیبت کے اعتبار سے عظیم ہے اس لعین کی ضرب سے جو خیزران کی چھڑی سے امامؑ کے دندان مبارک وعین وانف پر لگاتا تھا۔

مام حسینؑ کے مصائب کی نویں منزل:

کوفہ کا وہ درخت ہے جس پر سر امام حسینؑ لٹکایا گیا تھا۔

امام حسینؑ کے مصائب کی دسویں منزل:

کوفہ اور شام کے درمیان کی وہ منزلیں ہیں جس میں کبھی امامؑ کا سر نیزہ پر رکھا گیا اور کبھی صندوق میں رکھا گیا۔ ہائے افسوس کہ امامؑ کا سر بریدہ منزلوں میں یعنی مختلف شہروں میں رکھا گیا۔ ہر شہر میں جس میں کہ امام حسینؑ کا سر مبارک رکھا گیا آج تک اس کے نشانات باقی ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

امام حسینؑ کے مصائب کی گیارہویں منزل:

(امامؑ کے سر بریدہ کو در بدر پھرایا جانا عظیم ترین مصیبت ہے) اسی طرح امامؑ کے سر مبارک کا دیر راہب میں جانا بھی مصیبت ہے۔ مگر اس منزل مصیبت پر راہب نے امام حسینؑ کے سر کا اعزاز و اکرام و احترام کیا ہے۔

چنانچہ گیارہویں منزل میں امامؑ کا سر مبارک دیر راہب میں نازل ہوا ہے اور اس منزل میں امام حسینؑ کا اکرام کیا گیا ہے۔ حنوط کیا گیا ہے۔ عمدہ فرش بچھایا گیا ہے اور مہمان کو مشک و کافور و عنبر سے معطر کیا گیا ہے اور ان کو سلام کیا گیا ہے اور امام علیہ السلام نے اس کو جواب سلام دیا ہے۔ اس کی تفصیل اس کے محل میں آئے گی۔

امام حسینؑ کے مصائب کی بارہویں منزل:

سر امام حسینؑ کا شام میں مجلس یزید میں طشت طلا میں رکھا جانا اس منزل میں امام حسینؑ پر تمام مصائب جمع ہو گئے۔ جس کی تفصیل آئی گی۔

امام حسینؑ کے مصائب کی تیرہویں منزل:

امامؑ کے سر مبارک کا یزید ملعون کے دروازے پر آنا اور وہاں لٹکایا جانا۔

(جب امام حسینؑ کا سر یزید کے مکان کے دروازے پر لٹکایا گیا تو) ہندہ زوجہ یزید لعین امام حسینؑ کی اس مصیبت کو برداشت نہ کر سکی۔ سر برہنہ، بالوں کو بکھرائے ہوئے اپنے محل سے نکل پڑی۔ یزید لعین کے پاس گئی اور کہا کہ اے یزید! کیا حسینؑ ابن فاطمہؑ میرے دروازے پر لٹکایا گیا ہے۔ یزید لعین نے اپنے ردا سے ہندہ کے سر کو چھپایا اور اسے اس کے حرم میں واپس کیا۔ اور حکم دیا کہ امام حسینؑ کا سر اس کے

Presented by Ziaraat.Com

دروازے سے ہٹادیا جائے اور یزید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ ہندہ جا اور فرزند رسولؐ اور قریش کی فریادرسی کرنے والے پر گریہ کر۔

امام حسینؑ کے مصائب کی چودھویں منزل:

سر امام حسینؑ کا دمشق کے دروازے پر لٹکایا جاتا ہے۔ **وھذہ التی لم یتحملھاصبر السجاد فانتھی صبرہ واخذ یتکلم لماشق علیہ ذالک** یہ وہ مصیبت ہے جس کو صبر سیّد الساجدینؑ برداشت نہ کر سکا میں پس ان کے صبر کی انتہا ہوگئی اور امام زین العابدینؑ سر مبارک کے پاس گئے۔ اور تکلم کیا۔ کیونکہ امام حسینؑ کا سر مبارک باب دمشق پر لٹکایا جانا بیمار امامؑ پر بہت شاق گزرا۔ کیونکہ جب سر امامؑ مظلوم یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس لعین نے خیزران سے امامؑ کے دندان مبارک پر ضرب لگائی تو امامؑ زین العابدینؑ خاموش رہے۔ لیکن جب بیمار امامؑ کو یہ معلوم ہوا کہ ان کے باپ کا سر شہر دمشق کے دروازے پر لٹکایا گیا ہے تو چیخ مار کر رو دئے اور فرمایا کہ اے یزید! تجھے شرم نہیں آتی کہ ابن فاطمہؑ کا سر تمہارے شہر کے دروازے پر لٹکایا گیا ہے حالانکہ امام حسین علیہ السلام رسولؐ اللہ کی ودیعت ہیں۔

ان تمام منازل مذکورہ کے علاوہ مثل قرآن کے امام حسینؑ کی خاص منزلوں میں ان کے مدفن ہیں۔ اوران کی منزل محشر میں ایک خاص کیفیت کے ساتھ ہے۔ اور امامؑ کی منزلوں کی انتہا تو ان کے محل خاص میں ہے۔ جنت کے ان درجات میں ہے جن کے لیے ان کے جد جناب محمد مصطفیٰ نے ان سے (امام حسینؑ سے) کہا تھا کہ اے حسینؑ تمہارے لیے کچھ درجات ہیں جن کو بغیر شہادت کے نہیں پا سکتے۔ اور ان درجات میں

Presented by Ziaraat.Com

سب سے اعلیٰ درجہ وہ ہے کہ جو حدیث میں ہے کہ امام حسینؑ کو خداوندِ عالم نے اپنے نبی (جناب محمد مصطفیٰ) سے ملا دے گا ان کی منزل اور ان کے درجہ میں۔ اور اسکی تفصیل اس کے محل میں آئی گی۔ انشاء اللہ۔

المقصد الثالث:

بیان ان آیات کے جو امام حسینؑ کے مرثیہ میں قرآن مجید میں نازل ہوئی ہیں اور وہ چند آیات ہیں۔

پہلی آیت:

امام حسین علیہ السلام کی آمد کے بیان میں ہے ارشاد باری ہوتا ہے:

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۖ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٥﴾ سورہ احقاف

"ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کو اس کی ماں نے رنج وغم ہی کی حالت میں رحم میں رکھا اور رنج ہی سے اس کو جنا، اور اس کا رحم مادر میں رہنا اور اس کی دودھ بڑھائی کے تیس مہینے ہوئے۔ یہاں تک کہ جب اپنی پوری جوانی کو پہنچا اور چالیس برس کا ہوا تو خدا سے عرض کرنے لگا کہ اے میرے رب تو مجھے توفیق عطا فرما تا کہ میں تیرے احسانات کا جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیے ان کا شکریہ ادا کروں، اور میں ایسا نیک کام کروں جسے تو

Presented by Ziaraat.Com

پسند کرے اور میرے لیے میری اولاد میں صلاح وتقویٰ پیدا کر۔ میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں یقیناً فرماں برداروں میں سے ہوں۔''

کتب کامل اور بحار میں وارد ہوا ہے اسانید معتبرہ کے ساتھ کہ جب جناب فاطمہ زہراؑ (نورِ) امام حسینؑ سے حاملہ ہوئیں تو جناب جبرئیلؑ نازل ہوئے اور فرمایا کہ اے محمدؐ خداوندِ عالم آپ کو سلام کہتا ہے اور بشارت دیتا ہے کہ ایک مولود کی جو فاطمہؑ کے بطن سے پیدا ہوگا۔ اس مولود کو آپ کی امت آپ کے بعد قتل کرے گی۔ یہ سن کر جناب پیغمبرؐ خدا نے فرمایا، میرا رب پر سلام ہو مجھے حاجت نہیں ہے ایسے مولود کی جو بطن جناب فاطمہؑ سے پیدا ہو۔ جس کو میری امت میرے بعد قتل کرے۔ پس جناب جبرئیلؑ واپس ہوئے اور پھر آئے اور وہی بات کہی جو پہلے کہہ چکے تھے اور پیغمبرؐ نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے دے چکے تھے۔ پس جناب جبرئیلؑ نہ واپس ہوئے اور نہ پھر آئے اور فرمایا کہ اللہ آپ کو بشارت دیتا ہے کہ میں اس مولود کی ذرّیت میں امامت اور ولایت قرار دوں گا۔ جناب پیغمبرؐ خدا نے فرمایا کہ میں راضی ہوں۔ جناب پیغمبرؐ خدا نے اس خبر کو جناب فاطمہؑ کو سنایا جو جناب جبرئیلؑ پہلی مرتبہ لائے تھے۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ مجھے ایسے مولود کی حاجت نہیں ہے جس کو آپ کی امت آپ کے بعد قتل کرے۔ تو جناب پیغمبرؐ خدا نے جناب زہراؑ کو بھی بشارت دی جو بشارت دی گئی تھی پس جناب فاطمہؑ زہرا نے فرمایا کہ میں راضی ہوں تو امام حسینؑ کے نور سے حاملہ ہوئیں۔ تو جناب فاطمہؑ زہرا نے امام حسینؑ کو اپنے بطن میں رنج کی حالت میں رکھا یہ خیال کر کے کہ قتل کیے جائیں گے۔ حضرت امام حسینؑ کے قتل کیے جانے کی خبر پر جناب فاطمہؑ مغموم رہتی

Presented by Ziaraat.Com

تھیں۔اورآپ کے حمل آمد،اورشیرخوارگی تیس مہینوں کی تھی یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور چالیس برس کے ہوئے تو عرض کرنے لگے کہ پروردگارا تو مجھے توفیق کرامت فرما کہ تونے جو احسانات مجھ پر اور میرے والدین پر کیے ہیں ان احسانوں کا شکریہ ادا کروں اور اس کی بھی توفیق کرامت فرما کہ ایسا نیک کام کروں جسے تو پسند کرے۔اور میرے لیے میری اولاد میں صلاح وتقویٰ پیدا کر۔

پس اگر امام حسینؑ فرماتے کہ **واصلح لی ذریتی** تو میرے لیے میری کل اولاد میں صلاح وتقویٰ پیدا کر تو امام حسینؑ کی کل ذرّیت امام ہوتی۔ اور امام حسینؑ کی رضاعت شیر جناب فاطمہؑ سے نہیں ہوئی اور نہ کسی دوسری عورت کے دودھ سے ہوئی۔ کیونکہ جناب پیغمبرؐ خدا جناب امام حسینؑ کے پاس آتے تھے اور اپنے انگوٹھے کو امام حسینؑ کے دہن میں دیتے تھے اور امام حسینؑ اس کو چوستے تھے کہ دو یوم یا تین یوم کے لیے کافی ہوتا تھا پس امام حسینؑ کا گوشت رسولؐ اللہ کے گوشت سے اُگا اور امامؑ کا خون رسولؐ اللہ کے خون سے۔

''اور نہیں پیدا ہوا (اور زندہ رہا) کوئی مولود چھ ماہ میں سوائے جناب یحییٰ ابن زکریاؑ اور جناب امام حسین ابن علی علیہما السلام کے۔''

اور معلوم ہونا چاہیے کہ آیت میں جو لفظ کرہاً آیا ہے۔اس کے معنی مولود پر حزن وتاسف کے ہیں۔اور امامؑ کا بطن مادر میں آنا اور اُن کی ولادت اور اُن کی حضانت (پرورش) حزن وتاسف کے ساتھ ہوئی۔

اسی طرح امامؑ کی رضاعت اور اُن کی تربیت اور اُن کے ساتھ بچپنے میں کھیلنا

Presented by Ziaraat.Com

حزن وتاسف کے ساتھ ہے۔ اسی طرح امام حسینؑ کو خوش کرنا اُنکے نانا، بابا یا والدہ کا حزن وتاسف کے ساتھ تھا۔

اسی طرح جب ان کے جد بزرگوار جناب محمد مصطفیٰ ان کو دنیا سے چھوڑ کر جا رہے تھے تو حزن وافسوس کرتے ہوئے گئے۔

اسی طرح جب ان کی والدہ ماجدہ اوران کے والد محترم اوران کے بھائی جناب حسنؑ مجتبیٰ دنیا سے جا رہے تھے تو امام حسینؑ کے لیے حزین وغمگین تھے۔ جیسا کہ ان بزرگوں نے اپنی موت کے وقت امامؑ کے اوپر حزن وغم کا اظہار بھی کیا ہے۔

اور آپ کی بہن زینب کبریٰ مقتل گاہ میں آپ سے وداع کے وقت غمگین وملول تھیں وہ بھی کیسی سختی اور کیسا غم وکیسا افسوس کیسی فریاد وچیخ وپکار ایسی جس کا بیان ناممکن ہے اور کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا کہ اُس وقت بنتِ علیؑ کس طرح واویلا کہتی تھیں۔

دوسری آیت:

امام حسین علیہ السلام کے مدینہ سے نکلنے کے بیان میں ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ

(سورہ حج)

''اجازت دی جاتی ہے (جہاد کی) اُن لوگوں کو جن سے جنگ کی جارہی ہے اس بنا پر کہ ان پر مظالم ہوئے ہیں۔ اور اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔ اور وہ جنہیں نکالا گیا ان کے گھروں سے بغیر کسی خطا کے سوا اس کے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا مالک اللہ ہے۔''

Presented by Ziaraat.Com

جناب صادق آل محمدؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت مبارکہ جناب امیر المومنین علیؑ و جناب جعفر و حمزہؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور یہ آیت جاری (منطبق) ہوئی ہے امام حسینؑ کے حق میں۔[1]

اس کی توضیح یہ ہے کہ جناب علی بن ابی طالب علیہما السلام اور جناب جعفر اور جناب حمزہؑ یہ لوگ نکالے گئے اپنے گھروں سے اور قتل کیے گئے۔ اور ان کا کوئی گناہ نہ تھا اور نہ ان پر کسی کا حق تھا۔ سوائے اس کے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ اور اس قول پر قائم رہے۔ مگر اس آیت کے مصداق خاص جناب امام حسینؑ ہیں۔ کیونکہ وہ حضرت اپنے گھر سے نکالے گئے اور ہر مستقر (جائے قیام وقرار) سے نکالے گئے۔ اور ان کے لیے کوئی جائے قرار مقرر نہ تھی۔ یہاں تک کہ اس مظلومؑ نے خود فرمایا ہے۔ اگر میں زمین کے کسی کونے میں بھی چلا جاؤں تو یہ لوگ مجھے اس سے نکال کر قتل کر دیں گے۔

آپ کو ایک خاص انداز میں قتل کیا گیا آپ پر اور آپ کی اولاد، اہل وعیال اور بچوں پر منفرد انداز سے ظلم کیا گیا اور وہ حسینؑ ابن علیؑ ہی ہیں کہ جن کی نصرت کے لیے قدرت خدا کا اظہار ہوگا۔

تیسری آیت:

امام حسین علیہ السلام کے ناصرین کی قلت کے بیان میں ارشادِ الٰہی ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ

---

[1] تفسیر صافی وکامل الزیارات، باب ۱۸، ص ۶۳۔

Presented by Ziaraat.Com

لَوۡلَآ اَخَّرۡتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ○(سورہ نساء)

''کیا تم نہیں دیکھتے ان لوگوں کو جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رہو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔ پھر ان پر جنگ کرنے کا فریضہ عائد کیا گیا۔ تو ان میں سے ایک گروہ آدمیوں سے اتنا ڈرتا ہے جتنا اللہ سے ڈرا جاتا ہے یا اس سے بھی زیادہ اور انہوں نے کہا کہ پروردگار تو نے ہم پر جنگ کا فریضہ کیوں عائد کیا۔ کیوں نہ ہمیں کچھ اور مہلت دی۔''

جناب حسن[1] ابن زیاد عطار سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے جناب صادق آل محمدؑ سے اس قول خدا کے متعلق سوال کیا تو امامؑ نے فرمایا کہ یہ آیت جناب امام حسنؑ ابن علیؑ کے متعلق نازل ہوئی کہ اللہ نے انہیں جنگ سے ہاتھ روکنے کا حکم دیا تھا۔

حسن بن زیاد عطار کہتے ہیں کہ میں نے امامؑ سے دریافت کیا کہ پھر اس کے کیا معنی ہیں کہ ان پر جنگ کرنے کا فریضہ عائد کیا گیا، تو امامؑ نے فرمایا کہ یہ آیت امام حسینؑ کے متعلق نازل ہوئی۔ اللہ نے امام حسینؑ پر فریضہ جہاد کو واجب کر دیا تھا اور اس زمین پر جتنے بھی انسان ہیں ان واجب کر دیا تھا کہ وہ لوگ امام حسینؑ کے ہمراہ جہاد کریں ان کے دشمنوں سے۔

علی بن ساباط کا بیان ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امامؑ نے فرمایا کہ اگر روئے زمین کے رہنے والے امام حسینؑ کے ہمراہ

---

[1] ناسخ التواریخ، جلد ۶، ص ۱۰۷۔ وتفسیر صافی

Presented by Ziaraat.Com

ہو کر جنگ کرتے تو سب کے سب قتل ہو جاتے۔

تفسیر عیاشی میں عبداللہ ابن جعفر کے غلام ادریس سے مروی ہے۔ ادریس نے جناب صادق آل محمدؑ سے اس آیت کی تفسیر اس طرح سنی:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ مَعَ الْحَسَنِ عليه السلام فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ مَعَ الْحُسَيْنِ عليه السلام اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ مَعَ الْقَائِمِ عَجَّلَ اللهُ فَرَجَهٗ

"کیا تم نہیں دیکھتے ان لوگوں کو جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رہو امام حسنؑ بن علیؑ کے ساتھ (یعنی جس طرح امام حسنؑ جنگ سے اپنے ہاتھ روکے رہے اسی طرح تم بھی اپنے ہاتھ روکے رہو) اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔ تو جب اُن پر جنگ کرنے کا فریضہ امام حسینؑ کے ہمراہ عائد کیا گیا (امام حسینؑ کے دشمنوں سے) تو کہنے لگا کہ پروردگارا تو نے ہم پر جنگ کرنے کا فریضہ کیوں عائد کیا کیوں نہ ہمیں کچھ اور مہلت دی یہاں تک کہ قائم آل محمدؑ عجل اللہ فرجہ خروج کریں۔ اس لیے کہ ان کے ہمراہ جنگ نصرت الٰہی اور ظفر و کامیابی کے ساتھ ہو گی تو خداوندِ عالم نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

"کہہ دو کہ دنیا کی پونجی بہت تھوڑی ہے اور آخرت بہتر ہے صاحبانِ تقویٰ کے لیے۔"

چوتھی آیت:

امام حسین علیہ السلام کی شہادت و مکانِ شہادت اور انکے حالات کے اجمالی بیان میں۔

ارشاد الٰہی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

کھیعص ''سورہ مریم'' ان مقطعات کا ورُد (منجانب پروردگار) حکایت جناب زکریاؑ میں ہوا ہے جب اللہ نے وحی کی جناب زکریاؑ کی طرف واقعہ کربلا کی اور جناب زکریاؑ کو بتلایا کہ یزید لعنت اللہ علیہ، عترت طاہرہ جناب محمد مصطفیٰؐ کو قتل کرے گا اور یہ بھی بتلایا کہ عترت طاہرہ کربلا میں پیاسی ہوگی۔ اوران کے صبر کو بھی بتلایا۔[1]

پانچویں آیت:

بیان میں اس ندا کے جو امام حسینؑ کو ان کی شہادت کے وقت منجانب خداوندِ عالم دی گئی تھی۔ ارشاد الٰہی ہے (سورۂ فجر میں جس کو سورۃ الحسینؑ بھی کہتے ہیں)

يَآأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾

''اے نفس مطمئن تو اپنے رب کی طرف پلٹ جا تو اُس سے خوش وہ تجھ سے راضی، تو میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری بہشت میں داخل ہو جاؤ۔''

جناب صادق آل محمدؑ سے مروی ہے۔ امامؑ نے فرمایا اس آیت سے مراد جناب امام حسینؑ ہیں۔ پس وہ حضرت صاحب نفس مطمئنہ، راضیہ مرضیہ ہیں۔[2]

میں کہتا ہوں کہ اس کی وضاحت یہ ہے کہ جس نے اللہ کی معرفت حاصل کی اور اس کی تعظیم کی تو اس نے اللہ کو دوست رکھا اور جس نے اللہ کو دوست رکھا وہ راضی ہو گیا ہر

---

[1] تفسیر صافی سورۂ مریم بحوالہ اکمال الدین

[2] ناسخ التواریخ، جلد ۶، ص ۱۰۸۔

Presented by Ziaraat.Com

اس شئے پر جو خداوندِ عالم کی جانب سے وارد ہوگی۔ پس اس کے قدم میں نہ لغزش ہوگی اور نہ وہ مکروہ سمجھے گا جس میں خداوندِ عالم کی جانب سے اس پر کوئی مصیبت وارد ہوگی۔ بلکہ حاصل ہوگا اس کو شدید قسم کے مصائب میں بہت شدید اطمینان اور رضا۔ اس کیفیت کے مصداق امام حسینؑ میں فعلاً ظاہر ہوئے۔ جیسا کہ ہم نے اس کی تفصیل بیان کی۔ (کہ جب امام حسینؑ پر سخت مصائب وارد ہوتے تھے تو ان کے چہرے کا اشراق زیادہ ہوجاتا تھا)۔

چھٹی آیت:

زمانۂ رجعت میں امام حسینؑ کے خون بہا کے بیان میں ارشادِ الٰہی ہوتا ہے:

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝ سورہ بنی اسرائیل

"اور جو شخص مظلوم قتل کیا جائے گا تو ہم ضرور اس کے وارث کو غلبہ دیں گے۔ پس وہ قتل میں زیادتی نہ کرے۔ بیشک وہ مدد کیا گیا ہے۔"

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا (جو مظلوم قتل کیا گیا) اس سے مراد حسین ابن علیؑ ہیں۔ فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطٰنًا (ہم اس کے وارث کو غلبہ دیں گے) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام حسینؑ کے ولی بارہویں امام حضرت حجت عجل اللہ فرجہ ہیں۔[1] فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ

[1] ناسخ التواریخ، جلد ۶، ص ۱۰۸۔ (کامل الزیارات، باب ۱۸، ص ۶۳۔

Presented by Ziaraat.Com

(پس وہ قتل میں زیادتی نہ کرے) انه کان منصوراً (بیشک وہ مدد کیا گیا ہے) یعنی امام حسینؑ۔

اسی طرح بعض روایات میں آیا ہے اور بعض روایت میں یوں ہے کہ ضمیر جو لفظ ''یسرف'' میں ہے وہ راجع ہے ''ولی'' کی طرف۔ اسی طرح ''انه'' کی ضمیر بھی ''ولی'' کی طرف راجع ہے۔ (اس توضیح کا لحاظ کر کے آیت کا ترجمہ پہلے لکھ دیا گیا ہے)

اور بعض لوگ ''یسرف'' کے ''فا'' کو بالضم پڑھتے ہیں۔

آیہ شریفہ کے ظاہری معنی تمام لوگوں کے لیے ایک عام حکم ہیں اور وہ ہے جو مظلوم قتل ہو جاتا ہے اس کے ولی کے لیے شرعاً قصاص کا اختیار ہے اس بنا پر ہم کہتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ کے ولی کو آپؑ کے قاتل سے قصاص کا حق حاصل ہے اور اگر ہم آپؑ کے قاتل کا تعین کرنا چاہیں تو دیکھنا پڑے گا، آپؑ کا قاتل یزید ہے یا ابن زیاد عمر ابن سعد ہے یا کہ شمر اور سنان؟ یا ان کے علاوہ دوسرے لوگ مثلاً صالح بن وہب جس نے آپؑ پر نیزے سے وار کیا جس سے آپؑ گھوڑے سے گر پڑے یا وہ ملعون جس نے ایک تیر سہ شعبہ مارا جو آپؑ کے سینہ مُبارک پر جا لگا اور آپؑ نے فرمایا: بسم اللہ و باللہ یا ان کے علاوہ کوئی اور؟

درحقیقت حضرت امام حسینؑ ایسے مقتول ہیں جس کے ایک لاکھ قاتل تھے شریک قتل کے لحاظ سے نہیں بلکہ علیحدہ طور پر قتل میں حصہ دار ہونے کے لحاظ سے، ان میں سے ہر ایک نے آپؑ کو قتل کیا ہے، اس طرح آپؑ کے ایک لاکھ علیحدہ قاتل ہیں چنانچہ آپؑ یزید کے ہاتھوں قتل ہوئے جس کا ذکر انبیائے کرامؑ کی روایات میں کیا گیا

Presented by Ziaraat.Com

ہے، اور آپؑ کو ابن زیاد نے قتل کیا ہے، جس طرح یزید نے کہا ہے: ابن مرجانہ نے ان (حسینؑ) کو قتل کیا ہے، آپؑ عمر ابن سعد کے ہاتھوں قتل ہوئے ہیں۔ چنانچہ پیغمبر اکرمؐ کے اصحاب اس کو بچپن میں دیکھ کر کہتے تھے: یہ حسینؑ کا قاتل ہے، اسی طرح آپؑ شمر کے ہاتھوں قتل ہوئے ہیں اور سنان وخولی بھی آپؑ کے قاتل ہیں، نیز وہ شخص بھی جس نے سہ شعبہ تیر مارا تھا قاتل حسینؑ ہے مختصر یہ ہے کہ آپؑ پیاس، غیرت اور گریہ سے بھی قتل ہوئے ہیں لیکن حقیقت حال یہ ہے چنانچہ آپؑ نے خود فرمایا: **قتلت مکروباً** (میں غم واندوہ اور رنج اور الم کے ہاتھوں مارا گیا ہوں) اسی وجہ سے آپؑ کو صاحب کربلا کہتے ہیں لہٰذا لفظ کربلا آپؑ کی علت قتل کی طرف اشارہ ہے اور میں کہتا ہوں (جو مظلوم قتل کیا جائے) کے اور بھی معانی ہیں اور ان تمام معانی ومفاہیم کا درحقیقت حضرت امام حسینؑ پر اطلاق ہوتا ہے:

پہلا مفہوم:

مظلوم قتل کیے گئے یا اس حالت میں آپؑ کو شہید کیا گیا کہ آپؑ پر زیادتی کی گئی، آپؑ سے ہر قسم کا اختیار چھین لیا گیا، مال ودولت، اصحاب واعوان بھائیوں اور اولاد کو چھین لیا گیا آپؑ کے اعضاء وجوارح ظاہر وباطنیہ کو صدمہ پہنچایا گیا اور تیروں تلواروں اور نیزوں کے ذریعے نیز پیاس کے ذریعے آپؑ کے ان اعضا پر چوٹ لگائی گئی اور درحقیقت یہ آپؑ کی صفت تھی حتی کہ آپؑ کے گلوئے مبارک پر بھی تلوار چلائی گئی۔ پھر اس کے بعد آپؑ کے مال کو لوٹا گیا، اہل وعیال اور بچوں کو قیدی بنایا گیا اور آپؑ کو یکہ وتنہا غربت کی حالت میں شہید کیا گیا، اس طرح "**ومن قتل مظلوماً**" سے مراد ہر

Presented by Ziaraat.Com

لحاظ سے مظلومیت ہے اور اس کا تعلق صرف حضرت امام حسینؑ سے ہے اس لیے کہ یہ ساری باتیں صرف آپؑ کی ذات اقدس میں مجتمع ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لفظ مظلوم جو ایک صفت ہے آپؑ ہی کے لیے علم ہوا ہے چنانچہ دعا میں آیا ہے: **انشدك دم المظلوم** (خدایا) تجھے خون مظلوم کی قسم دیتا ہوں) حدیث میں آیا ہے: مظلوم کی زیارت کو ترک مت کرو، راوی نے عرض کیا: مظلوم کون ہے؟ تو معصومؑ نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ مظلوم حسینؑ شہید کربلا ہیں۔

مظلوم ہونے کے دوسرے معنی ہیں بے جرم و بے خطا قتل ہونا، بغیر کسی شرعی حق کے جو قصاص کا موجب بنے یا کسی حد یا مفسدے کا سبب بنے اور اس معنی کی واضح ترین مثال حضرت امام حسینؑ ہیں چنانچہ آپؑ نے خود فرمایا ہے: "وائے تم پر مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ کیا میں نے تم لوگوں سے کوئی مال چھینا ہے یا میں نے تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے جس کا تم بدلہ لینا چاہتے ہو۔ مظلوم ہونے کے تیسرے معنی، قتل کی کیفیت میں ہیں اس لیے کہ خدا نے ہر چیز میں احسان قرار دیا ہے، یہاں تک کہا گیا ہے کہ قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کے چاقو کو تیز کریں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسی اور جانور کے ذبیحے پر اس کی نظر نہ پڑنے دی جائے اور کسی جانور کے سامنے اس کو ذبح نہ کیا جائے، اس کے پاؤں کو نہ باندھیں اور (جسم سے جان نکلنے سے پہلے) اس کے اعضا کو نہ کاٹیں اور ذبح کرتے وقت اس کو پانی پلایا جائے۔

لہٰذا قتل ہونے والے کو قتل کی کیفیت میں اگر احسان کی رعایت نہ کی جائے تو وہ مظلوم ہے اور حضرت امام حسینؑ کو ظلم کی ایسی کیفیت کے ساتھ شہید کیا گیا جس میں

Presented by Ziaraat.Com

احسان نہیں تھا (تعدی و جارحیت تھی)

ومن قتل مظلوماً کا چوتھا مفہوم مظلومیت کی حالت میں قتل کیا جانا ہے یعنی قتل کے دوران ہر قسم کی زیادتی، ظلم اور جارحیت روا رکھنا، اور صرف حضرت امام حسینؑ ہیں جو نہایت مظلومیت کے ساتھ شہید کر دیے گئے۔

مظلوم قتل ہونے کے پانچویں معنی قتل کے بعد مقتول کے لباس کے لوٹے جانے اعضائے بدن کے کاٹے جانے، لاش کو پامال کیے جانے اور بغیر کفن و دفن کے زمین پر پڑنے رہنے کے ہیں، اور یہ صفات بھی صرف آپؑ میں منحصر ہیں، حتی کہ شہادت کے بعد اس پرانی قمیض کو بھی لوٹا گیا جو پارہ پارہ ہو چکی تھی اور کسی کام کی نہیں تھی۔

ساتویں آیت:

جناب امام حسینؑ کے انتقام لینے کے بیان میں اور وہ آیت یہ ہے ارشاد الٰہی ہوتا ہے۔

وَإِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ ۝٨ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ۝٩ (سورۂ تکویر)

"اور جبکہ زندہ دفن کی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا کہ وہ کس گناہ پر ماری گئی تھی۔"

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت امام حسینؑ کے حق میں نازل ہوئی۔[1]

میں کہتا ہوں کہ چونکہ آیت مبارکہ مذکورہ اُن آیات کے بعد ہے جس میں عظیم واقعہ کا تذکرہ ہے۔ جیسے کہ سورج کی روشنی کے لپیٹے جانے کا۔ اور نجوم ستاروں کے ٹوٹنے

---

[1] کامل الزیارات باب ۱۸، ص ۶۳۔

Presented by Ziaraat.Com

کا اور پہاڑوں کے چلائے جانے کا۔ پس ضروری ہے کہ وہ سوال جوان واقعات عظیمہ کے بعد ذکر کیا گیا ہے اس کی خصوصیت ہو اس بات کی کہ سوال ''مودۃ'' کے متعلق عظیم ہے۔ اور اہل محشر کے حالات اس سوال کی وجہ سے دگرگوں ہوں گے۔ اس لیے کہ تمام اہل محشر سے یہ سوال کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ تمام لوگ اس سوال سے خوفزدہ ہوں گے۔ جس طرح تکویر شمس وانکدار نجوم وتفسیر حال سے خوفزدہ ہوں گے اور سوال مؤدۃ سے اور یہ کہ وہ کس جرم میں قتل کی گئیں حالانکہ وہ مجرم وگناہ گار نہیں ہیں۔ اور ان کا اسی کیفیت سے قتل کیا جانا کہ ان کو زندہ دفن کر دیا گیا اگرچہ امر عظیم ہے۔ مگر سوال ہر قسم کی تنگی اور سوال گرفتاریوں سے جن پر ان کے انفاس تنگ ہو گئے ہوں اور زندہ بھی ہوں۔ یعنی امام حسین علیہ السلام اور ان کی اولاد وعیال اور ان سے سوال کہ وہ کس جرم میں قتل کیے گئے اسی طرح عظیم ہے (جب سوال زندہ درگور لڑکیوں سے سوال عظیم ہے) اور شاید کہ یہی وجہ ہو جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے ارشاد گرامی کی کہ یہ آیت امام حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی۔

اور تحقیق یہ ہے کہ مودۃ کے مصداق حقیقۃً امام حسینؑ اور ان کے عیال واطفال ہیں جن کو یوم عاشورا ہر قسم کے مصائب نے گھیر لیا تھا۔ (بندش آب کی وجہ سے) ان کے گلے گھٹ رہے تھے اور مصائب نے انہیں اس طرح گھیر لیا تھا کہ ان کے انفاس تنگ ہو گئے تھے جیسے وہ شخص کہ جس کو زمین میں زندہ چھپا دیا جائے۔ اور امام حسینؑ اور ان کے اطفال و عیال پیاسے بھی تھے۔ ان کا محاصرہ بھی کر لیا گیا تھا اور ان پر چوڑی چکلی زمین تنگ بھی کر دی گئی تھی اور لحظہ بہ لحظہ ان پر مصائب نازل ہوتے تھے۔ اور سب سے بڑی مصیبت کہ امام

Presented by Ziaraat.Com

حسینؑ اور انکے اصحاب کو قتل کر ڈالا گیا اور یہ مودۃ (امام حسینؑ) اور ان کے عیال صبح عاشور سے عصر تک تو زندہ در گور تھے۔ اور موت نے بھی ان کو (اطفال و عیال امام حسینؑ کو) راحت نہ دی۔ یعنی وہ بچے جو ذبح ہونے سے بچ گئے تھے وہ عصر عاشور تک زندہ رہے پانی نہ دیا گیا (جس کے بعد کچھ بچے پیاس سے اور ظالموں کے ظلم سے شہید ہو گئے) پس حقیقۃً وہ "مودۃ"، جن کے متعلق سوال کیا جائے گا کہ کس جرم کی بنا پر قتل کیے گئے۔

آٹھویں آیت:

وَفَدَيناهُ بِذِبحٍ عظيم

"اور ہم نے اس کا فدیہ ذبح عظیم کے سبب سے دیا۔"

روایت میں وارد ہوا ہے کہ "ذبح عظیم" سے مراد امام حسینؑ ہیں۔[1] چونکہ امام حسینؑ مرتبہ میں جناب اسمٰعیلؑ سے زیادہ اور افضل ہیں۔ اور فدیہ ہمیشہ پست ہوتا ہے اس سے جس کا فدیہ دیا جاتا ہے۔ تو جناب امام حسین علیہ السلام جناب اسمٰعیلؑ کے فدیہ ہوئے۔ اس سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جناب امام حسینؑ جناب اسمٰعیلؑ سے مرتبہ میں پست ہیں۔ کیونکہ امام حسینؑ جناب اسمٰعیلؑ پر فدیہ دیے گئے تھے۔

لازم نہیں آتا کہ اس کا مرتبہ جس کا فدیہ دیا گیا ہے بلند ہے اس سے جس کو فدیہ قرار دیا گیا کیونکہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے اس کا فدیہ دیا جس شئے سے بھی فدیہ دیا (مگر) ذبح عظیم کے سبب سے۔ جو اس کی صلب سے ظاہر ہونے والا ہے۔ کہ جناب اسمٰعیلؑ اپنے آپ کے لیے فدا ہونے والے تھے۔ ان کا فدا ہونا بدل گیا ایک دوسرے

---

[1] اسرار الشہادۃ آقائے دربندی، ص ۱۰۶۔ "انوار نعمانیہ" ملا نعمت اللہ جزائری۔

Presented by Ziaraat.Com

فدا ہونے والے سے جو عظیم ہے۔ اور یہ مرتبہ عظیم نفس کو راہِ خدا میں فدا کرنے سے امام حسینؑ کو حاصل ہوا۔

المقصد الرابع:

اس مطلب کو واضح کرنے کے بیان میں کہ جتنے خصوصیات سورۂ حمد اور بسم اللہ کے ہیں وہ تمام خصوصیات امام حسینؑ میں خصوصیت سے پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا ہم اُن کو بیان کرتے ہیں۔

سورۂ حمد فاتحۃ الکتاب ہے (یعنی قرآن مبین کی ابتداء اسی سورہ سے ہوتی ہے) اور امام حسینؑ مصحف شہادت کے فاتحہ ہیں۔ یعنی وہ کتاب جس میں شہداء کے اسماء ہیں اگر اس کو دیکھا جائے تو سب سے پہلے امام حسینؑ کا نام نامی اس میں ملے گا۔

سورۂ حمد ام الکتاب ہے۔ اور امام حسینؑ ابوالائمہ ہیں (یعنی نو اماموں کے باپ ہیں)

سورۂ حمد خزانہ ہے اطاعت کے لیے۔ اور امام حسینؑ اسباب شفاعت کے خزانہ ہیں۔

سورۂ حمد وافیہ ہے۔ اور امام حسینؑ وافی ہیں اسباب مغفرت کے ساتھ۔ سورۂ حمد شفا بخشنے والا ہے۔ اور امام حسینؑ کی تربت شفا بخشنے والی ہے اور ان کا خون بھی شفا ہے جیسا کہ دختر یہودی کے قصہ سے معلوم ہوتا ہے۔[1] اور وہ آنسو جو غم امام حسینؑ میں بہایا جائے اس میں بھی شفا ہے۔ یہ باطنی آگ کو بھی بجھاتا ہے اور ظاہری آگ کو بھی۔ اس لیے کہ غم امام حسینؑ میں جو آنسو آنکھ سے نکلتا ہے اس کا ایک قطرہ جہنم میں گر جائے تو اس کی حرارت کو بجھا دیتا ہے۔

[1] تفصیل ملاحظہ ہو اسرار الشہادۃ میں۔

Presented by Ziaraat.Com

جیسا کہ حدیث میں ہے۔[1]

سورۂ حمد کافیہ ہے۔ اور امام حسینؑ کی محبت کافی ہے (نجات کے لیے) (ان الحسین علیہ السلام سفن النجاۃ نجات کی کشتی امام حسینؑ ہیں)

سورۂ حمد قرآن مجید کے برابر ہے اور امام حسینؑ شریک قرآن ہیں۔ اور اس کے برابر ہیں نبیؐ کی ودیعت ہونے میں۔ کیونکہ جناب پیغمبر خداؐ نے جس طرح اپنی امت کو اپنی وفات کے وقت قرآن سپرد کیا تھا اسی طرح خصوصیت سے امام حسینؑ کو بھی سپرد کیا تھا۔ جیسا کہ اس عنوان کے مقصد اولیٰ میں ذکر ہوا کہ جس طرح قرآن پیغمبرؐ کی امت میں ودیعت نبویہ ہے۔ اسی طرح امام حسینؑ بھی ودیعت نبویہ ہیں۔

سورۂ حمد میں سات آیات ہیں۔ اور یہ سورہ دو مرتبہ نازل ہوا۔ امام حسینؑ کی اس میں خصوصیت یہ ہے کہ وہ دو مرتبہ آسمان سے نازل ہوئے اور دو مرتبہ آسمان پر گئے۔

پہلی مرتبہ آسمان پر اپنے نزول کے وقت آئے اور آسمان پر اپنی شہادت کے وقت گئے۔ جس طرح تمام ائمہ و انبیاء علیہم السلام جاتے ہیں۔ اور دوسری مرتبہ ان کا جسم آسمان پر گیا۔ پھر زمین پر آیا۔[2] اور یہ امام حسینؑ کے خصائص میں ہے۔

اور یہ روایت میں ہے کہ جب امام حسینؑ قتل کیے گئے اور ان کا سر ظالموں نے نیزہ پر بلند کیا تو ملائکہ آسمان سے نازل ہوئے اور ان کے جسم مبارک کو فلک پنجم پر لے گئے۔ اور جناب امیر المومنینؑ کی صورت کے پاس جو فلک پنجم پر ہے رکھ دیا اور تمام ملائکہ نے امام حسینؑ کو ان کے خون میں غلطاں دیکھا اور اُن کے قاتل پر لعنت کی پھر ان

---

[1] کامل الزیارات، باب ۲۲، ص ۱۰۲۔

[2] اسرار الشہادۃ و بحار الانوار۔

Presented by Ziaraat.Com

کے جسم مبارک کو اسی جگہ کربلا میں رکھ دیا۔ امام حسینؑ کے جسم مبارک کو فلک پر لیجانے اور پھر زمین پر لانے میں ایسی مصلحت ہے جو پوشیدہ ہے کہ عقل کی رسائی اس مصلحت تک ناممکن ہے۔ خداوندِ عالم ہی ایسی مصلحت کا عالم ہے۔

سورۂ حمد کے لیے حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جس نے سورۂ حمد کو حالت ایمان میں اس کے ظاہر و باطن کو سمجھ کر پڑھا تو خداوندِ عالم اس کے ہر حرف کے عوض میں ایک حسنہ عنایت کرتا ہے جو دنیا و مافیہا سے افضل ہے۔ اور جو امام حسینؑ کی زیارت کو پڑھے تو خداوندِ عالم عطا کرتا ہے ہر حرف کے عوض ایک حسنہ جو دنیا و مافیہا سے افضل ہے۔ اور امام حسینؑ وہ ہیں کہ جس نے انکو یاد کیا اور گریہ کیا تو خداوندِ عالم عطا کرتا ہے ہر قطرۂ اشک کے عوض میں ایک حسنہ (نیکی) جو دنیا و مافیہا سے افضل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قرآن میں جتنے سورہ ہیں ان کا عنوان اور صدر ہے۔ امام حسینؑ جتنے شہدائے راہ خدا ہیں ان کے عنوان اور سیّد ہیں۔ بسم اللہ قرآن مجید میں ایک سو چودہ جگہ ہے۔ ان میں سے جز قرآن بھی ہے۔ (یعنی بسم اللہ کی حیثیت سورہ میں عنوان کی اور صدر کی ہے مگر سورۂ برأت میں بسم اللہ نہیں ہے اور ہر ایک میں بسم اللہ جز وقرآن ہے) امام حسینؑ میں ایک سو چودہ سبب ہیں جو مغفرت کے باعث ہیں۔

ذبح یا نحر کے وقت بسم اللہ کہنا تکلیف شرعی ہے۔ (یعنی حکم شرع ہے) اور امام حسین علیہ السلام کو ہر مومن یاد کرتا ہے ہر ذبح و نحر و قتل کے وقت۔ اس لیے کہ امام حسین علیہ السلام کو ذبح و نحر کرنے میں ہر ذبح و نحر سے سختی زیادہ برتی گئی۔

جیسا کہ حدیث نبویؐ میں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

المقصد الخامس:

اس مقصد میں تمام وہ چیزیں ہیں کہ جن کا تعلق امام حسین علیہ السلام ہے۔ اس مقصد میں قرآن مجید کے جتنے خواص وصفات ہیں وہ تمام خواص وصفات کا امام حسینؑ میں موجود ہونا بیان کیا جائے گا۔

قرآن مجید کے بعض خواص وصفات، امام حسینؑ کے خواص وصفات سے عمومی مطابقت رکھتے ہیں۔ اور کچھ ایسے آیات وکلمات ہیں جو قرآن میں وارد ہوئے ہیں ان میں امام حسینؑ کی طرف اشارہ ہے۔ اور کچھ آیات ایسے ہیں جو امام حسینؑ کے لیے بالخصوص وارد نہیں ہوئے ہیں مگر میں نے استنباط کیا ہے کہ یہ امام حسینؑ کے متعلق ہیں۔ کیونکہ جو خواص وصفات اس کے ثابت ہیں وہ امام حسینؑ میں پائے جاتے ہیں۔

پس ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید کچھ ایسی آیات ہیں جن کے نام میں صفات ہیں اور اس کے مخصوص خواص ہیں۔ جیسے آیت نور، آیت تطہیر، آیۃ الکرسی اور قرآن میں کم ایسی آیتیں ہیں جن کے خواص مخصوص طور سے ہیں۔ اور اس میں آیات شفاء وسجدہ ہے۔ اور امام حسینؑ کی ذات اقدس ان میں بلند کرسی ہے جس کا علم آسمان وزمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور ان میں (امام حسینؑ میں) دونوں آیتیں نور کی ہیں ایک اُن کے سر مبارک میں اور ایک اُن کے جسم مطہر میں۔

پہلی آیت:

جو امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک میں ہے۔ بہت سے لوگوں کے لیے ظاہر ہوئی جو شام کے راستے میں تھے (یعنی جو سرہائے شہداء کوفہ سے شام لے گئے تھے اور ان

Presented by Ziaraat.Com

کے لیے بھی جس نے راہ شام میں سر سیّد الشہداءؑ کو دیکھا ایک پہلی آیت) زید ابن ارقم کے لیے ظاہر ہوئی۔ جب ملاعین امامؑ کے سر کو لے کر ان کے مکان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک شعاع ان کے گھر میں روشن دان کے ذریعہ داخل ہو رہی ہے۔ وہ متعجب ہوئے جب تفتیش کی تو دیکھا کہ سر امام حسینؑ جو نیزہ پر بلند ہے اس سے ایک نور ساطع ہے کہ اس کی شعاع ان کے گھر میں اس وقت گئی کہ جب ان کے مکان کے پاس سے سر مبارک امام حسینؑ کا گزر ہوا اور انہوں نے امام حسینؑ کے سر مبارک کو سورۂ کہف کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔

دوسری آیت:

نور جو امام حسینؑ کے جسم مبارک میں ہے اس کو قبیلہ بنی اسد کے کاشتکار نے دیکھا تھا جو رات کو کربلا میں شہدائے کربلا کی لاشوں کو دیکھنے آیا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ دیکھا میں نے مقتل میں ایک لاش کو جو رات میں چمک رہی ہے جیسے سورج چمکتا ہے۔ اور دیکھا میں نے ایک اسد (شیر) کو کہ وہ آیا اور لاش کے قریب بیٹھ گیا۔[1]

اور امام حسین علیہ السلام محبت میں امراض معنویہ کے لیے آیات شفاء ہیں اور امراض ظاہریہ کے لیے ان کی تربت میں شفا ہے۔

امام حسینؑ کے جسم مبارک میں چار آیات ہیں جو سجدہ والی آیات کی طرح ہیں کہ اُن آیات کو اگر غور سے دیکھا (یا سنا) جائے تو زمین پر سجدہ کرنا یا منہ کے بل زمین پر گرنا اُن کے دوستوں کے لیے واجب ہو جائے گا۔ جس طرح واجب ہو جاتا ہے سجدہ

---

[1] ملاحظہ ہو۔ مدینۃ المعاجز، سیّد ہاشم بحرانی۔

Presented by Ziaraat.Com

کرنا اُن آیات کے پڑھتے وقت جو آیات سجدہ ہیں۔

اور وہ چار آیات جو امام حسین علیہ السلام کے جسم مطہر میں مثل عزائم کے ہیں مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ اس تیر سہ شعبہ کا نشان جو حضرتؑ کے قلب پر لگا تھا اور سینہ کو توڑتا ہوا قلب کو چاک کرتا ہوا پس پشت سے نکل گیا تھا۔

۲۔ اُس نیزہ کا نشان جس سے صالح ابن وہب مزنی ملعون نے امامؑ کے پہلو پر مارا تھا۔ تکلیف کی وجہ سے آنحضرتؑ گھوڑے پر سنبھل نہ سکے بلکہ پشت زین سے زمین پر تشریف لائے۔

۳۔ اس تلوار کا نشان جس کو مالک ابن بسر ملعون نے امامؑ کے سر مبارک پر مارا تھا۔ اس ملعون کی شمشیر امامؑ کے عمامہ و برنس کو کاٹتی ہوئی امامؑ کے کاسہ سر میں در آئی تھی۔ اسی وجہ سے امامؑ نے اپنے سر کو کھول دیا تھا اور عمامہ و برنس اُتار کر رکھ دیا۔

۴۔ اُس تلوار کا نشان جو آنحضرتؑ کے گلوئے مبارک پر ماری گئی تھی۔ جس کی وجہ سے سر مبارک جسم سے جدا ہو گیا۔ مگر اس ضرب کا اثر پس گردن تھا۔

یہ چار نشانات مثل عزائم کے ہیں جو امام حسینؑ کے جسم مبارک پر ثابت ہیں جو آنحضرتؑ کے دوستوں کے لیے تکلیف کا باعث ہیں۔ جب اُن نشانات کا ان کے احباب تصور کرتے ہیں یا سنتے ہیں اور تصور کرتے وقت یا سنتے وقت ان کے ارکان متزلزل ہو جاتے ہیں، قوتیں نڈھال ہو جاتی ہیں۔ قامت خمیدہ ہو جاتے ہیں تو غم و الم سے زمین پر گر پڑتے ہیں۔ رخسارے کو خاک پر رکھ دیتے ہیں اور سر پر خاک ڈالتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

اور آیات مخصوصہ جن کے خواص مخصوصہ ہیں تو امام حسین علیہ السلام میں آیات مخصوصہ ہیں اور اسباب ہیں اور ایسے وسائل ہیں جن سے مطالب دنیا و آخرت بر آتے ہیں۔

المقصد السادس:

یہ مقصد لطیف و جدید ہے۔ اس میں ہم ذکر کریں گے قرآن مجید کی تمام سورتوں کے عنوان کو سورۂ فاتحہ سے لیکر سورہ معوذتین تک اور ان سورتوں میں جس آیت کا تعلق یا سورہ کا تعلق اشارۃً یا مناسبت سے یا باطن آیت کا تعلق امام حسینؑ سے ہو گا بیان کریں گے۔

اب ہم کہتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ کا ذکر گزر چکا۔ اور سورۂ بقرہ میں پہلا مرثیہ امام حسینؑ کا ہے۔ اور اس مطلب پر خداوندِ عالم کا قول دلالت کرتا ہے:

أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ

''تو انہوں (ملائکہ) نے عرض کیا کہ کیا تو ایسوں کو مقرر کرے گا جو زمین میں فساد و خونریزی کیا کریں۔''

حدیث میں ہے کہ ملائکہ نے اس وقت کربلا میں امام حسین علیہ السلام اور اُن کے اصحاب کے مقتل کو دیکھا۔ اس بنا پر انہیں معلوم ہوا کہ وہ مخلوق جو پیدا ہونے والی ہے خونریز ہو گی۔

سورۂ آلِ عمران:

جب جنگ کے لیے امام حسینؑ کے فرزند جناب علی اکبر علیہ السلام میدان میں جانے لگے تو اس سورہ کی اس آیت کی امام حسینؑ نے تلاوت فرمائی:

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

Presented by Ziaraat.Com

''بالتحقیق اللہ نے آدمؑ اور نوحؑ اور آل ابراہیمؑ اور آل عمران کو

تمام عالموں سے برگزیدہ کیا اور ان میں سے بعض بعض کی اولاد ہیں

اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''[1]

سورۂ نساء:

اس سورہ میں امام حسینؑ کے مرثیہ کی دوسری آیت ہے۔ (پہلی آیت سورہ بقرہ میں تھی جس کا تذکرہ گزر چکا) اور وہ یہ ہے۔

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹۸﴾

''سوائے ان کے جو مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے

واقعاً بے بس ہوں کہ نہ کوئی حیلہ کر سکیں اور نہ کوئی راستہ پائیں۔''

اس آیت کے زیادہ مستحق وہ لوگ ہیں جو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ تھے۔

فمالکم لا تقاتلو نھم فی سبیلھم ''پس سوائے مقاتلہ کے اُن کے لیے کوئی دوسری سبیل نہ تھی۔''

سورۂ مائدہ:

امام حسینؑ کے لیے ایک مائدہ (دستر خوان) ہے۔ جو مائدہ طعام سے مشابہ ہے۔ اور وہ مائدہ آب کوثر ہے جو امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کے لیے نازل ہوا تھا تا کہ ان کی پیاس بجھ جائے۔ حالانکہ اصحاب امام حسینؑ نے یہ نہیں کہا تھا۔

اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ

[1] ناسخ التواریخ، ج ۶، ص ۲۸۱۔

Presented by Ziaraat.Com

''مالک میرے نازل کر ہم پر مائدہ کو آسمان سے جو ہمارے
لیے عید کا اور خوشی کا باعث ہو۔''

بلکہ وہ حضرات پیاس، بھوک، زخم وقتل سب پر راضی تھے۔ اور یہ تمام مذکورات ان کو زیادہ پسند تھے۔ ہر قسم کے کھانے پینے کی چیزوں سے۔

سورۂ اعراف:

امام حسینؑ خود اعراف ہیں۔ بعض معنی (وتفسیر) کی بنا پر۔ اور امام حسینؑ اُن رجال میں سے ہیں جو اعراف پر ہوں گے جو ہر شخص کو اُس کی نشانی سے پہچان لیں گے۔

اور امام حسینؑ کے لیے تو مخصوص معرفت ہے اپنے زائر کے نشان سے۔ اور امام حسینؑ کے زائر کے لیے خصوصی نشان ہوگا قیامت میں۔

سورۂ انفال:

انفال جمع نفل کی۔ زیادتی۔ انفال امام حسینؑ اور ان کے نو فرزندؑ جو معصومین ہیں ان کا حق ہے۔ مگر امام حسینؑ اور ان کی ذرّیت طاہرہ اس حق سے محروم کردی گئی۔ اور ان کے حق کو غصب کرلیا گیا۔ اور امام حسینؑ کو تو خصوصی حیثیت سے اس حق سے منع کردیا گیا جو ان کے اور تمام لوگوں کے درمیان مشترک تھا۔ بلکہ خصوصیت سے امام حسینؑ کو اس حق سے منع کیا گیا جو ان کے اور تمام ذی روح کے درمیان مشترک ہے۔ اور وہ ہے پانی جو انفال سے نہیں ہے۔ بلکہ پانی میں حق ہر اُس شئے کا ہے جس میں رُوح ہے۔ یہاں تک کہ کافر اور حیوانات بھی پانی پینے کا حق رکھتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

سورۂ برأت:

(جسے سورۂ توبہ بھی کہتے ہیں) اس سورہ میں جتنی آیتیں جہاد کی ہیں وہ کل امام حسینؑ کے اصحاب کے جہاد پر منطبق ہوتی ہیں۔ اور اس سورہ میں آیت اشتراء بھی ہے۔ ارشادِ الٰہی ہوتا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۚ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔

"بیشک اللہ نے مومنین سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس معاوضہ میں خرید لیے ہیں کہ ان کے لیے جنت ہے۔ وہ راہِ خدا میں لڑتے ہیں۔ پس وہ قتل کریں گے بھی اور قتل کیے بھی جائیں گے۔ اسی پر سچا وعدہ توریت میں اور انجیل میں اور قرآن میں موجود ہے۔ اور اللہ سے زیادہ اپنا عہد پورا کرنے والا کون ہوگا۔ پس یہ سودا جو تم نے اللہ سے کیا ہے اس سے خوش ہو جاؤ۔ اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔"

خداوندِ عالم کے مومنین بندوں نے بازار جہاد میں خداوندِ عالم سے انواع و اقسام کے معاملات کیے ہیں۔ مگر امام حسینؑ نے اس بازار میں خداوندِ عالم سے مخصوص معاملات کیے ہیں۔ اور بارگاہ الٰہی میں مخصوص طور سے اپنے ثمن و اموال کو پیش کیا ہے۔ اور مخصوص طریقہ پر اپنے متاع کو خالق کی بارگاہ میں سپرد کیا ہے۔ اور اپنے اموال کو مخصوص انداز سے کیل و وزن کیا ہے اور اس کی حفاظت کی ہے اور اُن سے صرف کیا

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ جیسا کہ آپؑ کے خصائص سے ہے جب تدبر سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا۔

سورۂ یونس:

امام حسینؑ کے لیے جناب یونسؑ سے صورت وصفت وسیرت میں مطابقت ہے جبکہ وہ (یعنی جناب یونسؑ) صحراء میں پھینک دیے گئے تھے اس حالت میں کہ وہ بیمار تھے۔ افسوس ہے امام حسینؑ کے لیے کہ جن کی لاش بیگور وکفن جلتی ہوئی ریت پر پڑی تھی مثل جناب یونسؑ کے جو حالت بیماری میں درخت کدو کے سایہ میں برہنہ پڑے تھے۔ (مگر امام حسینؑ کی لاش بیگور وکفن صحرائے کربلا میں جلتی ہوئی ریت پر پڑی تھی) اگر آپ مناسب سمجھیں تو کہیں کہ امام حسینؑ کے لیے صحرا کربلا میں یقطین وہ تلواریں تھیں جو ان پر کھینچی ہوئی تھیں یا وہ نیزے تھے جو آپؑ کو اذیت پہونچانے کے لیے بلند کیے گئے تھے۔

سورۂ ہود:

اس سورہ کی چند مخصوص آیتیں امام حسینؑ نے میدان کربلا میں جب دشمنوں کے مقابلہ میں کھڑے تھے تلاوت کی اور ان کو مخاطب کیا اور اپنے خطبہ میں پڑھا:

قَالَ إِنِّيٓ أُشْهِدُ ٱللَّهَ وَٱشْهَدُوٓا۟ أَنِّي بَرِيٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ۝ مِن دُونِهِۦ فَكِيدُونِي جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنظِرُونِ ۝ إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى ٱللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُم ۚ مَّا مِن دَآبَّةٍ إِلَّا هُوَ ءَاخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَآ ۚ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝

''فرمایا کہ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہنا کہ میں ان سے بیزار ہوں جن کو تم اسے چھوڑ کر شریک کرتے ہو۔ اب تم سب مل کر میرے اوپر داؤں کرو۔ پھر مجھے (ذرا بھی) مہلت نہ دو بیشک

Presented by Ziaraat.Com

میں نے اللہ پر جو کہ میرا اور تمہارا پروردگار ہے بھروسہ کیا ہے۔ زمین پر کوئی ایسا چلنے والا نہیں ہے کہ اس کی پیشانی خود خدا کے قبضہ قدرت میں نہ ہو۔ بیشک میرا پروردگار راہ راست پر ہے۔''

سورۂ یوسف:

(عامہ مسلمین) اہل سنت کی روایت میں آیا ہے کہ یہ سورہ جناب پیغمبرؐ خدا پر اس مصیبت پر انکی تسلی کیلئے نازل ہوا ہے جو ان کے فرزند امام حسینؑ پر واقع ہونے والی ہے۔

اس سورہ میں دوسری تطبیقات بھی ہیں۔

سورۂ رعد:

خداوندِ عالم کا ارشاد ہے:

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ

اور رعد اس کی حمد کی تسبیح پڑھتا ہے۔''

(الرعد، روایت میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا سے دریافت کیا گیا کہ رعد کیا چیز ہے۔ تو فرمایا کہ ایک فرشتہ ہے جو بادلوں پر مقرر ہے۔ اور اس کے پاس آگ کے چابک ہیں جن کے ذریعہ سے بادلوں کو جہاں جہاں حکم ہے ہنکایا جاتا ہے۔)

حدیث میں ہے کہ کوئی ابر گزرتا ہے یا گرجتا ہے یا چمکتا ہے مگر وہ قاتلان امام حسینؑ پر لعنت کرتا ہے۔[1]

---

[1] بحارالانوار۔

Presented by Ziaraat.Com

سورۂ ابراہیم:

اس سورہ میں جناب ابراہیمؑ کی اپنی ذرّیت کے وادی غیر ذی زرع (ایسی وادی جس میں زراعت نہ ہو) میں مقیم کرنے کا قصہ ہے۔

اقامت ذرّیت کی یہ کیفیت امام حسینؑ پر منطبق ہوتی ہے۔ جب انہوں نے صحرائے کربلا میں اپنی ذرّیت کو رکھا۔ اور جس طرح جناب ابراہیمؑ نے اپنی ذرّیت کو وداع کیا تھا۔ اسی طرح امام حسینؑ نے بھی اپنی ذرّیت کو جب رخصت آخری کیلئے خیمے میں تشریف لائے ہیں وداع کیا ہے۔

اور مطابق ہوتا ہے جناب ابراہیمؑ کا وہ مکالمہ جو انہوں نے اپنی ذرّیت سے کیا ہے جب ان کو زمین مکہ میں اقامت کے وقت کہا تھا۔ جناب امام حسینؑ کے مکالمہ سے جو انہوں نے اپنے اہل سے کیا ہے جب زمین کربلا پر تکلیف دہ واقعات پیش ہوئے۔

سورۂ اسریٰ:

امام حسینؑ کے لیے خصوصی معراج ہے زمین کربلا سے۔ (چنانچہ اس کتاب کے اسی عنوان میں ذکر کیا گیا کہ امام حسینؑ کے لاشے کو بعد شہادت ملائکہ فلک پنجم پر لے گئے) اور زمین کربلا ملائکہ کے لیے معراج قرار دی گئی ہے۔ اور اس زمین پر خصوصیت سے جناب پیغمبرؐ کو لے جایا گیا ہے۔ چنانچہ پیغمبرؐ خدا کا ارشاد ہے کہ:

''مجھے ایسی جگہ لے جایا گیا جس کو کربلا کہتے ہیں اور اس زمین پر مجھے امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کا مقتل دکھایا گیا۔''

Presented by Ziaraat.Com

سورۂ کہف:

امام حسینؑ کے سر مطہر نے نیزہ پر سورۂ کہف کی تلاوت فرمائی۔ اور زید ابن ارقم نے امامؑ کے سر مبارک سے اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے سنا:

اَمۡ حَسِبۡتَ اَنَّ اَصۡحٰبَ الۡكَهۡفِ وَالرَّقِيۡمِ ۙ كَانُوۡا مِنۡ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝

''کیا تم لوگوں نے یہ گمان کرلیا ہے کہ غار والے اور کتبہ والے ہماری نشانیوں میں سے کچھ زیادہ عجیب تھے۔''

اور دوسرے لوگوں نے شام میں اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے

سنا:

اِنَّهُمۡ فِتۡيَةٌ اٰمَنُوۡا بِرَبِّهِمۡ وَزِدۡنٰهُمۡ هُدًى

''بیشک وہ ایسے جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا تھا۔''

امام حسین علیہ السلام کے سورۂ کہف کی تلاوت کرنے میں خاص حکمت ہے۔ اسی طرح اس سورۂ کی پہلی آیت جس کی کوفہ میں تلاوت کی ہے، اس میں بھی خاص حکمت ہے۔ اسی طرح شام میں اس سورہ کی ایک دوسری آیت کی تلاوت فرمائی اس میں بھی خاص حکمت ہے۔

سورۂ مریم:

جناب زکریاؑ کے قصہ میں۔ قرآن میں آیا ہے ''کٓھٰیٰعٓصٓ'' ان مقطعات میں اشارہ ہے کربلا کی طرف اور عترت طاہرہ کی شہادت کی طرف یزید انہیں پیاس کی

Presented by Ziaraat.Com

حالت میں شہید کرے گا۔ اور وہ لوگ اس مصیبت پر صبر کریں گے۔

علامہ مجلسیؒ نے بحار الانوار میں ذکر کیا ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے خداوندِ عالم کے اس قول ''فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا﴿۲۲﴾'' کی تفسیر میں فرمایا کہ جناب مریمؑ دمشق سے کربلا گئیں اور امام حسینؑ کے قتل کی جگہ جناب عیسیٰؑ کی ولادت ہوئی۔ پھر جناب مریمؑ اسی شب میں واپس ہوئیں۔

سورۂ طٰہٰ:

اس سورہ میں جناب امام حسین علیہ السلام کے لیے جناب موسیٰؑ کی حکایت میں مناسبات ہیں۔ جناب موسیٰؑ کی حکایت کو قرآن کریم نے اس طرح بیان کیا ہے:۔

اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا

''جب جناب موسیٰ علیہ السلام نے آگ کو دیکھا تو فرمایا اپنے اہل سے تم یہاں ٹھہرو میں آگ لا رہا ہوں۔''

امام حسینؑ نے کربلا کی جانب نور دیکھا حالانکہ وہ مدینہ میں تھے تو انہوں نے اپنے اہل سے فرمایا کہ آؤ ہمارے ساتھ۔

اور جب مکہ میں امام حسینؑ سے سوال کیا گیا کہ اہل حرم کو کیوں لے جا رہے ہیں تو جواب دیا کہ اللہ کی مشیت یہ ہے کہ انہیں قیدی دیکھے (یعنی اللہ کے علم میں یہ بات گزر چکی ہے کہ اہل حرم اسیر ہوں گے) اور دوسرے سوروں میں جو سورۂ طٰہٰ کے بعد میں ہے اس میں امام حسینؑ کے لیے خاص مناسبات ہیں۔ اسی لیے امام حسینؑ جب مدینہ سے چلے ہیں تو سورۂ قصص کی بعض آیات کی تلاوت فرمائی ہے۔ اور بعض آیتوں کی تلاوت مکہ میں

Presented by Ziaraat.Com

داخل ہوتے وقت فرمائی ہے۔اس کی تفصیل عنوان ہجرت میں بیان کریں گے۔اور امام حسینؑ کے بعض اصحاب نے میدان قتال میں سورۂ مومن کی بعض آیتوں کی تلاوت کی ہے۔تفصیل عنوان شہداء میں آئی گی۔اور ہمارا مقصد صرف امام حسینؑ اور واقعہ کی تطبیق و مناسبات قرآن مجید سے بیان کرنا ہے۔اس لیے ہم نے بطور نمونہ تطبیقات کو پیش کیا ہے۔اور ہم بیان کرتے ہیں بعض مناسبات کو جو دوسری سوروں میں ہیں۔

پس ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی وہ سورتیں کہ جن کی ابتداء حروف مقطعات سے ہوتی ہے۔(مثل) طواسین اور حوامیم اور یٰسین اور ص، المر اور المہ اور ق اور ن کے جن کی تصویریں نقش میں تاثیرات (عظیمہ) رکھتی ہیں۔اور ان میں اشارات ہیں نسبۃً ان کے عدد کی طرف حساب جمل کے ساتھ۔اور تاثیر ہے ان کے حروف میں (یعنی مقطعات میں) اور اس میں اشارات ہیں اللہ کے اسماء کی طرف۔اور اس میں ایسے رموز و اسرار ہیں کہ کوئی شخص ہدایت نہیں پاتا ہے اس کی طرف (یعنی اس کے معانی و مطالب کو نہیں سمجھتا ہے) مگر اللہ کے خاص برگزیدہ بندے (پیغمبر اکرمؐ اور ائمہ طاہرینؑ) جن کی طرف حروف مقطعات کے ذریعہ خطاب ہوتا ہے۔(اس لیے کہ حروف مقطعات میں ایسے رموز و اسرار مخفی ہیں کہ ان حروف مقطعات کے ذریعہ سے حبیب و محبوب کے درمیان گفتگو ہوتی ہے) اور امام حسینؑ وہ ہیں کہ جن کے جسد مبارک میں حروف مقطعات ہیں کہ تلواروں کے زخم کے اثرات کی حالتیں ہیں۔اس کے آحاد میں اور اس کے ثنائی میں اور اس کے ثلاثی میں اور اس کے رباعی میں اور اس کے خماسی میں۔اور ہر ایک کے لیے ایک ہیئت خاصہ ہے۔اور وہ رموز و اسرار ہیں عالم تسلیم و رضا

Presented by Ziaraat.Com

میں۔ اور کبھی ہدایت ہوتی ہے ان رموز و اسرار کی طرف اس شخص کو جو حروف مقطعہ کے رموز و اسرار کی طرف ہدایت پا چکا ہے اوائل سورہ میں (یعنی حروف مقطعات اوائل سورہ میں ہوتے ہیں) اسی وجہ سے پیغمبرؐ خدا بوسہ لیتے تھے خصوصیت کے ساتھ امام حسینؑ کے بدن مبارک کے بعض مواضع کا۔ اور کبھی بوسہ لیتے تھے تمام بدن کا اس وقت جبکہ امام حسینؑ تشریف لاتے تھے بزم پیغمبرؐ خدا میں تو امیر المومنینؑ سے فرماتے تھے کہ انہیں روک لو۔ پس امیر المومنینؑ (حکم پیغمبرؐ خدا سے) امام حسینؑ کو روک لیتے تھے۔ تو پیغمبرؐ خدا بوسہ لیتے تھے جمیع مواضع حروف مقطعہ کا اور گریہ فرماتے تھے۔

(یعنی امام حسینؑ کے سر مبارک کا بوسہ لیتے تھے اور گلے کو چومتے تھے، اور ہاتھوں کا بوسہ لیتے تھے اور سینہ مبارک کا بوسہ لیتے تھے، اور پیشانی کو چومتے تھے وغیرہ وغیرہ)

اور مستبحات یعنی وہ سورے جن کی ابتداء میں ان چیزوں کا تذکرہ ہے جو اللہ کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ مناسبات سے صفات الٰہیہ کے ہیں۔ جن کا ایک حصہ خداوندِ عالم نے امام حسینؑ کو دیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اس کو بیان کیا ہے عنوانات میں احترامات الٰہیہ کے۔

سورۂ مدثر:

امام حسینؑ کے لیے ہے۔ یعنی اس سورہ کے باطن (امام حسینؑ) ہیں۔ جیسا کہ نہیں جدا ہوتے ہیں امام حسینؑ اس سورہ کے معنائے ظاہری سے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝١ قُمْ فَأَنذِرْ ۝٢ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝٣

"اے چادر اُوڑھنے والے رسول اُٹھو اور ڈراؤ اور پروردگار کی بزرگی بیان کرو۔"

Presented by Ziaraat.Com

اور یہ تحقیق کہ نبیؐ مدثر ہیں۔اور مدثر یعنی نبیؐ کریم امام حسینؑ سے ہیں۔اور امام حسینؑ نبیؐ سے ہیں۔(چونکہ امام حسینؑ پیغمبرؐ خدا سے ہیں اور پیغمبرؐ خدا امام حسینؑ سے ہیں اس لیے آیت شریفہ میں ظاہراً اور باطناً امام حسینؑ بھی مخاطب ہیں) لیکن فرق یہ ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے چادر اُوڑھ کر کفار کو ڈرایا اور امام حسینؑ نے خون کی چادر اُوڑھ کر لشکر کفار کو ڈرایا اور اللہ کی بزرگی کو بیان فرمایا۔

سورۂ مزمّل:

اس سورہ میں امام حسینؑ سے بھی خطاب کیا گیا ہے۔اسلئے کہ جس سے خداوندِ عالم نے خطاب فرمایا ہے (یعنی نبیؐ کریم) وہ امام حسینؑ سے ہیں اور امام حسینؑ ان سے ہیں۔اور امام حسینؑ اپنے خون کے ساتھ بھی مزمل ہیں۔اور وہ وہ ہیں یعنی امام حسینؑ جو کھڑے رہے قتال کی رات اور لشکر کفار کی ضلالت و گمراہی کو ظاہر کیا۔اور قرار دیا اس رات کو حسرت کی رات اسلئے کہ لوگ امامؑ کا دامن چھوڑ کر فرار ہو رہے تھے۔اور حق کے نور کو واضح فرمایا۔اور امام حسینؑ کے اصحاب بھی مزمل ہیں جیسے کہ پیغمبرؐ خدا کے اصحاب مزمل ہیں۔جن کے حق میں پیغمبرؐ خدا نے یوم احد فرمایا: **ھم بثیابھم بدمائھم** کہ وہ لوگ اپنے لباس کے ساتھ اپنے خون میں ڈوبے ہوئے تھے۔پس میں ان کے حق میں شہادت دیتا ہوں۔

لیکن امام حسینؑ کے اصحاب کے لیے لباس باقی نہ تھے۔اور وہ لوگ اپنے خون میں ڈوبے ہوئے تھے۔(اور جلتی ہوئی ریت پر تین دن تک ان کی لاشیں بےگور و کفن پڑی رہیں)

Presented by Ziaraat.Com

سورالاقسام العظیمہ :

یعنی وہ سورے جس میں اللہ نے عظیم شئے کی قسمیں کھائی ہیں۔ اس کے بواطن منطبق ہوتے ہیں امام حسینؑ پر اور آنحضرتؐ کے حالات اور ان کی شہادت پر۔ اور چہرے پر اور ان کی روح پر۔ اور ان کے جسد پر اور ان کے قلب پر اور آنحضرتؐ کے اصحاب اور ان کے حالات پر۔ پس غور کرو جبکہ تم پر تلاوت کی جائے اس سورہ میں سے (کسی ایک سورہ کی)

والصافات صفاً. فالزاجراتِ زجراً. فالتالیات ذکراً

''قسم ہے صف باندھ کر کھڑے ہونے والوں کی، پھر قسم ہے
جھڑکنے والوں کی، پھر ذکر کی تلاوت کرنے والوں کی۔''

اس کے باطن منطبق ہوتے ہیں امام حسینؑ اور ان کے لشکر پر۔ اس لیے کہ ان کی صفیں قتال (جہاد) میں تھیں اور ان کی صفیں حمایت کے لیے تھیں، (امامؑ عالی مقام) اور ان کی صفیں نماز میں تھیں۔ اور ان کی صفیں جسموں کے ساتھ تھیں جو خون آلود، گرم ریت زمین کربلا پر پڑے تھے۔ اور ان کی صفیں ان سروں کے ساتھ تھیں جو اپنے تن سے جدا کیے گئے۔ اور ان کی صفیں دفن میں تھیں۔ پس وہ لوگ ایک حفیرہ (گنج شہیداں) میں دفن کیے گئے۔

والفجر ولیالٍ عشر والشفع والوتر واللیل اذا یسر

''قسم ہے صبح کی اور دس راتوں کی، اور شفع اور وتر کی، اور
رات کی جبکہ وہ قریب ختم کے ہو۔''

Presented by Ziaraat.Com

(اور امام) حسینؑ وہ فجر ہیں کہ جن کے ذریعہ ہدایت کے نور شگافتہ ہوئے۔ اور دس راتیں ان کے مصائب کی ہیں۔ اور وہ یعنی امام حسینؑ اور انکے بھائی امام حسنؑ مجتبیٰ ''شفع'' ہیں۔ (جیسا کہ روایت میں ہے) اور وہ یعنی امام حسینؑ اس وقت فرد فرید کی حیثیت سے باقی تھے۔ اور فرد فرید ہیں نفس مطمئنہ کے اعتبار سے آخر میں اس سورہ کے کہ روح آنحضرتؑ کی پلٹی اپنے رب کی جانب۔ (یوم عاشورہ وقت عصر، اس لیے کہ ذات احدیت نے ان کے نفس سے خطاب فرمایا تھا:

يَاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾

(سورۂ فجر)

وَالطُّوْرِ ﴿١﴾ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ﴿٢﴾ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ﴿٣﴾ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ﴿٤﴾
وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ﴿٥﴾ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ﴿٦﴾ (سورۂ طور)

''قسم ہے طور کی اور پھیلی ہوئی جھلی میں لکھی ہوئی کتاب کی اور بیت المعمور کی اور بلند کی ہوئی چھت کی اور بھرے ہوئے سمندر کی۔''

پس طور محل شہادت امام حسینؑ ہے دو معنی کے اعتبار سے۔ ظاہری اعتبار سے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ (کہ مقتل امام حسینؑ طور سے) اور معنوی اعتبار سے (کہ امام حسینؑ نے اپنے مقتل سے اللہ سے باتیں کیں) اور ''کتاب مسطور'' امام مظلومؑ کا بدن شریف ہے۔ (بلکہ امام حسینؑ قرآن مجید کا وجود خارجی تھے کہ سر وتن میں جدا ہوگئی تھی مگر سر حسینؑ آیات قرآنیہ کی تلاوت کرتا تھا۔ اور حلق بریدہ سے بھی آیات قرآنیہ کی صدا آتی تھی) اور ''بیت معمور'' امامؑ عالی مقام کا سر مبارک ہے جو نیزہ پر بلند کیا گیا۔

''والبحر المسجور'' میدان کربلا ہے کہ جس دن قتال واقع ہوا۔

Presented by Ziaraat.Com

والنجم اذا هوىٰ قسم ہے ستارے کی کہ جس وقت وہ جھکا۔''

اس سورے میں کیفیت بیان ہوئی ہے امام حسینؑ کے گھوڑے سے گرنے کی۔

والضحیٰ قسم ہے ضحیٰ (نور) کی۔''

ضحیٰ آنحضرت یعنی امام حسینؑ کے چہرۂ مبارک کا نور ہے۔ یا امامؑ عالی مقام وہ نور ہیں کہ جن کے ذریعہ اعلان ایمان ہوا۔

والسماء ذات البروج قسم ہے برجوں والے آسمان کی۔''

وہ امام حسینؑ ہیں حقیقتہً۔ اس لیے کہ آنحضرتؐ وہ آسمان ہیں جن کے لیے نو برج ہیں۔ (یعنی نو امام آنحضرتؐ کی ذرّیت میں ہیں) بلکہ امام حسینؑ کے لیے تیرہ برج ہیں۔

والسماء والطارق وما ادراك ما الطارق النجم الثاقب

''اور قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے شب میں آنے والے کی۔ کیا تم نہیں جانتے کہ شب میں آنے والا کون ہے؟ وہ ایک جگمگاتا ہوا ستارہ ہے۔''

کہ جس کی روشنی سب آسمانوں سے پار ہوکر آسمان دنیا پر چمکتی ہے۔ اور امام حسینؑ بھی نجم ثاقب ہیں کہ ان کے انوار زمین کے جگر کو چاک کردیتے ہیں اور زمین کے ساتوں طبق کی تاریکیوں کو دور کرتے ہیں۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ۝ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ۝

''قسم ہے آفتاب کی اور اس کے نور کی۔ اور قسم ہے چاند کی جو آفتاب کے پیچھے چلتا ہے۔ اور قسم ہے دن کی جبکہ خدا اُس (آفتاب) کو روشن کردے۔''

Presented by Ziaraat.Com

''الشمس'' یعنی آفتاب امام حسینؑ کا چہرہ مبارک ہے اس لیے کہ آنحضرتؐ شمس ہیں حقیقتاً۔ پس آفتاب کی شعاعیں غائب ہو جاتی ہیں جبکہ اس کے مقابل میں کوئی ابر کا ٹکڑا آ جاتا ہے۔ اور وہ یعنی امام حسینؑ جن کا چہرہ مبارک خاک وخون میں غلطاں تھا مگر نور میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوئی۔ بلکہ امامؑ مظلوم کی نعش مبارک تین شبانہ روز مثل آفتاب کے چمکتی رہی۔

''والمرسلات عرفاً قسم ہے فرشتوں کی ان جماعتوں کی جو احکام معروف دے کر بھیجے گئے۔''

اور وہ ملائکہ متعلق ہیں امام حسینؑ سے (جو کئی مرتبہ احکام معروف لے کر آنحضرتؐ کے پاس نازل ہوئے)

''والنازعات غرقاً قسم ہے بہ شدت جان نکالنے والے ملائکہ کی اور بہت نرمی سے روح کھینچنے والے ملائکہ کی۔''

اور وہ ارواح مطہرہ امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کی ہیں کہ ملائکہ ان روحوں کو جنت میں لیجانے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے۔ (مگر روح کا قبض کرنے والا اللہ ہے جیسا کہ روایت ابی ذر میں ہے)

"والذاریات ذرواً فالحاملات وقراً"

''قسم ہے ان ہواؤں کی جو بکھر کر اڑنے والی ہیں۔ پھر ان ہواؤں کی جو بارش کے بادلوں کا بوجھ اُٹھاتی ہیں۔''

بعض تفاسیر میں ہے کہ یہ دونوں آیتیں منطبق ہوتی ہیں امام حسینؑ کے اصحاب اور ان کے جہاد پر یوم طف۔ (یعنی وہ جہاد کے وقت ہوا سے باتیں کرتے تھے)

Presented by Ziaraat.Com

(سورہ)"والتین والزیتون قسم ہے تین کی اور زیتون کی۔"

یہ بھی روایت میں وارد ہوا ہے کہ تین سے مراد امام حسینؑ ہیں۔ (تفسیر صافی، ص ۹۳۶)

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝١ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝٢ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝٣ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝٤ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝٥

"قسم ہے سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی۔ پس پتھر پر ٹاپ مار کر آگ نکالے جاتے ہیں، پس صبح کے وقت چھاپہ مارتے ہیں تو اس سے گرد وغبار بلند کرتے ہیں۔ پھر دشمنوں کے دل میں گھس جاتے ہیں۔"

اس سورے میں امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کے جہاد کی تعریف اور ان کے گھوڑوں کی تعریف کی گئی ہے کہ جب وہ اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے تھے تو ان کی ٹاپوں سے آگ کی چنگاریاں نکلتی تھیں۔ امام حسینؑ اور ان کے اصحاب دشمنوں کے دل میں گھس گئے۔

سورۂ قیامت:

کی کل آیتیں منطبق ہوتی ہیں قیامت اہل بیتؑ پر جو برپا ہوئی عاشور محرم کے دن۔ پس یہ قیامت ایک واقعہ عظیمہ ہے اور قارعہ ہے۔ یعنی حق و باطل میں فرق کرنے والی ہے۔ نیکوکار اور بدکار کے دلوں کو کھٹکھٹانے والی ہے۔ اور اس قیامت کا نام قارعہ اس لیے بھی ہے کہ اس دن نے لوگوں کے حواس کو پریشان کر دیا۔ اور ثوابت وسیارہ کو

Presented by Ziaraat.Com

ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور وہ دن حقیقت میں چیخ و پکار کا دن ہے اور کانوں کو کھٹکھٹانے کا دن ہے حقیقتاً۔۔ اور حقیقت میں یہ ایک بڑی مصیبت کا دن ہے۔ جو ہر مصیبت سے بالاتر ہے۔ اور یہ قیامت زمین کو زلزلہ میں لانے والی ہے۔ اور اس قیامت کا نام غاشیہ ہے۔ جس کے بارے میں خداوندِ عالم کا ارشاد ہے۔ **ھل اتك حديث الغاشيه** آیا تمہارے پاس ڈھانپنے والی مصیبت کا ذکر بھی پہنچا ہے۔ پس کیا اس مصیبت کے دن کی خبر تمہارے پاس نہیں پہنچی کہ جو حدیث میں محقق ہو چکی ہے۔ اور وہ دن عاشورہ محرم ہے۔

''**اذا لسماء انشقت واذا السماء انفطرت** اے میرے حبیب اس وقت کو یاد کرو جب آسمان شق ہو جائے گا اور اس وقت کو یاد کرو جب آسمان پھٹ جائے گا کہ جب امامؑ مظلوم کے سر مبارک پر تلوار کی ضرب لگے گی۔''

"**واذا النجوم انكدرت واذا الشمس كورت**"

''اور اس وقت کو یاد کرو جب کہ تاروں کی روشنی جاتی رہے گی، اور سورج کی روشنی لپیٹ دی جائی گی۔''

اور یہ دونوں آیتیں منطبق ہوتی ہیں یوم عاشورہ پر تکویر شمس ظاہری کے اور شمس باطنی کے ظاہراً اور باطناً۔ یعنی شمس باطنی حضرت امام حسینؑ کے سر و تن میں جدائی ہو گئی تھی اور شمس ظاہری آفتاب گہن میں تھا۔

سورۂ قدر:

امام حسینؑ کیلئے ہے۔ اسلئے کہ شب قدر کے فضائل امام حسین کے حق میں ثابت ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ اس کی تفصیل آئیگی عنوان میں آنحضرتؐ کے خصائص کے جو

Presented by Ziaraat.Com

متعلق ہیں اوقات شرعیہ سے۔

سورۂ اخلاص وتوحید:

(یعنی سورۂ قل ھو اللہ احد) سے امام حسینؑ کو ایک خاص نسبت حاصل ہے۔ وہ یہ کہ امامؑ عالی مقام نے ظاہر فرمایا توحید حقیقی کو خارج میں۔ اور وہ توحید علاقہ خاص رکھتی ہے امامؑ عالی مقام کے قلب سے۔ (یعنی امامؑ مظلوم نے اپنے قلب کو شوائب دنیوی سے خالی کرلیا تھا۔ سوائے خالق کی محبت کے آنحضرتؑ کے قلب میں غیر کی محبت نہ تھی) پس گویا امام حسینؑ اس صفت میں وحدہ لاشریک ہیں۔ اس کے لیے ایک بیان و تفصیل ہے۔ (نویں عنوان میں جس کا تذکرہ آئے گا)

سورۃ الجحد:

کے معنی دین کفار سے انکار کرنے کے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:۔

قُلۡ يٰۤاَيُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۙ﴿۲﴾

''اے رسول تم کہہ دو کہ اے کافرو! تم جس کی عبادت کرتے ہو میں اس کی عبادت نہ کروں گا۔''

اور وہ (یعنی امام حسینؑ نے) ظاہر فرمایا انکار کو اہل نفاق اور اہل خلاف سے۔ اور ان سے تبرا کیا۔ (اہل خلاف واہل نفاق سے تبرا کیا) اور ان سے یہ فرمایا:

لَكُمۡ دِيۡنُكُمۡ وَلِىَ دِيۡنِ ﴿۶﴾

''تمہارا دین تمہارے لیے ہے اور ہمارا دین ہمارے لیے ہے۔''

Presented by Ziaraat.Com

سورۃ المعوذتین:

یعنی (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ)(قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) یہ دونوں سورے نازل ہوئے امام حسینؑ اور ان کے بھائی امام حسنؑ مجتبیٰ کی حفاظت کے لیے۔

جیسا کہ روایت خاصہ و عامہ میں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

العنوان الخامس

امام حسین علیہ السلام کے اُن خصائص کے بیان میں جن کا تعلق بیت اللہ سے ہے۔ اور اس میں چند مطالب ہیں۔

پہلا مطلب:

امام حسین علیہ السلام حقیقتاً بیت اللہ ہیں۔

دوسرا مطلب:

امام حسین علیہ السلام نے بیت اللہ کی خصوصی تعظیم کی تو خداوند عالم نے اس کے عوض میں امام حسین علیہ السلام کے لیے ایسے احترامات قرار دیے ہیں جو بیت اللہ کے احترامات و فضائل کے مساوی ہے۔ و نیز مخصوص کیا امام حسین علیہ السلام کو ایسے احترامات وفضائل سے جو خانہ کعبہ کے احترامات وفضائل سے زیادہ ہیں۔

تیسرا مطلب:

حج و عمرہ کے مقابلہ میں خداوندِ عالم نے امام حسینؑ کی زیارت میں خاص تاثیر رکھی ہے۔ زیارت امام حسینؑ جن کی زیارت میں منجانب خالق تاثیر خاص کا ہونا سر معنوی اور نکتہ عجیب ولطیف کی بنا پر ہے۔

پہلا مطلب:

اس بیان میں کہ امام حسینؑ بیت اللہ حقیقی ہیں۔

معلوم ہونا چاہیے کہ خداوندِ عالم کو مکان کی احتیاج نہیں نہ وہ کسی جگہ یا جسم میں

Presented by Ziaraat.Com

حلول کرتا ہے۔ نہ اس کے لیے مکان کی ضرورت ہے نہ وہ کسی جگہ اپنا مسکن بناتا ہے۔ مگر مکان کا اس کی طرف منسوب و متصف ہونا کہ یہ اللہ کا گھر ہے، صرف مقام کی شرافت وفضیلت کی بنا پر ہے۔ اس حیثیت سے کہ اُسے اپنی عبادت کا محل و مقام قرار دیا ہے۔ یا کسی مقام کو اپنی طرف اس لیے منسوب کیا ہے کہ وہاں کثرت سے اس کی (خداوندِ عالم کی) عبادت کی جاتی ہے۔ یا کسی مقام کو اپنی طرف اس لیے منسوب کرلیا ہے کہ اس مقام پر عبادت کرنے میں اس کی طرف (خداوندِ عالم کی طرف) توجہ زیادہ ہوتی ہے۔ یا کسی مقام کو اپنی طرف اس لیے منسوب کرلیا ہے کہ وہ جگہ کسی مقام عبادت کے محاذی واقع ہے۔ یا کسی مقام کو اس لیے اپنی طرف منسوب کرلیا ہے کہ اس مقام پر خداوندِ عالم کا فیض خاص نازل ہوتا ہے۔ یا کسی مقام کو اپنی طرف اس لیے منسوب کرلیا ہے کہ اس جگہ پر دشوار گزار منزلیں طے کرنے کے بعد پہنچا جاتا ہے تو ایسی جگہ جانے میں جب اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ارادہ ہوتا ہے تو نیت خالص ہوتی ہے اس میں ریا کا دخل نہیں ہوتا ہے۔ اور یہ تمام باتیں بیت اللہ کو حاصل ہیں۔ (اس لیے اس نے اس بیت کو اپنی طرف منسوب کرلیا ہے اور اس کا نام ''بیت اللہ'' رکھا ہے)

اور چونکہ بعض خصوصیات جس کی بنا پر کسی مقام کو خداوندِ عالم نے اپنی طرف منسوب کرلیا ہے مساجد میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اور ان گھروں میں بھی جنہیں اپنی طرف منسوب کرلیا ہے۔ (وفی بیوتٍ اذن اللہ ان یرفع ویذ کر ربھا اسمہٗ) پائے جاتے ہیں۔ جن کی نسبت اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کی تعظیم کی جائے اور ان میں اس کے ذکر کو بلند کیا جائے۔ اور تمام مقامات (بیت اللہ) اللہ کے بیت ہیں مگر بیت ظاہری

Presented by Ziaraat.Com

ہیں۔

اور بیت باطنی (بیت اللہ الحقیقی) وہ ہے جس کی طرف حدیث قدسی میں اشارہ ہے:

لا یسعنی ارضی ولاسمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن

''میری گنجائش نہ میری زمین میں ہے نہ میرے آسمان میں،
اگر ہے تو قلب مومن میں۔''

اور خداوندِ عالم نے وحی کی جناب داؤدؑ کی طرف کہ اے داؤدؑ میرے لیے ایک مکان خالی کرو جس میں میں سکونت اختیار کروں۔ جناب داؤدؑ نے فرمایا کہ پروردگارا تو تو مسکن سے بزرگ و برتر ہے (اور تجھے مکان کی تو احتیاج نہیں ہے) تو جناب داؤدؑ کی طرف وحی ہوئی "فرغ قلبك" اپنے قلب کو میرے لیے شوائب دنیوی سے خالی کرو۔''

پس وہ قلب جس میں سوائے خالق کی محبت کے کسی دوسرے کی محبت نہ ہو وہ بیت اللہ ہے۔[1] پس مومن کامل کا قلب بیت اللہ حقیقی ہے۔ کیونکہ قلب مومن کامل اللہ کے علاوہ تمام تعلقات سے خالی ہے۔ پس اس قلب میں سوائے خالق کے نہ کوئی فکر ہے نہ ذکر ہے نہ قصد و ارادہ ہے۔ پس جب ایسا قلب ہو تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ (یعنی مومن کامل) نہیں دیکھتا ہے مگر اللہ کو۔ اور نہیں سنتا ہے مگر اللہ کی باتوں کو۔ اور یہ ایک معنی ہے اس قول کا جو حدیث قدسی ہے کہ[2]

حتی اکون سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به"

''یہاں تک کہ میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ

---

[1] معارف الیقینیه ابن ابی الجمہور۔ اسرار الشہادۃ آقائے دربندی، ص ۳۲۵۔
[2] ''کلمات مکنونہ''، محسن فیض کاشانی، ص ۱۱۳۔

Presented by Ziaraat.Com

ہوجاتا ہوں جس سے کہ وہ دیکھتا ہے۔''

اور جب آپ کو تحقیق کریں گے کہ خداوندِ عالم کا بیت حقیقی کون ہے؟؟ اور آپ نے غور وخوض کرلیا تو آپ پر ظاہر ہوگا کہ اللہ کا سب سے بڑا بیت حقیقی قلب مولا امام حسینؑ ہے۔ اس لیے کہ امام حسینؑ نے حقیقتاً اپنے قلب کو اللہ کے لیے خالی کر دیا تھا اور قلب میں سوائے اللہ کے علاقے (تعلق) کے اور کوئی دوسرا علاقہ نہ تھا۔ یہاں تک کہ وہ علاقے بھی نہ تھے جن کا اللہ کے علاقے کے ساتھ رکھنا منافی نہیں ہے۔ (جیسے اللہ کی محبت کے ساتھ اپنے بچوں کی محبت) اس لیے کہ تمام شئے سے علاقہ کا ختم کر دینا اللہ کے لیے خصوصاً جبکہ تمام شئے سے علاقہ بہت زیادہ ہے دلیل ہے اس بات کی اللہ کے ساتھ علاقہ بہت زیادہ ہے۔ وران تمام علاقوں کو ختم کر دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اب تعلق صرف اللہ سے ہے۔ اور شریعتیں اس پر قائم ہیں (کہ مخلوق کو خالق سے تعلق رکھنا چاہیے اس لیے عبادتیں فرض کی گئیں ہیں جو ذریعہ تقرب ہیں) اور کسی شخص کا دین دار ہونا اور تدین میں ارتقا منحصر ہے اللہ کے لیے تمام علائق کو ختم کرنے میں۔ یعنی جس مقدار میں اللہ کے علاقہ کے علاوہ تعلقات (شوائب دنیوی) کو منقطع کیا جائے گا اسی مقدار سے تدین میں ارتقا ہوگا۔ اور درجات کا اختلاف (کہ تدین میں کون کس درجہ پر ہے) منحصر ہے علاقوں کے اختلاف پر کہ خداوندِ عالم سے بندہ کا کتنا گہرا تعلق ہے یا کمزور تعلق ہے۔ اور اس بات پر منحصر ہے کہ اللہ کے لیے بندے نے تمام علائق کو کتنی مقدار میں زمانہ کے لحاظ سے ترک کیا ہے۔ یا اللہ کے حکم پر عمل کرنے کے لیے کیفیت کے لحاظ سے کن کن حالات میں اللہ کے لیے تمام علاقوں کو ختم کر دیا ہے اور صرف اس سے تعلق قائم

Presented by Ziaraat.Com

کیا ہے۔ اور جب تمہیں معلوم ہو گیا کہ کس کا قلب بیت اللہ کس طرح ہو سکتا ہے۔

تو غور کریں کہ جب امام حسینؑ کی طرف خاص حکم الٰہی متوجہ ہوا جو صحیفہ الٰہیہ میں تھا کہ اشر نفسك الله اے حسینؑ اپنے نفس کو اللہ کیلئے فروخت کر دو تو امام حسینؑ نے اپنی ہجرت سے جو مدینہ سے مکہ (شریف) تک تھی۔ پھر مکہ (معظمہ) سے کربلا (معلّٰی) تک تھی اس حکم خاص (اشر نفسك الله) پر عمل کرنے کا قصد کر لیا۔ اس عزم کے ساتھ کہ جو مصائب اس حکم خاص کے تحت میں اٹھانا پڑیں گے اس کو قربۃً الی اللہ برداشت کروں گا۔ پس امام حسینؑ نے ابتدائے ہجرت سے نیت کر لی تھی کہ تمام مصائب کو برداشت کروں گا اور اس پر اپنے نفس کو آمادہ کر لیا تھا بلکہ امامؑ مکہ میں تھے تب ہی نیت کر لی تھی کہ اس حکم خاص (اشر نفسك الله) پر عمل کرنے میں اپنے اعضا کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کو بھی گوارا کروں گا اور اس پر اپنے نفس کو آمادہ کر لیا تھا اور مدینہ میں اس بات کی نیت کر لی تھی کہ اس حکم پر عمل کرنے میں اپنے اصحاب و اولاد و اہل بیتؑ کے ذبح ہو جانے کو برداشت کروں گا۔ بلکہ مدینہ میں ہونے والے واقعہ کو اور اس کی جگہ کو جناب اُم سلمہؓ کو دکھا دیا تھا۔[1]

اور امام حسینؑ نے اپنے قلب کو خالی کر دیا تھا ان علائق سے جو وطن سے یا دیار سے یا مکانات سے ہوا کرتے ہیں۔ اور اس تعلق سے جو اموال سے ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اس تعلق سے بھی اپنے قلب کو خالی کر دیا تھا جو انسان کو لباس سے سلطنت سے راحت و آرام سے، ریاست سے ہوا کرتا ہے۔ اور اس تعلق سے بھی اپنے قلب کو فارغ

[1] ملاحظہ ہو 'مشارق الانوار شیخ رجب علی برسی۔ ناسخ التواریخ، جلد ۶، ص ۱۶۱۔

Presented by Ziaraat.Com

کر دیا تھا جو انسان کو عیال سے، اطفال سے، اولاد سے، بھائیوں سے، گھرانے سے، اصحاب و احباب سے ہوا کرتا ہے۔ پس ان کو (اپنے اصحاب و اطفال و اخوان کو اپنی شہادت سے پہلے ہی تا کہ قلب علائق سے فارغ ہو جائے) اپنے سامنے ذبح ہونے کے لیے ملت کی قربان گاہ میں پیش کر دیا۔ اور دنیا کی تمام اشیاء سے اپنے تعلق کو قطع کر لینا یہاں تک کہ پانی سے بھی اپنے تعلق کو قطع کر لیا۔ بلکہ پانی کے ایک قطرے سے بھی جس کا تعلق مختصر سے ہوا کرتا ہے قطع کر لیا۔ (یعنی حالت احتضار میں بھی امام حسینؑ کے حلق میں ایک قطرہ پانی کا نہ گیا) اور اس تعلق سے بھی اپنے قلب کو فارغ کر لیا تھا جو بدن کو سر سے یا بدن کو اجزائے بدن سے یا بدن کو ہڈی، گوشت، خون سے یا بدن کو اس کے اجزاء کے اتصال سے ہوا کرتا ہے۔ اور اس تعلق سے بھی اپنے قلب کو فارغ کر لیا جو بدن کی صورت و ترکیب و ہیئت کو باقی رکھتا ہے۔ یہاں تک قطع کر دیا اپنے قلب کے اس علاقہ کو جو صورت قلب اور خون دل ہوا کرتا ہے۔ پس چھد گیا قلب امام حسینؑ زہر آلود سہ شعبہ تیر سے جوان کے سینہ مبارک پر لگا تھا۔ اور خون جاری ہوا اور اس خون کو امامؑ نے اپنے ہاتھ میں مَل لیا۔ اور اپنے سر اور اپنی ریش مبارک پر فقط۔ جیسا کہ زیارت کی عبارت میں ہے۔ "**بذل مهجته**" (پروردگارا امام حسینؑ نے تیری رضا کے لیے اپنے خون دل کو صرف کر دیا)

تو جب امام حسینؑ نے راہِ خدا میں اپنے قلب ظاہری کے خون کو صرف کر دیا اور اپنے قلب کے تمام علائق اور ان کے خون کو راہ خدا میں خرچ کر دیا۔ تو ضروری ہے کہ امام حسینؑ کا قلب معنوی خالص ہو گیا اللہ کے لیے اور فارغ ہو گیا اللہ کے علاوہ تمام

Presented by Ziaraat.Com

اشیاء سے۔ (اور جب تمام اشیاء کی محبت اور تعلق سے قلب امام حسینؑ فارغ و خالی ہو گیا تو تحقیقی نقطہ نظر سے) تو بیت اللہ حقیقی ہو گیا۔ (یعنی مرتبہ میں بیت اللہ الا کبر ہو گیا)

فللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً

تو اب لوگوں پر رضائے الٰہی کے لیے اس بیت (امام حسینؑ) کا حج کرنا واجب ہے۔ جنہیں وہاں پر پہنچنے کی قدرت و استطاعت ہے۔

اس تحقیق کے بعد کہ قلب امام حسینؑ بیت اللہ ہے ظاہر ہو گیا مفہوم معصومؑ کے اس قول کا کہ:

من زار الحسین علیہ السلام کمن زار اللہ فی عرشہ جس نے امام حسینؑ کی زیارت کی وہ اس شخص جیسا ہے جس نے خداوندِ عالم کی زیارت اس کے عرش پر کی۔"[1]

نوٹ:۔

شبہ نہ ہونا چاہیے کہ جب قلب امام حسین علیہ السلام بیت اللہ ہے تو حدیث کا مطلب یہ ہو گا کہ :من زار الحسین علیہ السلام کمن زار اللہ فی بیتہ۔جس نے امام حسینؑ کی زیارت کی وہ اس شخص جیسا ہے جس نے خداوندِ عام کی زیارت اس کے گھر میں کی ہے۔" اس لیے کہ بیت وعرش میں کوئی فرق نہیں ہے۔ صرف بیت کی طرف نسبت ذاتی ہوا کرتی ہے اور عرش کی طرف نسبت سرکاری ہوا کرتی ہے۔

چونکہ زائر امام حسین علیہ السلام کے لیے خداوندِ عالم کی طرف سے پروانۂ دخول جنت ملتا ہے۔ اس لیے معصومؑ نے فرمایا کہ جس شخص نے امام حسینؑ کی زیارت کی گویا اس نے خداوندِ عالم کی زیارت اس نے عرش پر کی۔"

---

[1] کامل الزیارات، باب ۵۹۔ص ۱۴۷۔

Presented by Ziaraat.Com

المطلب الثانی:

چونکہ بیت حقیقی (حضرت امام حسینؑ) نے مخصوص طور سے خانہ کعبہ کی تعظیم کی ہے اس لیے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے امام حسینؑ کو خانہ کعبہ کی خصوصیات کچھ زیادتی کے ساتھ عنایت کیا جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

امام حسین علیہ السلام (مدینہ سے ہجرت کر کے) ۳ شعبان المعظم یوم جمعہ مکہ معظمہ (زاد اللہ شرفہا) میں وارد ہوئے۔ موسم حج تک (ماہ ذی الحجہ) وہیں مقیم رہے اور حج یا عمرہ تمتع کا احرام باندھا۔ اور جب امامؑ کو معلوم ہوا کہ یزید لعین نے بنی امیہ کے شیاطین میں سے تیس نفر کو میرے قتل کے لیے بھیجا ہے تا کہ لوگ مجھے (امام حسینؑ کو) دھوکے سے قتل کر دیں۔ و نیز یزید لعین نے ایک لشکر (امام حسینؑ کی) گرفتاری کے لیے عمر بن سعد بن عاص کی ماتحتی میں بھیجا ہے تو امام حسینؑ اپنے حج کے احرام سے محل ہو گئے اور عمرہ مفردہ کا احرام باندھا اور مکہ معظّمہ سے یوم ترویہ یا یوم عرفہ مصمم کوچ کرنے کا ارادہ کرلیا۔ اور اس رات جس کی صبح امامؑ کوچ کرنے والے تھے ان کے پاس محمد بن حنفیہ (جو امام حسینؑ کے پدری بھائی تھے) تشریف لائے اور امامؑ سے کہا کہ اے بھائی آپ اہل کوفہ کے غدر اور بے وفائی سے جو انہوں نے آپ کے والد بزرگوار اور برادر نامدار امام حسنؑ مجتبیٰ کے ساتھ کر چکے ہیں بخوبی واقف ہیں۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں آپ کا حال بھی ویسا ہی ہو جیسا کہ ان لوگوں کا ہوا جو آپ سے پہلے گزر چکے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہیں قیام فرمائیں۔ کیونکہ آپ زیادہ عزیز ہیں ان تمام لوگوں سے جو حرم میں ہیں۔

[1] ناسخ التواریخ، ج ٦، ص ١٦٤۔

Presented by Ziaraat.Com

امام علیہ السلام نے فرمایا: کہ اے بھائی مجھے خوف ہے کہ مجھ کو یزید بن معاویہ حرم میں قتل کرادے گا۔ تو میں ہی وہ ہوں جس کی وجہ سے حرمت اس بیت کی ضائع کی جائے گی۔

محمد بن حنفیہ نے فرمایا کہ اگر آپ کو اس بات کا خوف ہے تو ملک یمن تشریف لے جایئے یا کسی جنگل میں چلے جایئے۔ کیونکہ آپ وہاں محفوظ رہیں گے۔ اور کوئی آپ کے قتل کرنے پر قادر نہ ہوگا۔

امامؑ نے فرمایا کہ میں تمہارے معروضات پر غور کروں گا۔ مگر جب صبح ہوئی تو امام حسینؑ مکہ سے روانہ ہو گئے جب محمد حنفیہ کو امامؑ کی روانگی کی اطلاع ہوئی تو امامؑ کے پاس آئے۔ اور امامؑ کے ناقہ کی مہار پکڑ لی اور کہا کہ اے بھائی کیا آپ نے میرے معروضات پر غور کرنے کا وعدہ نہیں فرمایا تھا۔ امامؑ نے فرمایا کہ بیشک میں نے تمہارے معروضات پر غور کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ محمد بن حنفیہ نے کہا کہ پھر کس چیز نے آپ کو اتنا جلد روانگی پر آمادہ کیا۔ امامؑ نے فرمایا کہ جب میں تم سے جدا ہوا تو رسولؐ اللہ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے حسینؑ یہاں سے چلو۔ اس لیے کہ خداوندِ عالم تم کو شہید دیکھنا چاہتا ہے۔ امامؑ کے کلام کو سن کر محمد بن حنفیہ نے اپنی زبان پر کلمہ استرجاع انا للہ و انا الیہ راجعون جاری فرمایا اور کہا کہ جب آپ اس عالم میں سفر کر رہے ہیں تو اپنے ساتھ مخدرات عصمت و طہارت کو کیوں لے جا رہے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا کہ اللہ کی مشیت میں ہے کہ انہیں قیدی دیکھے۔ اور اپنے بھائی محمد بن حنفیہ سے یہ بھی فرمایا کہ اے بھائی اگر میں کسی کونے میں بھی چلا جاؤں گا تو (سرکشان بنی اُمیہ) مجھے وہاں سے نکال لینے کے بعد قتل کر دیں گے۔ پھر عبداللہ ابن زبیر، عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن عمر

Presented by Ziaraat.Com

امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے اور انہیں سفرِ عراق سے منع کیا۔ تو امام حسینؑ نے عبداللہ ابن زبیر کو جواب دیا کہ مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میری وجہ سے خانہ کعبہ کی ہتک وحرمت ہو۔ اور ابن عمر کو اپنے کلام سے جواب دیا جس میں دنیا کی مذمت کا ذکر تھا اور بنی اسرائیل کا جو روزانہ طلوع فجر سے طلوع آفتاب کے درمیان ستر نبیوں کو قتل کرتے تھے ذکر تھا۔

اور ابن عباس کو یہ جواب دیا کہ مجھے رسولؐ اللہ نے ایسے امر پر مامور کیا ہے جسے میں کروں گا۔ امامؑ کے جواب کو سن کر سب نے امامؑ کو وداع کیا اور روئے۔ اور ابن عمر نے کہا اے حسینؑ اُس جگہ کو آپ ظاہر کیجیے جس کا بوسہ رسولؐ اللہ لیتے تھے۔ امامؑ نے اپنے شکم مبارک سے لباس ہٹایا۔ ابن عمر نے بوسہ لیا۔ اس کے بعد امام حسینؑ عراق کی جانب روانہ ہو گئے۔[1]

اے عارف و بصیر غور کریں فعل میں اس امام جلیل کے اور ان کے اس قول میں کہ میں ڈرتا ہوں کہ میری وجہ سے ضائع ہو جائے حرمت خانہ کعبہ کی۔ (اور غور کریں) کہ کس طرح اپنے رب کی جلالت کی تعظیم کی ہے۔ اور اس کی عظمت وجلالت کی بقا کی نگرانی وحفاظت اس طرح کی ہے کہ وہ تمام مصائب جو ان پر واقع ہونے والے تھے راضی ہو گئے۔ مگر اس پر راضی نہ ہوئے کہ وہ قرب بیت اللہ میں جس کو اللہ نے شرافت و بزرگی عنایت کی ہے اور محترم قرار دیا ہے شہید کیے جائیں۔ (کیونکہ اگر امام حسینؑ کی بیت اللہ میں شہادت ہو جاتی تو ہمیشہ کے لیے بیت اللہ کا احترام ختم ہو جاتا اور پھر بیت اللہ کبھی بھی کسی کے لیے مامن نہیں ہو سکتا تھا۔ اور اور امامؑ جلیل نے جو بیت اللہ کا خصوصی

[1] ملاحظہ ہو ناسخ التواریخ، جلد ۶، از ص ۱۶۴ تا ص ۱۶۶۔

Presented by Ziaraat.Com

احترام کیا ہے اس پر تامل کریں)۔ حالانکہ امام حسینؑ مرتبہ میں بیت اللہ سے اعظم و اشرف و بزرگ ہیں۔ اسی لیے تو خداوندِ عالم نے یوم عرفہ زوّارامام حسینؑ کی طرف نظر رحمت کرنا قرار دیا ہے قبل اس کے کہ وہ نظر کرے اہل عرفات کی طرف [1] اور چونکہ امام حسینؑ نے خانہ کعبہ کی خصوصی تعظیم کی ہے اس لیے ثابت ہوگئیں امام حسینؑ کے لیے تمام وہ خصوصیات جو خانہ کعبہ کے لیے اللہ نے مخصوص کی ہیں۔ اور تمام وہ کرامات امام حسینؑ کے لیے ثابت ہو گئے۔ جس سے اللہ نے خانہ کعبہ کو مشرف ومکرم کیا تھا۔

اب ہم خانہ کعبہ کے خصائص وفضائل میں سے پچاس فضیلت کو لکھتے ہیں۔ پھر ہم موازانہ کریں گے امام حسینؑ سے۔

خانہ کعبہ کی پہلی فضیلت:

خانہ کعبہ پہلا گھر ہے جو لوگوں کے لیے بنایا گیا ہے۔ اس سے پہلے کوئی گھر نہیں بنایا گیا۔ چاہے وہ مساجد ہوں، یا مقاماتِ مقدسہ۔ (قرآن مجید کے چوتھے پارہ میں یہ آیت خانہ کعبہ کے فضائل میں ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۹۶﴾ فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰہِیۡمَ ۬ۚ وَ مَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ وَ لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۹۷﴾

"لوگوں (کی عبادت) کے لیے جو گھر سب سے پہلے بنایا گیا (تو یقیناً یہی کعبہ) ہے جو کہ مکہ میں ہے۔ بڑی خیر و برکت والا۔ اور

---

[1] ملاحظہ ہو مفاتیح الجنان۔

Presented by Ziaraat.Com

سارے جہاں کے لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔ اس میں (حرمت) کی واضح و روشن نشانیاں ہیں۔ (منجملہ ان کے) مقام ابراہیم علیہ السلام ہے۔ اور جو اس گھر میں داخل ہوا امن میں آ گیا۔ اور لوگوں پر واجب ہے کہ محض خدا کے لیے خانہ کعبہ کا حج کریں۔ جن میں وہاں تک پہنچنے کی استطاعت وقدرت ہو۔"

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

امام حسین علیہ السلام اس حیثیت سے کہ وہ نبیؐ سے ہیں اور نبیؐ ان سے ہیں پہلے بیت اور پہلا گھر ہیں جو لوگوں کے لیے بنائے گئے ہیں۔ اس لیے کہ اول مخلوقات نور نبیؐ ہے۔ اور امام حسین علیہ السلام اپنے جد اپنے والد اپنی ماں، اپنے بھائی کے نور کے ساتھ قبل زمین و آسمان کی خلقت کے ظاہر ہوئے۔ پس وہ اوّل بیت ہیں جو لوگوں کے لیے اور ملائکہ اور جمیع مخلوقات الٰہی کے لیے بنائے گئے ہیں۔ (پس امام حسین علیہ السلام کے ذریعہ سے معرفت باری تعالیٰ اور معرفت نبیؐ حاصل ہوتی ہے اور انہیں کے ذریعہ سے ایمان ملتا ہے کیونکہ اور انہیں کے ذریعہ سے خالق کی عبادت کی جاتی ہے۔ انہیں کے ذریعہ سے نجات اُخروی حاصل ہوتی ہے)۔

خانہ کعبہ کی دوسری فضیلت:

خانہ کعبہ ارض بکّہ پر واقع ہے اور مقام بکّہ اشرف ہے مواضع کے اعتبار سے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

امام حسین علیہ السلام اشرف ہیں نسب اور مدفن دونوں اعتبار سے۔ اس لیے کہ ان کا

Presented by Ziaraat.Com

نسب رسول اللہ سے ملتا ہے۔ اور ان کا مدفن کربلا ہے جو اشرف ہے مواضع کے اعتبار سے۔ یعنی زمین کربلا تمام زمینوں سے افضل ہے۔ اور ظاہر ہوتا ہے اس کی گفتگو سے [1] جو کربلا اور خانہ کعبہ کے درمیان واقع ہوئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمین کربلا مرتبہ میں خانہ کعبہ سے بلند ثابت ہوئی۔

خانہ کعبہ کی تیسری فضیلت:

خداوندِ عالم نے اپنے خلیل جناب ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ اپنے ہاتھ سے بنائیں۔ پس خانہ کعبہ کو جناب ابراہیم علیہ السلام خلیل خدا کے ہاتھوں نے بنایا ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

امام حسین علیہ السلام کا گوشت وخون، حبیب خدا کے گوشت وخون سے اُگا ہے [2] جو مرتبہ کے لحاظ سے اعلیٰ ہیں خلیل خدا سے۔

خانہ کعبہ کی چوتھی فضیلت:

خداوندِ عالم نے خانہ کعبہ کو اس کے زوّار اور مجاورین کے لیے مبارک قرار دیا ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

امام حسینؑ ذو برکت [3] الٰہیہ ہیں۔ یعنی امام حسینؑ ایسی برکت الٰہی کے منبع ہیں۔ اس جہت سے کہ جتنے فیوضات ربانیہ لوگوں پر وارد ہوتے ہیں وہ امام حسینؑ کے سبب سے

---

[1] خانہ کعبہ وزمین کربلا کے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے اس کی تفصیل آگے آئی گی۔

[2] کامل الزیارات، باب ۱۶، ص ۵۷۔

[3] کامل الزیارات، باب ۲۱، ص ۶۷۔ بورك من مولودٍ عليه بركاتي وصلواتي ورحمتي.

Presented by Ziaraat.Com

ہوتے ہیں۔ (پس وہ لوگ جن پر فیوضات ربانیہ نازل ہوتے ہیں) ان میں سے بعض وہ ہیں جو جنت میں داخل ہوئے امام حسینؑ کے سامنے شہید ہو کر۔ اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو امامؑ کے مصائب پر گریہ کر کے داخل جنت ہوں گے اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو امامؑ پر لوگوں کو رلا کر داخل جنت ہوں گے۔ اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو امامؑ کے مصائب کو سنتے وقت رونے والوں کی صورت بنا کر داخل جنت ہوں گے۔ اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو پانی پیتے وقت امامؑ کو یاد کر کے اور ان پر گریہ کر کے داخل جنت ہوں گے۔ اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو امام حسینؑ کی زیارت کر کے داخل جنت ہوں گے۔ اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو امامؑ کی مدد کر کے داخل جنت ہوں گے۔ اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو زمین کربلا پر دفن ہو کے داخل جنت ہوں گے۔ اس کے بہت سی جہتیں برکت کی ہیں جو لوگوں پر امام حسینؑ کے توسط سے وارد ہوتی ہیں۔ مثلاً رزق میں برکت یا جو امام حسینؑ کے مجاورین پر فیوض و برکات نازل ہوتے ہیں۔ یا فیوض و برکات امام حسینؑ کی مجلس پڑھنے والوں پر یا مجلس عزاء میں شریک ہونے والوں پر وارد ہوتے ہیں۔

خانہ کعبہ کی پانچویں فضیلت:

"ھدیً للعالمین" سارے جہاں کا رہنما ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

اور امام حسینؑ سارے جہان کے رہنما ہیں۔ اس لیے کہ امامؑ نے اپنے نفس کو اپنے جد کے دین پر فدا کر دیا۔ اور انہیں کی شہادت کی وجہ سے دین شیعہ ظاہر ہوا۔

زیارت اربعین جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ امام حسینؑ کے حق میں

Presented by Ziaraat.Com

یہ فقرہ وارد ہوا ہے۔[1]

"وبذل مهجته فيك ليستنقذ عبادك من الجهالة وحيرة الضلالة"

پروردگارا امام حسینؑ نے اپنے خون دل کو تیری راہ میں خرچ کیا تا کہ تیرے بندوں کو جہالت و گمراہی سے نکالیں۔"

خانہ کعبہ کی چھٹی فضیلت:

خانہ کعبہ کے ہر چہار جانب کو حرم قرار دیا ہے۔ (حرم وہ جگہ جس کی حرمت کا لحاظ کیا جائے) اور حرم میں شکار کرنا ناشائستہ قرار دیا ہے۔ اور حرم کے جانوروں کو نکالا نہیں جائے گا۔ نہ اس میں کسی درخت کو اُکھاڑا جائے گا۔ نہ تنکے سے خلال کیا جائے گا اور نہ اس میں سے پڑی ہوئی چیز کو اُٹھایا جائے گا۔ مگر وہ شخص جو کسی مظلوم کا یا کسی مومن کا خون ناحق کر کے خانہ کعبہ میں پناہ لے اس کو گرفتار کر لیا جائے گا۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

خداوندِ عالم نے امام حسینؑ کے مدفن (زمین کربلا) کو ہر چہار[1] جانب سے حرم قرار دیا ہے۔ اور اُن کی تربت کو محترم قرار دیا ہے۔ اور مخصوص مقدار میں ان کی تربت کو بغرض شفا کھانا حلال قرار دیا ہے۔[2] اور ان کے حرم کو ایک فرسخ قرار دیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ چہار جانب فرسخ حرم امام حسینؑ ہے۔ (یعنی نقطہ مرکزی قبر امام حسینؑ اور ہر چہار جانب چار فرسخ تک حرم ہے) اور ایک روایت میں ہے کہ حرم امام پانچ فرسخ

---

[1] ملاحظہ ہو کامل الزیارات از ص ۲۷۱ تا ۲۷۲۔ باب ۸۹۔

[2] کامل الزیارات، باب ۹، ص ۲۷۴۔

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ اگر تمام روایتوں کو درست مان لیا جائے تو قبر سے ایک فرسخ کے اندر جتنی زمین ہے وہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے اُس زمین سے جو چار فرسخ کے اندر ہے۔ اور چار فرسخ والی زمین زیادہ فضیلت رکھتی ہے اُس زمین سے جو چار فرسخ کے درمیان ہے۔

مگر اس میں اختلاف ہے کہ بغرض شفا تربت امام حسینؑ کہاں کی لی جائے۔

بعض علماء کا نظریہ یہ ہے کہ حرم کی تربت لے لی جائے مطلقاً اور بعض علماء کا ارشاد یہ ہے کہ بغرض شفا امام حسینؑ کی قبر کی مٹی یا وہ مٹی جو قبر مبارک سے عرفاً قریب کی ہو۔ دوسرا قول بہتر ہے اور بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حرم مبارک کی حد ایک میل یا چار میل ہے یا ستر ذراع (ہاتھ) ہے۔

تربت امام حسین علیہ السلام کو بغرض شفا لینے کے کچھ شرائط و آداب ہیں۔

بعض علماء کا یہ نظریہ ہے کہ:

بغرض شفا تربت امام حسینؑ کا لینا انتہائی دشوار ہے۔ اس لیے کہ جو اخذ تربت کے آداب و شرائط بیان کیے گئے ہیں وہ بہت دشوار ہیں۔[1]

---

[1] ملاحظہ ہو کامل الزیارات، باب ۹۳، ص ۲۸۰۔

صادق آل محمدؑ کا ارشاد ہے۔ اخذ تربت کے وقت یہ دعا پڑھے۔

اللهم بحق هذه التربة و بحق الملك الموكل بها والملك الذي كربها و بحق الوصي الذي ضمن فيها صل على محمد و آله محمد واجعل هذا الطين شفاءً من الداء واماناً من كل خوف. اور جب کوئی تناول فرمائے خاک شفا تو یہ دعا پڑھے۔ اللهم انى اسئلك بحق الملك الذى تناوله والرسول الذى بوأه والوصى الذى ضمن فيله ان تجعله شفاء من كل داء پھر مرض کا نام لے۔ انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہوگی۔

Presented by Ziaraat.Com

خانہ کعبہ کی ساتویں فضیلت:

خداوندِ عالم نے خانہ کعبہ کو "مامن" جائے امن قرار دیا ہے۔ لہٰذا جو خانہ کعبہ میں پناہ لے اُس کا خون بہانا جائز نہیں ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

امام حسین علیہ السلام کے حرم میں جو پناہ لے اس کا خون بہانا جائز نہیں ہے۔ لیکن جب بنی اُمیہ نے بانسبت امام حسینؑ کے خانہ کعبہ کی حرمت کو ضائع کیا تو امام حسینؑ کی حرمت کو بھی ضائع کیا۔ اس کے مقابلہ میں جو امام حسینؑ کی بارگاہ میں پناہ گزین ہوئے یہاں تک کہ دو چھوٹے بچوں کو بھی قتل کر کے امام حسینؑ کی حرمت کو بنی اُمیہ نے ضائع کیا۔ جن کا ایک بچہ (شیر خوار) امام حسینؑ کے ہاتھوں پر پیاس کی وجہ سے پناہ لیے ہوئے تھا (حرملہ لعین کے تیر سے رن میں فرات کے کنارے شہید کر دیا گیا) اور دوسرے بچہ امامؑ کے سینہ پر پناہ لیے ہوئے تھا۔ جبکہ اس کا ہاتھ قطع کیا گیا تو اس بچہ نے اپنے چچا امام حسینؑ سے استغاثہ کیا۔ امام حسینؑ نے اس کو اپنے سینہ پر پناہ دی۔ (اس حالت میں) ایک شقی نے اس کو تیر امارا اور امامؑ کے سینہ پر اس کو قتل کر ڈالا۔ انہیں بنی امیہ نے اس حرم کے طیور (اہل بیتؑ رسولؐ) کو امام حسینؑ کی لاش سے علیحدہ کر دیا۔ جب یہ طیور لاش امامؑ کے پاس نوحہ و ماتم کرتے ہوئے دورہ کرر ہے تھے۔ پس جناب سکینہؑ کو مارا اور ان کو امامؑ کی لاش سے زبردستی علیحدہ کر دیا اور اسی حرم کے طیور کو شکار کیا گیا (یعنی امام حسین علیہ السلام کے پس ماندگان کو کربلا میں گرفتار و مقید کیا گیا اور زنجیریں پہنائی گئیں اور انہیں قیدی بنا کر اُونٹوں پر سوار کیا گیا۔)

Presented by Ziaraat.Com

خانہ کعبہ کی آٹھویں فضیلت:

خانہ کعبہ کو اپنے حبیب جناب محمد مصطفیٰ کا اُن کی نماز کی حالت میں قبلہ قرار دیا جو ان کے حالات میں سب سے بہتر حالت ہے۔ اور ان کی عبادتوں میں سب سے افضل عبادت ہے۔ (چنانچہ ان کی حالت نماز میں حکم الٰہی ہوا کہ:

فول وجهك شطر المسجد الحرام

(اے میرے حبیبؐ پس حالت نماز میں) اپنے منہ کو مسجد محترم (کعبہ) کی طرف کرلو۔''

پس خانہ کعبہ قبلہ ہے جناب پیغمبرؐ خدا کا۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

لیکن ہمارے مولا امام حسینؑ مہجۂ قلب نبیؐ ہیں۔ (یعنی نبیؐ کے دل کا خون ہیں) اُن کے میوہ دل، ان کے پھول ہیں۔ جیسا کہ پیغمبرؐ خدا نے خود فرمایا۔ بلکہ امام حسینؑ نفس نبیؐ ہیں جیسا کہ پیغمبرؐ خدا کا ارشاد گرامی ہے۔

"حسين منى وانا من الحسين" ؐ

''حسینؑ مجھ سے ہیں اور میں حسینؑ سے ہوں۔''

ان تمام فضائل کے علاوہ امام حسینؑ جناب پیغمبرؐ خدا کے قلب کے قبلہ ہیں۔ کیونکہ جناب پیغمبرؐ خدا امام حسینؑ کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے اور ان کو دیکھتے تھے جب ان کے پاس امام حسینؑ آتے تھے۔ اگر چہ اس وقت پیغمبرؐ خدا خطبہ میں مشغول ہوتے تھے یا حالتِ نماز میں ہوتے تھے۔ اور اُن کو نماز میں پشت پر سوار کر لیتے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

خانہ کعبہ کی نویں فضیلت:

خداوندِ عالم نے خانہ کعبہ کے طواف کو ایک ارکان اسلام سے قرار دیا ہے۔ پس ارشادالٰہی ہوا کہ:

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا

''لوگوں پر واجب ہے کہ محض اللہ کے لیے خانہ کعبہ کا حج کریں۔''

پس جو شخص حج نہ کرے تو اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ناقص ہو گیا۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

اور امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو ایک رکن قرار دیا ارکان ایمان سے۔ اس لیے کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ امام حسینؑ کی زیارت کو ترک کرنے والا ناقص الایمان ہے۔ رسولؐ اللہ کی حرمت کو قطع کرنے والا ہے۔ اور اس نے رسولؐ اللہ کی نافرمانی کی۔ (لہٰذا تارک زیارت امام حسینؑ عاق رسولؐ ہے) اور ایک روایت میں ہے کہ تارک زیارت امام حسینؑ شیعہ نہیں ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ تارک زیارت امام حسینؑ اگرچہ جنت میں جائے گا تو اس کی حیثیت جنت والے مہمان کی سی ہو گی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ امام حسینؑ کی زیارت نہ کرنے والا اللہ کے حقوق میں سے ایک حق کا ترک کرنے والا ہے اگرچہ اس نے ایک ہزار حج کیا ہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ تارک زیارت امام حسینؑ خیر سے محروم رہے گا۔ اور ایک روایت میں کہ (یہ روایت ساتویں عنوان کے ساتویں باب میں ترک زیارت کے پانچویں اثر میں موجود ہے)

جب امام جعفر صادق علیہ السلام نے سنا کہ ایک جماعت شیعہ کی ایسی ہے جو ایک سال یا

Presented by Ziaraat.Com

دوسال گزر جاتا ہے مگر وہ لوگ امام حسینؑ کی زیارت نہیں کرتے۔ تو امامؑ نے فرمایا کہ:
قسم بخدا وہ لوگ اپنے حظ کے حاصل کرنے میں خطا کر رہے ہیں اور ثواب الٰہی سے کنارہ کش ہیں۔ اور جناب پیغمبر خدا کے جوار سے دور ہیں۔

(ملاحظہ ہو کامل الزیارات، باب ۷۸، ص ۱۹۲)

خانہ کعبہ کی دسویں فضیلت:

خداوندِ عالم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے دلوں کا مقناطیس بنایا ہے کہ دور دور سے لوگوں کے دل خانہ کعبہ کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔ پس قلوب خانہ کعبہ کی طرف اور ان کے اہل کے مشتاق ہیں۔ خداوندِ عالم کے اس قول کی بنا پر

فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم .

پالنے والے کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے۔ (یہ دعا ابراہیمؑ نے مانگی تھی)

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

امام حسینؑ شیعوں کے دلوں کے مقناطیس ہیں۔ پس دیکھا جاتا ہے کہ شیعوں کے قلوب امام حسینؑ کی طرف خصوصیت سے مائل ہیں۔ بلکہ دوسرے ائمہ سے امام حسینؑ کی محبت زیادہ ہے۔ یہ ایسی بات ہے جو وجدانی ہے۔ اور میں ایک ایسی حدیث پر مطلع ہوا ہوں جو اس مفہوم کو واضح کر رہی ہے۔ اور وہ روایت اسود کندی سے ہے جس کو صاحب بحار نے دوسرے لوگوں سے نقل کیا ہے۔

مقداد بن اسود کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسولؐ خدا جناب حسنینؑ کی تلاش کو

Presented by Ziaraat.Com

نکلے۔ کیونکہ وہ دونوں شاہزادے اپنے مکان سے کہیں چلے گئے تھے اور میں بھی رسولؐ کے ہمراہ تھا۔ میں نے زمین پر ایک سانپ دیکھا۔ جب اس نے جناب پیغمبرؐ خدا کے قدموں کی آہٹ محسوس کی تو کھڑا ہو گیا۔ اور دیکھنے لگا اور وہ سانپ کھجور کے درخت سے بڑا اور بکرۃ (وہ لکڑی یا لوہا جو چرخہ میں لگتا ہے) سے موٹا تھا۔ اس کے منہ سے شعلہ نکلتا تھا۔ مجھے اس سے خوف معلوم ہوا۔ مگر جب اس نے رسولؐ اللہ کو دیکھا تو مثل دھاگے کے پتلا ہو گیا۔ اُس وقت رسولؐ اللہ متوجہ ہوئے میری طرف اور فرمایا کہ اے کندی تجھے معلوم ہے کہ سانپ کیا کہتا ہے۔ میں نے کہا کہ اللہ و رسولؐ زیادہ جانتے ہیں۔ پھر رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ یہ سانپ کہہ رہا ہے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے موت نہ دی یہاں تک کہ مجھ کو فرزند رسولؐ الثقلین کا نگہبان بنایا۔ اس کے بعد کوہستان کی ریگ میں غائب ہو گیا۔ میں نے اس درخت کو جس کے سایہ میں حسنینؑ پائے گئے تھے دیکھا تو پہچانا نہیں (کیونکہ) اس درخت کو اس واقعہ سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ اور نہ کبھی بعد میں دیکھا۔ اگرچہ میں نے اسے تلاش ضرور کیا۔ اور وہ درخت ان دونوں (حسنینؑ) کو اپنے سایہ میں لیے ہوئے تھا۔ جناب نبیؐ نے (جناب حسنینؑ کو سوتا ہوا پایا تو) ان دونوں کے درمیان بیٹھ گئے۔ اور پہلے امام حسنؑ کے سر مبارک کو اپنے زانو پر رکھا اسکے بعد امام حسینؑ کے سر مبارک کو اپنے زانو مبارک پر رکھا۔ پھر اپنی زبان کو امام حسینؑ کے منہ داخل کیا۔ امام حسینؑ بیدار ہوئے اور فرمایا اے بابا اے بابا پھر سو گئے۔ (اور پھر اپنی زبان مبارک امام حسنؑ کے دہن اقدس میں داخل کی) امام حسنؑ بیدار ہوئے اور فرمایا اے بابا، اے بابا، پھر سو گئے۔ تو میں نے کہا کہ یا رسولؐ اللہ آپ نے اپنی زبان

Presented by Ziaraat.Com

مبارک امام حسینؑ کے دہن اقدس میں پہلے داخل کی کیا وہ امام حسنؑ سے بڑے ہیں۔ جناب پیغمبرؐ نے جواب دیا کہ مومنین کے دلوں میں امام حسینؑ کی معرفت پوشیدہ ہے۔ اسکے متعلق ان کی ماں (جناب فاطمہ زہراؑ) سے دریافت کرلو۔ (اس کے بعد) جب دونوں (حسنینؑ) کو بیدار کرلیا تو ان دونوں کو اپنے دوش پر سوار کیا۔ الحدیث۔[1]

خانہ کعبہ کی گیارہویں فضیلت:

خانہ کعبہ میں مقام ابراہیم خلیل اللہ ہے۔ یعنی اُن کے قدم کا نشان پتھر پر ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

امام حسینؑ میں حبیبؐ خدا کے بوسہ کا نشان ہے۔ اس لیے کہ امام حسینؑ کی پیشانی اور اُن کا گلا رسولؐ اللہ کے کثرت سے بوسہ لینے کی وجہ سے چمکتا تھا۔ اور اگر جناب خلیلؑ کے بدن کا مقام خانہ کعبہ کے پاس ہے تو امام حسینؑ کا مقام دوش نبیؐ اور پشت وسینہ تھا۔ پس جناب پیغمبرؐ خدا کا بدن امام حسینؑ کا مقام ہے۔ اور جو شخص ان روایات کو دیکھے گا جس میں رسولؐ خدا کا امام حسینؑ کو اٹھانا وارد ہوا ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا راستہ طے کرتے تھے تو امام حسینؑ کو دوش پر اٹھاتے تھے۔ اور جب لیٹے ہوئے ہوتے تھے تو امام حسینؑ کو اپنے سینہ پر بٹھاتے تھے۔ اور جب نماز میں ہوتے تھے تو اپنی پشت مبارک پر بٹھاتے تھے اور ان کی وجہ سے سجدے کو طول دیتے تھے۔ اور چاروں ہاتھ پاؤں سے چلتے تھے اور امام حسینؑ ان کی پشت پر ہوتے تھے۔ تو سمجھ لے گا کہ امام حسینؑ سے رسولؐ اللہ کو بہت زیادہ محبت تھی اور بہت گہرا تعلق تھا کہ کسی کو کسی ایک کے ساتھ ایسا

---

[1] بحار الانوار، جلد دہم و ناسخ التواریخ، ج ۶، ص ۵۔

Presented by Ziaraat.Com

اتفاق نہیں ہوا کرتا تھا اور نہ ایسی محبت کا اتفاق ہوتا ہے۔ [1]

خانہ کعبہ کی بارہویں فضیلت:

خداوندِ عالم نے خانہ کعبہ کو کرامت ظاہرہ اور آیت بینہ عطا فرمائی کہ کوئی پرندہ خانہ کعبہ پر طیران نہیں کرسکتا اور نہ اس کی دیواروں پر بیٹھ سکتا ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

اور خداوندِ عالم امام حسینؑ کو کرامات ظاہرہ عنایت فرمایا ہے کہ ان کی قبر میں پانی نہ جا سکا اور نہ آنحضرتؑ کی قبر پر بیل گیا۔ جب ان لوگوں نے ان کی قبر کے نشان کو جوت کر مٹانا چاہا حالانکہ متوکل لعین امام حسین علیہ السلام کے قبر کے نشان کو بیس سال تک مٹانے کا حکم دیتا رہا کہ نبش وحرث اور پانی کو ان کی قبر تک لے جا کر ان کی قبر کے نشان کو مٹا دو۔ پس (متوکل کے حکم سے) ایک مرتبہ قبر امام حسینؑ کو کھودا گیا تو امام حسینؑ کی لاش کو اس طرح پایا کہ گویا ابھی دفن کی گئی ہے تو اسی حالت میں اس کو رہنے دیا۔ پھر قبر امام حسینؑ پر پانی جاری کیا تو قبر بلند ہو گئی اور قبر مبارک تک پانی نہ پہنچ سکا۔ اور قبر کو ہل اور بیل کے ذریعہ جوتنا چاہا مگر بیل امامؑ کی قبر پر نہ گیا حالانکہ اُس کو مارتے تھے مگر وہ قبر امامؑ پر نہ گیا۔ اور وہ لوگ (متوکل لعین کی جانب سے قبر کے نشان کو مٹانے کے لیے مقرر کیے گئے تھے) امام حسینؑ کی قبر کچھ لوگوں کو دیکھتے تھے اور تیر مارتے تھے تو تیر پلٹ کر چلانے والوں پر لگتا تھا۔ ہاں امام حسینؑ کی لاش پر طیور پرندے آئے ہیں۔

جس کی تفصیل یہ ہے کہ:

---

[1] مذکورہ بالا روایتوں کا بحار الانوار، ج ۱۰، و ناسخ التواریخ، ج ۶، ص ۲۷۔

Presented by Ziaraat.Com

جب امامؑ شہید ہو گئے اور اُن کی لاش مبارک زمین کربلا پر تھی تو ایک سفید طائر آیا اور اُن کے خون سے اپنے پر کو تر کیا اور روانہ ہو گیا اور خون حسینؑ اُس کے پروں سے ٹپک رہا تھا (اور وہ طائر پرواز کرتا ہوا جا رہا تھا کہ) کچھ طیور پرندے درخت کی شاخوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو اس پرندے نے ان طائروں سے کہا کہ تم لوگ آرام سے بیٹھے ہو، غذا کر رہے ہو اور امام حسینؑ زمین کربلا پر گرمی میں جلتی ہوئی ریت پر پیاسے پڑے ہوئے ہیں۔ حالت یہ ہے کہ گلوئے مبارک سے خون جاری ہے اور ان کا سر جسم سے جدا کر کے نیزہ پر بلند ہے اور ان کے اہل حرم پا برہنہ ننگے سر قید میں ہیں۔ جب طیور نے طائر ابیض کا کلام سنا تو وہاں سے روانہ ہوئے اور کربلا پہنچے۔ اور امام حسینؑ کو دیکھا کہ ان کا جسم مبارک جلتی ہوئی ریگ زمین کربلا پر ہے۔ اور نہ انہیں غسل دیا گیا ہے نہ کفن۔ اور ان کے جسم مبارک پر ہوا غبار ڈال رہی ہے۔ اور اُن کا جسم مبارک پامال کیا ہوا ہے۔ اور ان کے جسم مبارک کی ہڈی کو گھوڑوں کی ٹاپوں نے توڑ ڈالا ہے۔ اور ان پر جنگلوں اور پہاڑوں میں رہنے والے جن گریہ کر رہے ہیں۔ اور ان کے نور سے زمین روشن ہے اور فضا منور ہے۔ پس اُن طائروں نے امامؑ پر صیحہ کیا اور ان کے خون میں لوٹنے لگے اور ہر ایک طائر ان میں سے ہر ایک ناحیہ میں چلے گئے۔ ان میں سے ایک طائر نے مدینۃ الرسولؐ کا قصد کیا اور قبر رسولؐ پر آیا اور طواف کرتا تھا اور خون امام حسینؑ اس کے پروں سے ٹپک رہا تھا اور اپنی زبان میں کہہ رہا تھا:

الا قتل الحسین علیہ السلام بکربلاء الا ذبح الحسین علیہ السلام بکربلاء

"امام حسینؑ کربلا میں قتل کر دیے گئے ہیں۔ امام حسینؑ کربلا میں ذبح کر دیے گئے۔"

Presented by Ziaraat.Com

اور مدینے کے طائر اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اور اس کے بعد رات میں ایک باغ میں چلا گیا اور اس کے پروں سے خون امام حسینؑ ٹپک رہا تھا۔ اس خون کے قطرات سے ایک یہودی کی لڑکی کو شفا ہوئی۔ اور اس کا مرض یہ تھا کہ وہ دختر نابینا تھی، زبان گنگ تھی، کان سے اونچا سنتی تھی، اعضاو جوارح اس کے شل ہو گئے تھے مگر خون امام حسینؑ کی برکت سے اس کو مکمل صحت ہو گئی۔ جب اس واقعہ کو اس کے قوم وقبیلہ کے یہودیوں نے سنا تو پانچ سو یہودی مسلمان ہو گئے۔ [1]

خانہ کعبہ کی تیرہویں فضیلت:

خداوندِ عالم نے لوگوں کے لیے خانہ کعبہ کو جائے طواف قرار دیا ہے اور وہاں طواف کرنے کا بہت زیادہ ثواب رکھا ہے۔ یعنی ایک طواف یا حالت طواف میں جتنے قدم رکھے جاتے ہیں بہت زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

مگر امام حسینؑ کی زیارت کی فضیلت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ جیسا کہ ابتدا میں گزر چکا ہے۔

خانہ کعبہ کی چودھویں فضیلت:

خداوندِ عالم نے خانہ کعبہ کو جائے طواف قرار دیا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب جناب جبرئیل امیں نے بحکم رب جلیل خانہ کعبہ کو بنایا تو ملائکہ نے طواف کیا اور وہ ستر ہزار ملائکہ تھے جو خیمہ کی نگرانی کرتے تھے جو جنت سے آیا تھا۔ اور اُس

---

[1] اسرار الشہادۃ آقائے دربندی بحوالہ منتخب ص ۲۴۴۔ ومدینۃ المعاجز سید ہاشم بحرانی۔

Presented by Ziaraat.Com

کی (نیو) بنیاد پر خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی ہے جس کو ملائکہ نے قبل خلقت آدمؑ بنایا تھا اور اس کی نیو (بنیاد) کو ضراح و بیت معمور اور عرش کے محاذات میں بلند کیا گیا۔ اور جب خیمہ جو جنت سے نازل کیا گیا تھا اُٹھایا گیا تو جناب جبرئیلؑ نے اُسی مقام پر دوسری مرتبہ خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ اور وہی ملائکہ جو خیمہ کی نگرانی کرتے تھے اور طواف کرتے تھے جناب جبرئیلؑ کے ساتھ اُسی جگہ پر از روئے خانہ کعبہ طواف کرنے لگے تو جناب آدمؑ و حوا نے ملائکہ کو دیکھا کہ طواف کر رہے ہیں تو یہ دونوں بزرگواروں نے بھی کیا اور سات شوط طواف کیا۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

امام حسینؑ بھی مطاف ملائکہ تھے۔ جب انوار خمسہ نجباء عرش الٰہی پر مقیم تھے اور ملائکہ کے شفیع بھی تھے۔ جیسا کہ واقعہ صلصائیل[1] و دردائیل سے معلوم ہوتا ہے۔ جناب پیغمبرؐ خدا نے امام حسینؑ کو ہاتھوں پر لے کر ملک کے لیے دُعا کی۔ اور واقعہ فطرس سے بھی معلوم ہوتا ہے جو امام حسینؑ سے یا ان کے جھولے سے مَس ہوا۔ (پس امام حسینؑ کی شفاعت سے) اور اپنے مقام پر پہنچا۔ اور امام حسینؑ مخدوم ہیں افضل ملائکہ جناب جبرئیل و میکائیلؑ کے۔ کیونکہ ان دونوں ملک نے امام حسینؑ کو جھولا جھلایا ہے اور لوریاں دیں ہیں۔ اور امام حسینؑ کا مخدوم ملائکہ ہونا اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جب فطرس کو اس کی جگہ امام حسینؑ کی شفاعت سے ملی تو اس نے بطور مکافات اپنے اوپر لازم کر لیا کہ جب کوئی شخص امامؑ کی زیارت کرے گا یا ان پر دور سے درود سلام بھیجے گا تو وہ امامؑ تک اس زیارت کو اور درود و سلام کو پہنچائے گا جیسا کہ حدیث میں ہے۔ اس کے

[1] ملاحظہ ہو ناسخ التواریخ، جلد ۶ میں واقعہ صلصائیل و فطرس و دردائیل از صفحہ ۷ تا ۹۔

Presented by Ziaraat.Com

علاوہ امام حسینؑ کی قبر ملائکہ کے لیے جائے طواف وزیارت گاہ ہے۔ اور امامؑ کی قبر کا طواف وزیارت کرنے والے ملائکہ کی کچھ صفتیں ہیں۔

پہلی صفت:

چار ہزار ملک کی ہے جن کے بال غبار آلود پریشان ہیں۔ (اور وہ) امام حسینؑ کی قبر کے پاس مقیم ہیں۔ ان کا مشغلہ امام حسینؑ پر گریہ کرنا ہے۔ وہ (ملائکہ) امام حسینؑ پر گریہ کرنے سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔ اور وہ ملائکہ امام حسینؑ کے زائرین کا استقبال کرتے ہیں۔ اور جب کوئی زائر مریض ہوتا ہے تو اس کی عیادت کرتے ہیں۔ اور جب کوئی زائر انتقال کر جاتا ہے تو اس کے جنازے میں شریک ہوتے ہیں۔ اور یہ ملائکہ کبھی کربلا سے ہٹتے نہیں ہیں۔ یہ وہ ملائکہ ہیں جو آسمان سے یوم عاشورہ امام حسینؑ کی نصرت کے لیے زمین پر نازل ہوئے تھے۔ مگر جب وہ آئے تو وہ یعنی امام حسینؑ شہید ہو چکے تھے۔ تو خداوندِ عالم نے اُن ملائکہ کو وحی کی کہ جب تم لوگ امام حسینؑ کی نصرت نہ کر سکے تو اُن پر گریہ کرو۔ اور جب امام حسینؑ زمانہ رُجعت میں ظاہر ہوں گے تو اُن کی نصرت کرنا۔ اُن چار ہزار ملائکہ کے سردار کا نام منصور ہے۔ [1]

دوسری صفت:

ستر ہزار ملائکہ کی ہے۔ اُن کو خداوندِ عالم نے حکم دیا ہے کہ وہ قبر امام حسینؑ پر مقیم رہیں۔ یہ ملائکہ روزانہ امام حسینؑ پر درود بھیجتے ہیں جب سے امام حسینؑ شہید ہوئے ہیں۔ اور حضرت حجتؑ کے ظہور تک درود بھیجتے رہیں گے۔ [2]

---

[1] کامل الزیارات، باب ۴۱، ص ۱۱۹۔

[2] کامل الزیارات، باب ۴۱، ص ۱۱۹۔

Presented by Ziaraat.Com

تیسری صفت:

چار ہزار ملائکہ کی ہے جو امام حسینؑ پر طلوع فجر سے زوال شمس تک گریہ کرتے ہیں۔اور جب زوال شمس ہوتا ہے تو چار ہزار ملائکہ آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔اور یہ چار ہزار ملائکہ آسمان پر چلے جاتے ہیں اور زوال آفتاب کے بعد جو چار ہزار ملائکہ آتے ہیں یہ طلوع فجر تک گریہ کرتے رہتے ہیں۔[1]

چوتھی صفت:

ملائکہ کی لیل ونہار اور حفاظت کرنے والے ملائکہ کی ہے۔جب یہ ملائکہ آسمان سے نازل ہوتے ہیں تو امام حسینؑ کی قبر کے پاس آتے ہیں اور اُن ملائکہ سے جو قبر امام حسینؑ پر مقیم ہیں مصافحہ کرتے ہیں اور امام حسینؑ کے زائروں کو اپنے پروں سے ڈھانک لیتے ہیں اور اُن کے لیے استغفار کرتے ہیں۔اور جناب رسولخدا اور علیؑ مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا اور حسنؑ مجتبیٰ کے حکم سے زائرین پر برکتیں نازل کرتے ہیں۔یہ تمام باتیں اخبار وروایات سے ثابت ہیں۔[2]

پانچویں صفت:

پچاس ہزار ملائکہ کی ہے جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ امامؑ نے فرمایا کہ یہ ملک زمین کربلا سے گزرے اور امام حسینؑ شہید ہو چکے تھے تو یہ ملائکہ آسمان پر گئے۔اس وقت خداوندِ عالم نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ تم لوگ میرے حبیب

---

[1] کامل الزیارات، باب ۶۷، ص ۸۵۔

[2] کامل الزیارات، باب ۷۷، ص ۸۷۔

Presented by Ziaraat.Com

(جنابِ محمد مصطفیٰ) کے فرزند کے پاس سے گزرے اور وہ قتل کر دیے گئے اور تم نے ان کی نصرت نہ کی۔ لہٰذا تم لوگ زمین پر نازل ہو اور ان کی قبر کے پاس غبار آلود سکونت اختیار کرو قیامت تک۔ [1]

چھٹی صفت:

چھٹی صفت ملائکہ کی وہ ہے جس کا تذکرہ حدیث نبویؐ میں ہے۔ جیسا کہ جناب زینبؑ کی روایت میں ہے جو انہوں نے اُم ایمن اور اپنے والد بزرگوار جناب امیر المومنینؑ سے حدیث کو سنا۔ حدیث طولانی ہے۔ (تفصیل بحار الانوار میں ہے) جس میں یہ بھی ہے کہ امام حسینؑ کی قبر مبارک کو ہر آسمان کے ایک لاکھ ملک گھیرے ہوئے ہوں گے اور قبر امامؑ کے پاس تسبیح الٰہی کریں گے۔ اور امام حسینؑ کے زوّار کے لیے خداوندِ عالم سے مغفرت کی دُعا کرتے رہیں گے۔ اور جو شخص اللہ و رسولؐ سے تقرب حاصل کرنے کے لیے امامؑ کی زیارت کو آئے گا اُس کے اور اُس کے والدین اور قبیلہ و شہر کے نام لکھتے رہیں گے اور زائرین کی پیشانی پر اُس مہر سے جو نورِ عرش سے بنی ہوگی مہر لگائیں گے۔ اور وہ ندا دیں گے:

هذا زائر قبر خير الشهداء وابن خير الانبياء

"یہ سیّد الشہداءؑ اور فرزند سیّد الانبیاءؐ کا زائر ہے۔"

اور قیامت کے دن نورانی مہر کی وجہ سے ان کے چہروں سے ایسا نور ساطع ہوگا جس سے آنکھیں چکا چوند کریں گے اور اسی نور کی وجہ سے وہ پہچانے جائیں گے کہ یہ

---

[1] کامل الزیارات، باب ۳۹، ص ۱۱۵۔

Presented by Ziaraat.Com

زائر امام حسینؑ ہیں۔

جناب جبرئیلؑ نے جناب پیغمبرؐ خدا سے یہ حدیث یہاں تک بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ: اے محمدؐ گویا میں آپ کو قیامت میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ میرے اور میکائیل کے درمیان ہوں گے اور جناب علی بن ابیطالبؑ ہمارے آگے آگے ہوں اور ہمارے ساتھ بے شمار ملائکہ ہوں گے۔ اور ہم لوگ زائرین امام حسینؑ کو اُن کے چہرے کے نور کی وجہ سے پہچان لیں گے اور ان کو خلائق کے درمیان سے چن لیں گے۔ یہاں تک کہ خداوندِ عالم قیامت کے ہول اور شفاعت سے اُن کو (زائرین سیّد الشہداؑ کو) نجات دے گا۔[1]

ساتویں صفت:

ستر ہزار ملائکہ کی ہے جو قبر امام حسینؑ کے پاس نماز کے وقت آتے ہیں اور پھر واپس چلے جاتے ہیں۔ اب تک دوبارہ ان کے آنے کی قبر امام حسینؑ کے پاس نوبت نہیں آئی۔ جیسا کہ کامل الزیارۃ میں امام رضاؑ سے مروی ہے۔[2]

خانہ کعبہ کی پندرھویں فضیلت:

خانہ کعبہ آسمان سے نازل ہوا ہے جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خداوندِ عالم نے بیت (خانہ کعبہ) کو آسمان سے نازل فرمایا۔ اور اس میں چار دروازے

---

[1] کامل الزیارات، باب ۸، ص ۲۶۰ پر ملاحظہ ہو۔ روایت تفصیلی ہے اور اپنے دامن میں عجیب و غریب فضائل لیے ہوئے ہے۔ اسرار الشہادۃ۔ آقائے دربندی

[2] معالم الزلفی، باب ۳۹۔

Presented by Ziaraat.Com

تھے اور ہر دروازہ پر سونے کی قندیلیں آویزاں تھیں۔ [1]

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

میں کہتا ہوں کہ اگرچہ خانہ کعبہ کو شرف وفضیلت اس لیے حاصل ہے کہ وہ آسمان سے نازل کیا گیا۔ تو امام حسینؑ باوجودیکہ قبل خلقت آسمان (پیکر) نور تھے۔ بلکہ حدیث میں ہے کہ لوح وکرسی امام حسینؑ کے نور سے پیدا ہوئے۔ اور وہ لوح وکرسی سے افضل ہیں۔ ان کے جسم کو جب وہ شہید ہوئے آسمان پر لے جایا گیا جیسا کہ روایت میں ہے کہ (جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو) اُن کی خون میں ڈوبی ہوئی لاش کو ملائکہ آسمان پر لے گئے۔ اور وہاں پر جہاں جناب امیر المومنینؑ کی صورت فلک پنجم پر ہے رکھ دیا۔ اور جناب امیر المومنینؑ کی صورت پر ابن ملجم لعین کی ضربت کا اثر تھا۔ تمام ملائکہ فلک پنجم کے اُوپر اُوپر اور نیچے کے آئے اور امام حسینؑ کی لاش مبارک کو دیکھا۔ (اور زیارت کی) [2] اور روایت میں ہے کہ امام حسینؑ عرش کے داہنی جانب سے اپنے مقتل ومدفن وزائرین اور گریہ کرنے والوں کو دیکھتے رہتے ہیں۔ ہم نے اس روایت کو خواص بکاء میں لکھا ہے۔

خانہ کعبہ کی سولھویں فضیلت:

خداوندِ عالم نے خانہ کعبہ کو جاہلیت اور اسلام دونوں زمانہ میں عظمت و بزرگی عنایت فرمائی۔ بلکہ جناب آدمؑ سے لے کر آج تک لوگ اس کی تعظیم تکریم کرتے ہیں۔ اس کی حج وزیارت کرتے ہیں اور اُس کے ذریعہ سے تمام اقوام تقرب حاصل کرتے

---

[1] اسرار الشہادۃ آقائے دربندی، ص ۴۷۱۔ در ریاض القدس۔

[2] اسرار الشہادۃ، ص ۱۳۲۔

Presented by Ziaraat.Com

ہیں یہاں تک کہ کفار و مشرکین بھی اُس کے ذریعہ سے تقرب حاصل کرتے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

امام حسینؑ بھی معظم و محترم تھے۔ یہاں تک کہ اپنے دشمنوں اور اشقیاء کے نزدیک بھی معظم تھے جیسا کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے جس میں ہے کہ امام حسنؑ و امام حسینؑ کی محبت منافقین و کافرین کے دلوں میں ڈالی گئی ہے۔ اور امام حسینؑ کی عظمت اس گفتگو سے بھی ظاہر ہوتی ہے جو امامؑ نے اپنے بچپنے میں ابوبکر سے کی تھی۔[1] اور اُس گفتگو سے بھی امام کی عظمت ظاہر ہوتی ہے جو انہوں نے معاویہ اور ابن عاص سے کی تھی۔ اور معاویہ کے ساتھ گفتگو میں سختی بھی کی تھی۔ اور اُس احترام سے بھی امامؑ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے جو ان دونوں (معاویہ و عمر عاص) نے امامؑ سے کیا تھا۔ اور اس وصیت سے بھی امامؑ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے جو معاویہ نے کی تھی۔ اور امامؑ کی عظمت اس مکالمہ سے بھی ظاہر ہوتی ہے جو امام حسینؑ نے عتبہ بن ولید سے کی تھی۔ اور ان کے اس قول سے بھی کہ جب ان کے قتل کا حکم دیا گیا تھا۔ اور امامؑ کی عظمت اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ سعد بن وقاص اور حج کرنے والے امامؑ کے ساتھ طریق مکہ میں پیادہ چل رہے تھے۔ یہاں تک کہ عاشورہ کا دن آیا۔

(اس کی تفصیل امام حسینؑ کے حج خاص کی بحث میں آئی گی)

جب امام حسینؑ زمین پر نازل ہوئے (اپنے گھوڑے سے) اور لشکر کفار کو وعظ و پند فرما رہے تھے اور عمر سعد اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ تو اُس نے یہ کہا کہ فرزند رسولؐ

---

[1] صواعق محرقہ ابن حجر مکی۔

Presented by Ziaraat.Com

اپنے گھوڑے پر آپ سوار ہو جائیں۔ حالانکہ اُس وقت امام حسینؑ اُس کی نگاہوں میں ذلیل وخوار تھے۔ اس لیے کہ وہ ملعون اپنے کو ہر شئے پر قادر سمجھتا تھا۔ (مگر اُس عالم میں بھی اُس نے کہا کہ فرزند رسولؐ اپنے گھوڑے پر سوار ہو جائیں) مگر یہی عمر بن سعد ہے کہ جس نے امام حسینؑ کی لاش مبارک کو پامال کرنے کے لیے دس بدنہادوں کو حکم دیا تھا کہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر جسم امامؑ پامال کر دیں۔

پامالی لاش مطہر کا واقعہ شب یازدہم ماہ محرم میں ہوا ہے۔

خانہ کعبہ کی سترہویں فضیلت:

خانہ کعبہ باقی رہے گا جب تک زمین وآسمان باقی رہیں گے (کیونکہ) خانہ کعبہ دین اسلام کی نشانی ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

قبر امام حسینؑ کی خصوصیت بھی مثل کعبہ کی ہے کہ وہ قیامت تک باقی رہے گی۔ جیسا کہ جناب زینبؑ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے جس کو انہوں نے اُم ایمن اور اپنے والد بزرگوار علی بن ابی طالبؑ سے نقل کی ہے۔

(اس کی تفصیل بحار الانوار میں ہے۔ اور کامل الزیارات میں بھی ہے جس کا حوالہ دیا جا چکا ہے۔)

خانہ کعبہ کی اٹھارہویں فضیلت:

مسجد حرام جو بیت اللہ کو اپنے حلقہ میں لے ہوئے ہے۔ اگر مسافر اس میں نماز پڑھے تو اس کے لیے جائز ہے (بلکہ افضل ہے) کہ قصر والی نماز کو پوری پڑھے۔ اسی

Presented by Ziaraat.Com

طرح مسافر کے لیے ان نوافل کا پڑھنا بھی جائز ہے جو حالت سفر میں ساقط ہو جاتی ہیں۔ یہ حکم خانہ کعبہ کی فضیلت و شرف ظاہر کرنے کے لیے اور دوسرے مقامات سے خانہ کعبہ کو ممتاز کرنے کے لیے دیا گیا ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

اسی طرح امام حسینؑ کی قبر کے پاس بھی وہ جگہ جسے حائر کہتے ہیں۔ اس میں مسافر کے لیے قصر نمازوں کو پوری پڑھنا چاہیے (بلکہ افضل ہے) اور کہا گیا ہے کہ یہ حکم امام حسینؑ کے حرم میں جاری ہوگا۔ اور کہا گیا ہے کہ کربلاء معلیٰ میں نماز قصر پوری پڑھی جا سکتی ہے۔ اسی طرح وہ نوافل جو سفر میں ساقط ہیں حرم امام حسینؑ کے پاس پڑھی جا سکتی ہیں۔[1]

اور ہمارے علماء نے حائر کی حد بندی میں اختلاف کیا ہے۔

جناب ادریس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حائر وہ جگہ ہے جس کو مشہد کی دیواریں گھیرے ہوئے ہیں۔ اور اس میں مسجد ہے۔ وہ جگہ جس کو سورالبلد گھیرے ہوئے ہے۔ اس لیے کہ موضع حائر جس پر اطمینان کیا جا سکتا ہے وہی جگہ ہے جہاں پانی حیران ہو گیا تھا۔

اور جناب مفید علیہ الرحمہ نے اس کو ارشاد میں ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ امام حسینؑ کے ساتھ جوان کے اہل شہید ہوئے ہیں ان کی قبروں کو حائر اپنے احاطہ میں لیے ہوئے ہے سوائے قبر جناب عباسؑ کے کہ وہ ایک ٹیلے پر شہید ہوئے ہیں۔ اور اس پر انہوں نے احتجاج کیا ہے احتیاط کے ذریعہ سے۔ اس لیے کہ یہ مجمع علیہ ہے۔

اور جناب شہید اوّل و ثانی علیہما الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس جگہ (یعنی وہ جگہ

---

[1] ملاحظہ ہو کامل الزیارات، باب ۸۱، ص ۲۴۶۔

Presented by Ziaraat.Com

جہاں امام حسینؑ اور ان کے اہل کی قبر ہے) پانی گھومنے لگا تھا۔ جب متوکل لعین نے حکم دیا تھا کہ پانی قبر امامؑ پر لایا جائے تا کہ قبر امام حسینؑ کا نشان مٹ جائے تو پانی قبر تک نہ پہنچ سکا۔

بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ تمام صحن مقدس حائر ہے۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ حائر وہ جگہ ہے جس پر قبہ بلند ہوتا ہے اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ حائر روضہ مقدسہ اور اُس کی قدیم عمارت، رواق، مقتل، خزانہ اور اس کے علاوہ مخصوص مقامات سب کو شامل ہے۔

اور جناب مجلسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے۔[1] صحن قدیم حائر میں داخل ہے۔ یعنی یہیں سے اس کی حد شروع ہوتی ہے وہ صحن مبارک نہیں جو دولت صفویہ میں بنایا گیا تھا۔ اس مطلب پر وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ روایت میں ملتا ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا (مخاطب زائر ہے) جب تو حائر میں داخل ہو تو کھڑا ہو جا اور یہ دعا پڑھ (اس کے بعد دعا کا ذکر کیا ہے) پھر تھوڑا سا آگے چل اور یہ کہہ (پھر دعا کا ذکر کیا ہے) پھر اپنے ہاتھوں کو بلند کر۔ پھر دونوں ہاتھوں کو قبر پر رکھ۔ اس روایت میں اس طرح کا حکم ہے۔ اس روایت میں دو مرتبہ چلنے کا حکم ہے۔ اور جب زائر حائر میں داخل ہو تو اسے نزدیک نزدیک قدم رکھنے کا حکم ہے۔ تو یہ روایت بتاتی ہے کہ حائر میں وسعت ہے اور یہ قول قوی ہے اور اس پر اصل مسئلہ نماز دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ حائر میں وسعت ہے۔ مگر حائر کی تحدید معلوم نہیں ہے۔ لہٰذا احتیاط یہی ہے کہ حائر روضۂ

---

[1] بحار الانوار، ص ۲ ۱۴۲۔ و کامل الزیارات، باب ۸۹ و ۹۰۔

Presented by Ziaraat.Com

مقدسہ ہی کو تسلیم کیا جائے۔

خانہ کعبہ کی انیسویں فضیلت:

خانہ کعبہ جناب آدمؑ سے لے کر جناب محمد مصطفیٰؐ تک جتنے انبیاءؑ گزرے ہیں سب کے لیے جائے طواف ہے جیسا کہ روایت کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

یہ خصوصیت امام حسینؑ کے لیے بھی ثابت ہے۔ پس امام حسینؑ کا جسم اور سر اور اُن کی قبر جائے طواف ہے انبیاء و ملائکہ اور لوگوں کے لیے۔ بلکہ روایات میں بھی وارد ہوا ہے کہ جو شخص امام حسینؑ کی زیارت شبِ نیمہ شعبان میں کرے تو اُس نے (گویا) ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ سے مصافحہ کیا۔[1] اور کعب الاحبار کا قول بھی ہے کہ ہر نبی نے زمین کربلا کی زیارت کی اور کہا کہ اے زمین تجھ میں قمر از ہر (امام حسینؑ) دفن ہوں گے۔ ان تمام باتوں کی تفصیل آئی گی۔

خانہ کعبہ کی بیسویں فضیلت:

خداوند عالم نے خانہ کعبہ حجر اسود سے زینت بخشی ہے جو جنت کے یاقوت سے ہے۔ یہ دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ کفاروں اور گنہگاروں کے مَس کرنے سے سیاہ ہوگیا۔ (اس لیے اُس کو حجر اسود کہتے ہیں)

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

اور امام حسینؑ وہ ہیں جن سے اللہ نے جنت کو زینت دی ہے[2]۔ (اور) زینت

---

[1] کامل الزیارات، باب ۷۲، ص ۱۷۹۔

[2] ناسخ التواریخ، جلد ۶، ص ۳۲۔

Presented by Ziaraat.Com

دی اُس کو جو جنت سے مرتبہ میں بلند ہے یعنی عرش۔ کیونکہ حدیث نبویؐ میں ہے کہ جنت نے خداوندِ عالم سے عرض کیا کہ پروردگارا مجھے مزین کر۔ تو خداوندِ عالم نے جنت کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے تیرے ارکان کو حسنینؑ سے زینت دی۔ یہ شرف سن کر اس طرح مسرور ہوئی کہ جیسے عروس مسرور ہوتی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس مژدہ کو سن کر جنت بہت مسرور ہوتی ہے۔ اور جناب پیغمبرؐ خدا نے فرمایا قیامت میں عرش کو مزین کریں گے پھر نور کے دو منبر لائے جائیں گے جس کی لمبائی ایک سو میل کے برابر ہو گی۔ ایک منبر کو عرش کے داہنے جانب اور دوسرے منبر کو عرش کے بائیں جانب نصب کریں گے۔ پھر امام حسنؑ اور امام حسینؑ لائے جائیں گے اور ان دونوں سے خداوندِ عالم اپنے عرش کو زینت دے گا جس طرح عورتوں کو گوشوارے سے زینت دی جاتی ہے۔

اور پیغمبرؐ خدا نے فرمایا کہ حسنین علیہم السلام گوشوارہ عرش ہیں۔[1] (حالانکہ اس میں معلق نہیں ہیں)۔

حجر اسود کے فضائل سے یہ ہے کہ خداوندِ عالم نے خلائق کے عہد و پیمان کے لیے بنایا ہے۔ کیونکہ حجر اسود پہلا ملک ہے جس نے عہد کا اقرار کیا ہے۔ اور جتنے ملک ہیں ان میں سب سے زیادہ محمدؐ و آل محمد علیہم السلام سے محبت رکھنے والا یہی ملک تھا تو خداوند عالم نے اسے جوہرہ (موتی) بنا دیا۔ اور جناب آدمؑ کے پاس زمین پر نازل فرمایا۔ وہ جناب آدمؑ کا انیس تھا۔ جب جناب آدمؑ مکہ جانے لگے تو اس کو اپنے دوش پر رکھ کر لے گئے۔ اور یہ بات مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے کہ میثاق اللہ کی وحدانیت کا اور جناب محمد مصطفیٰ

---

[1] تاریخ التواریخ، جلد ۶، ۳۱۔

Presented by Ziaraat.Com

کی رسالت کا اور جناب امیر المومنینؑ اور حسنین علیہم السلام اور دیگر ائمہ علیہم السلام کی ولایت کا اقرار کرنا ہے۔ بلکہ جناب امام حسینؑ نفس رسولؐ ہیں۔ اور جناب پیغمبر خداؐ نے فرمایا کہ میں سب سے پہلے اپنے رب پر ایمان لایا۔ اور جب خداوندِ عالم نے انبیاءؑ سے عہد و پیمان لیا تو میں نے سب سے پہلے جواب دیا۔ اور تمام انبیاءؑ میں میں اُن کے اقرار کا گواہ ہوں۔ پس حجر اسود نے جو شرف پایا وہ امام حسینؑ کی برکت سے۔

خانہ کعبہ کی اکیسویں فضیلت:

خداوندِ عالم نے خانہ کعبہ کے طواف کے لیے نماز کو مقام ابراہیمؑ میں واجب کر دیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

"واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی

''جناب ابراہیمؑ کی جگہ نماز کی جگہ بنا دو۔''

لہٰذا واجب ہے احترام خانہ کعبہ کے لیے مقام ابراہیم خلیل خدا میں دو رکعت نماز پڑھنا۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

حبیبؐ خدا نے امام حسینؑ کی آمد کے بعد دو رکعت نماز خداوندِ عالم کے شکریہ کے لیے بعد مغرب پڑھی۔ اور یہ نماز پڑھتے رہے۔ اور اسی طریقہ سے پیغمبر خداؐ نے امام حسن علیہ السلام کی آمد کے بعد دو رکعت نماز خداوندِ عالم کے شکریہ کے لیے پڑھی تھی اور یہ نافلہ مغرب ہے اور سنت ہوگئی ہے قیامت تک کے لیے۔ پس تمام لوگ اسی نماز کو پڑھتے ہیں ان کے امام حسینؑ کے) وجود پر اللہ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے اور انکے

Presented by Ziaraat.Com

احترام کے لیے۔

اور ایک معتبر روایت جو کافی میں ہے اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جب پیغمبرؐ خدا معراج میں تشریف لے گئے تو وہاں سے دس رکعت نماز لائے جو دو دو رکعت کر کے پڑھی جاتی تھی۔ اور جب حسنینؑ کی ولادت ہوئی تو جناب پیغمبرؐ خدا نے خداوندِ عالم کی اس نعمت پر شکریہ ادا کرنے کیلئے سات رکعت کا اضافہ کر دیا تو خداوندِ عالم نے ان سات رکعات کو برقرار رکھا۔[1]

خانہ کعبہ کی بائیسویں فضیلت:

خانہ کعبہ ابتداءً سے ویسے ہی چمکتا تھا جیسے آفتاب ماہتاب چمکتے ہیں یہاں تک کہ قابیل نے ہابیلؑ کو قتل کر ڈالا تو اس کی چمک زائل ہوگئی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ خانہ کعبہ کی جگہ یاقوت سرخ تھا جس کی روشنی اعلام تک پہنچتی تھی اور اعلام اُس کی روشنی سے معلوم ہوتا تھا تو خداوندِ عالم نے اُسے حرم قرار دیا۔[2]

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

میں کہتا ہوں کہ اگر کعبہ چمکتا تھا اور اس کی چمک کم ہوگئی۔ مگر امام حسینؑ ایسے نورانی تھے کہ ان کا چہرہ اور پیشانی چمکتی تھی اور کوئی شئے اس نور کے مدہم کرنے میں اثر انداز نہ ہوسکتی تھی۔ چنانچہ ہلال ابن نافع کہتا ہے کہ میں عمر ابن سعد کے لشکر میں تھا ناگاہ ایک منادی نے ندا دی کہ اے امیر شمر لعین نے امام حسینؑ کو قتل کر دیا۔ تو میں دونوں

---

[1] وسائل الشیعہ شیخ حرملی، ج ۳، باب الصلوٰۃ ص ۲۰ و ص ۵ ۳ و ص ۶۵ و تاریخ التواریخ ص ۱۲۔

[2] معالم الزلفی سید ہاشم بحرانی ص ۲۰ ۴۔

Presented by Ziaraat.Com

صفوں کے درمیان میں آیا اور دیکھا میں نے کسی مقتول کو امام حسینؑ سے زیادہ نوارانی نہ پایا۔ حالانکہ وہ اپنے خون میں آلودہ تھے۔ اور امامؑ کے چہرہ کے نور نے مجھے اپنی جانب مشغول کر لیا اور میں نے انکے واقعہ قتل کی طرف متوجہ ہوا۔ اس وقت حضرتؑ پانی طلب کر رہے تھے۔

اور اگر خانہ کعبہ روشن و منور ہو گیا یاقوت سرخ کی روشنی سے جو جنت سے آیا تھا اور اس کی روشنی و چمک اعلام تک پہنچی تو میدان کربلا ہی وادیٔ مقدس اور بقعہ مبارکہ ہے۔[1] جس میں جناب موسیٰ علیہ السلام نے نور دیکھا تھا۔ اس نور کی ضیاء آسمان تک پہنچی ہوئی تھی اور اطراف عالم اس نور کی ضیاء سے روشن تھے۔ نیز یہ کہ امام حسینؑ کا بدن (جسم مبارک) بعد شہادت مثل آفتاب کے چمکتا تھا جیسا کہ روایت اسدی میں ہے۔ بلکہ امام حسینؑ کی لاش مبارک کے پاس ایسے جوانوں کی لاشیں تھیں جن کے گلے خون آلودہ تھے وہ مثل چراغ کے رات کی تاریکی کو روشن کر رہے تھے۔

(جیسا کہ روایت سابق میں گزر چکا ہے۔)

خانہ کعبہ کی تیئسویں فضیلت:

خانہ کعبہ اُم القریٰ ہے۔ یعنی تمام قریوں کی اصل ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

امام حسینؑ ابوالائمہ ہیں۔ اور اللہ نے شہادت کے عوض میں امامت کو امام حسینؑ کی ذرّیت میں رکھا ہے جیسا کہ روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

---

[1] کامل الزیارات، باب ۸۸، ص ۲۶۹۔

Presented by Ziaraat.Com

خانہ کعبہ کی چوبیسویں فضیلت:

خانہ کعبہ سیّد البیوت ہے۔ یعنی دنیا میں جتنے گھر ہیں سب کا سردار ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

امام حسین علیہ السلام جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں۔ اس حدیث (الحسن علیہ السلام و الحسین علیہ السلام سیّد الشباب اھل الجنۃ) کو علمائے اہل سنت و شیعہ دونوں جناب پیغمبر خداؐ سے روایت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ خلیفہ ثانی نے اس حدیث کی روایت جناب پیغمبرؐ خدا سے کی ہے۔[1]

خانہ کعبہ کی پچیسویں فضیلت:

مکہ جس کی زمین پر کاشت، زراعت نہیں ہوتی، وادی غیر ذی ذرع اسکی طرف جناب ابراہیمؑ کی دُعا کی برکت سے ہر قسم کے پھل آتے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

امام حسینؑ کے پاس پھلوں میں جو ہر حیثیت سے عظیم پھل ہے یعنی جنت کا پھل آتا تھا۔ جیسا کہ بہت سی روایات میں وارد ہوا ہے۔ ان میں سے یہ بھی روایت ہے کہ جس کی روایت بحار الانوار میں سلمان فارسی سے کی گئی ہے۔

سلمان محمدی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں جناب پیغمبرؐ خدا کے پاس گیا۔ اور سلام کیا۔ پھر جناب فاطمہ زہراؑ کے پاس گیا تو معصومہؑ فرمانے لگیں کہ اے سلمان حسینؑ بھوکے ہیں اور گریہ کرر ہے ہیں۔ ان کے ہاتھ کو پکڑلو اور ان کے جد کے پاس ان کو لے

[1] صواعق محرقہ ابن حجر مکی۔

Presented by Ziaraat.Com

جاؤ۔ سلمان فرماتے ہیں کہ میں نے حسنین علیہم السلام کو اٹھالیا۔ اور جناب رسولؐ اللہ کے پاس لایا۔ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا کہ اے حسنینؑ تمہیں کیا ہوگیا ہے جناب حسنینؑ نے فرمایا کہ اے نانا ہم طعام چاہتے ہیں۔ جناب پیغمبرؐ خدا نے فرمایا: "اللھم اطعمھما" خداوند ان دونوں کو غذا اعطا فرما۔ ناگاہ دیکھا میں نے کہ جناب پیغمبرؐ خدا کے ہاتھ میں ایک سفر جلہ (بہی) ہے جو دن سے زیادہ سفید ہے۔ پیغمبرؐ خدا نے اس کے دو حصے کیے ایک حصہ امام حسنؑ کو اور دوسرا حصہ امام حسینؑ کو دیا۔ سلمان فرماتے ہیں کہ میں نے اس سفر جلہ (بہی) کو دیکھا تھا اور میری خواہش تھی کہ مجھے بھی اس سے ملے۔ جناب پیغمبرؐ نے میری حالت دیکھ کر دریافت کیا کہ کیا تم اس سفر جلہ سے کھانا چاہتے ہو؟ جناب سلمان فارسی نے فرمایا کہ: ہاں (میں کھانا چاہتا ہوں)۔ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا کہ یہ طعام جنت ہے۔ اس کو کوئی کھا نہیں سکتا جب تک کہ حساب سے فارغ (ہو کر داخل جنت) نہ ہو جائے۔[1]

اُن روایات میں میں ایک حدیث رطب بھی ہے جس کی خواہش امام حسینؑ کی تھی۔ پس وہ رطب بلور کے طبق میں سندس اخضر کے روماں سے ڈھک کر آیا تھا۔[2] اور اس روایت کا ذکر بحار اور جلاء العیون میں ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جس کی روایت بحار میں حسن بصری سے کی ہے کہ ایک روز جناب حسنین علیہم السلام جناب پیغمبرؐ کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ اس وقت جناب جبرئیلؑ حیۂ کلبی کی شکل میں جناب پیغمبرؐ خدا کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جناب حسنینؑ جناب جبرئیلؑ کے گرد گھومتے تھے۔ جناب جبرئیلؑ نے ایک ہاتھ آسمان کی طرف بلند فرمایا۔ ان میں ہاتھوں میں

---

[1] مدینۃ المعاجز سید ہاشم بحرانی، ص ۲۵۲، باب ۸۶۔

[2] مذکورہ بالا روایت کو سید ہاشم بحرانی نے معالم الزلفی میں لکھا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

سیب سفر جل (بہی) انار آ گیا۔ اور انہوں نے ان پھلوں کو جناب حسنینؑ کو دے دیا۔ حسنینؑ پھلوں کو پا کر بہت خوش ہوئے اور اپنے نانا کے پاس گئے۔ پیغمبرؐ خدا نے دونوں شہزادوں سے اسے لیا اور سونگھا۔ اور فرمایا کہ ان پھلوں کو لے کر اپنی ماں کے پاس جاؤ اور اس تعجب خیز واقعہ کی اطلاع اپنے پدر بزرگوار کو بھی دو۔ پس حسنینؑ نبیؐ کے حکم کے مطابق اپنی مادر گرامی کے پاس تشریف لے گئے۔ مگر پھلوں کو کسی نے تناول نہیں فرمایا یہاں تک کہ نبیؐ ان کے پاس پہنچے اور سب نے ان پھلوں کو تناول فرمایا۔ ان پھلوں کی خصوصیت یہ تھی کہ جتنا اس میں کھایا جاتا تھا پھر وہ پھل اپنی اصلی حالت پر ہو جاتا تھا یعنی کم نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ جناب پیغمبرؐ خدا نے دنیا سے انتقال فرمایا۔ جناب امام حسینؑ فرماتے ہیں کہ ان پھلوں میں کسی قسم کا تغیر یا کمی جناب فاطمہؑ کے ایام حیات میں نہیں ہوئی۔ مگر جب جناب معصومہؑ نے انتقال فرمایا تو انار غائب ہو گیا۔ اور جب جناب امیر المومنینؑ شہید ہوئے تو سفر جل (بہی) غائب ہو گئی۔ اور سیب امام حسنؑ کے پاس موجود تھا مگر وہ اپنی اصلی حالت پر تھا۔ یہ سیب میرے پاس بعد شہادت (امام حسنؑ مجتبیٰ) تھا۔ یہاں تک کہ میں کربلا پہنچا اور میرا محاصرہ پانی سے کیا گیا۔ تو جب مجھے پیاس زیادہ معلوم ہوتی تو میں اسے سونگھ لیتا تھا میری پیاس کی شدت کم ہو جاتی تھی۔ اور جب مجھ پر پیاس کی شدت زیادہ ہوئی تو میں نے اس سیب کو کاٹ دیا۔ جب کہ مجھے اپنی موت (شہادت) کا یقین ہو گیا۔

جناب امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو میں نے اپنے والد امام حسینؑ کی شہادت سے ایک گھنٹہ قبل سنا۔ جب امام حسینؑ شہید ہو گئے تو میں نے اس سیب کی خوشبو ان کے جائے شہادت میں پایا۔ مگر تلاش کرنے پر اسکا کوئی نشان نہ ملا۔ اور

Presented by Ziaraat.Com

اسکی خوشبو امام حسینؑ کی شہادت کے بعد باقی رہی۔ اور جس نے انکی قبر کی زیارت کی تو اس سیب کی خوشبو وہاں پائی۔ پس جو شیعہ اس سیب کی خوشبو سونگھنا چاہے تو اُسے چاہیے کہ وقت سحر اس سیب کی خوشبو تلاش کرے اگر وہ مخلص ہے تو ضرور اس سیب کی خوشبو اس کو معلوم ہوگی۔ [1]

خانہ کعبہ کی چھبیسویں فضیلت:

احترامات خانہ کعبہ سے ایک احترام یہ بھی ہے کہ اس پر غلاف چڑھانے کی خدمت خداوند عالم نے جناب اسماعیلؑ ابن جناب ابراہیمؑ کو سپرد کی اور اس کو غلاف سے زینت دی۔ تو اس زمانہ میں طریقہ یہ تھا کہ عرب (کپڑا یا اُون) ہدیۃً پیش کرتے تھے اور انکی ماں اور انکی بیوی درست کرتی تھیں۔ یعنی خانہ کعبہ کا غلاف تیار کرتی تھیں۔ اور جناب اسماعیلؑ اس غلاف کو خانہ کعبہ پر چڑھاتے تھے۔ اسکے بعد جناب سلیمانؑ نے

---

[1] ناسخ التواریخ، جلد ۶، ص ۴۲۱۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۳۹۱۔ و مدینۃ المعاجز سید ہاشم بحرانی، ص ۲۶۰ باب ۱۱۵۔ راویہ ام سلمہ زوجہ نبیؐ۔ و اسرار شہادۃ آقائے دربندی کتاب مذکورہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ: جملہ احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے اطفال و بنات شدت عطش سے ہلاک ہوگئے عاشور محرم کے دن قبل غروب آفتاب کے۔ اور بعض کتب مقاتل میں تصریح ہے کہ عطش اطفال و بنات ہاکین اور عطش سیّد الشہداءؑ کے درمیان وہ نسبت ہے جیسے ایک قطرہ کو نسبت ہوتی ہے سمندر سے۔ چنانچہ وہ سیب جس کا ذکر روایت میں ملتا ہے کہ امام علی مقام استشمام فرماتے تھے مسکن عطش نہ تھا بلکہ التہابات عطش کے لیے مسکن تھا۔ اور ہم نے اس بات کو ثابت کیا ہے اخبار متسامعہ متضافرہ اور زیارات متکاثرہ متوافرہ کے ذریعہ کہ امام حسینؑ پیاسے شہید کیے گئے۔ حدیث مذکورہ بالا معارض عطش نہیں ہے اصلاً اس بات پر سیّد الشہداءؑ پیاسے شہید نہیں ہوئے۔ بلکہ حدیث تفاح فائدہ دیتی ہے اس بات پر کہ شہادت کے ایک ساعت قبل یہ تفاح التہابات عطش کے لیے مسکن تھا۔ بقیہ اصحاب اپنے التہاب عطش کے وقت سیّد الشہداءؑ کے پاس آئے تھے۔ انگوٹھے کو آنحضرتؐ کی ہتھیلی پر رکھ دیتے تھے۔ ان کو تسکین ہو جاتی تھی بعض کے منہ میں اپنی انگوٹھی دے دی بعض کے دہن میں اپنی زبان دے دی۔

Presented by Ziaraat.Com

اس خدمت کوانجام دیا۔ اور ہر زمانے کے سلاطین اس خدمت کوانجام دیتے رہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

اور امام حسینؑ کی عزت اس سے بھی زیادہ عظیم ہوگئی کہ خداوندِ عالم نے ان کے لیے حلہ جنت ہدیۃً بھیجا اور جناب پیغمبرؐ خدا نے اس حلہ کوامام حسینؑ کو پہنایا تھا۔ جیسا کہ روایت ام سلمہؓ میں ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسولؐ اللہ کو دیکھا کہ وہ امام حسینؑ کوایسا لباس پہنارہے ہیں جولباس دنیا سے نہیں تھا۔ تو میں نے سوال کیا کہ یہ کیسا لباس ہے (جو آپ امام حسینؑ کوزیب تن کررہے ہیں) تو پیغمبرؐ خدا نے جواب دیا کہ یہ خداوندِ عالم کی جانب سے امام حسینؑ کے لیے ہدیہ آیا ہے اوراس کا تکمہ جناب جبرئیلؑ کے بال کا ہے۔

اور ایک مرتبہ امام حسین علیہ السلام نے لباس نو زینت کے لیے شب عید طلب کیا۔ اور رضوان جنت لباس لایا۔ اور جناب فاطمہ زہراؑ نے امام حسینؑ اوران کے بھائی امام حسنؑ مجتبیٰ کوشبِ عید پہنایا۔[1]

اور کبھی امام حسینؑ نے عید کے دن لباس طلب کیا اور خداوندِ عالم نے لباس بھیجا۔ اور جبرئیلؑ نے اس لباس کوسرخ رنگ کا رنگا اور جناب رسولؐ خدا نے اس لباس کوامام حسینؑ کے زیب تن کیا۔ اور جب امام حسینؑ سرخ رنگ کے لباس کوزیب تن کر چکے تو جناب جبرئیلؑ روئے۔ جیسا کہ دوسری روایت میں ہے۔ اور یہ واقعہ دلالت کرتا ہے کہ امام حسینؑ کی حرمت خداوندِ عالم کے نزدیک بہت عظیم ہے۔

اور کبھی امام حسینؑ نے لباس طلب کیا ہے مگر کہنہ، زینت کے لیے نہیں، اور نہ عید

---

[1] مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۳۹۱۔

Presented by Ziaraat.Com

کے دن، بلکہ یوم عاشورہ۔ اور کہنہ لباس کو اس لیے پہنا تھا کہ اس کی طرف کوئی رغبت نہ کرے۔ اور جناب زینبؑ امامؑ مظلوم کے طلب کرنے پر لباس کہنہ لائیں۔ امامؑ نے اس لباس کہنہ کو جگہ جگہ سے چاک کر دیا اور پہن لیا۔ اور اس لباس کہنہ کو امامؑ کے خون نے اس رنگ کا رنگ دیا جس رنگ کا جناب جبرئیلؑ نے ان کے لباس کو زمانہ پیغمبرِ خدا میں رنگا تھا۔ اور اس لباس کہنہ کو خاکِ کربلا غبار آلود کر رہی تھی۔ اور اس لباس کو نیزے اور تلواریں اور تیر جگہ جگہ سے پھاڑ رہے تھے۔ اور اسحاق ابن خویہ ملعون نے اس کو (امامؑ کے بدن مبارک سے) اُتار لیا۔ اسکے بعد لاشہ امامؑ مظلوم صحرا کربلا میں عریاں پڑا رہا اس حالت میں انکی بہن جناب زینبؑ نے دیکھا تو ندا دی: ھذا حسینؑ حرمل بالدماء (اے جد بزرگوار) یہ حسینؑ ہیں جو خاک و خون میں آلودہ ہیں۔

خانہ کعبہ کی ستائیسویں فضیلت:

ارشادِ ربُ العزت ہے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ﴿١﴾ اے رسولؐ! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا۔ "(جب انہوں نے خانہ کعبہ کے ڈھانے کا ارادہ کیا) اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ﴿٢﴾ کیا اس نے ان کی تمام تدبیریں غلط نہیں کر دیں" وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ﴿٣﴾ "اور ان پر جھنڈ کی جھنڈ پرواز کرنے والی ابابیل بھیجیں۔" تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿٤﴾ جو ان کے اوپر پتھریلی مٹی کی کنکریاں پھینکتی تھیں۔" اور وہ ان کنکریوں کو جہنم سے لائی تھیں۔ یہ کنکریاں مسور کے دانے کے برابر تھیں۔ اور یہ کنکریاں ہاتھی والوں کے سروں پر گرتی تھیں اور نیچے سے نکل جاتی تھیں۔ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ

Presented by Ziaraat.Com

مَّأْكُوْلٍ۝ ’’تو اُنہیں چبائے ہوئے بھوسے کے مانند کردیا۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

اور جب کتے اور سور والوں نے ارادہ کیا کہ بیت رسولؐ کو امام حسینؑ کے قتل کے ذریعہ خراب کردیں تو خداوندِ عالم نے اگرچہ اُنہیں چند مصالح کی بنا پر مہلت دے دی تھی مگر اس کے بعد ان کی تدبیروں کو غلط کردیا۔ اور اُن پر دنیا میں مسلط کردیا حکم جس نے (بنی اُمیہ اور ان کے اتباع و قاتلین امام حسینؑ کو) بری طرح قتل کیا۔ اور سخت سزائیں دیں۔ اور بہت سے قاتلوں کو آگ سے جلا کر دنیا میں چبائے ہوئے بھس کی طرح کردیا۔ اور بہت سے قاتلوں کو جناب مختار علیہ الرحمہ نے آگ سے جلا دیا۔ اور بہت سے قاتلوں کو کھولتے ہوئے روغن میں ڈال کر جلا دیا۔ اور بعض قاتلین کے جسم نجس کو آگ سے جلا دیا۔ اور خاص طور سے ابن زیاد لعین کے جسم کے ساتھ ہوا۔ اور بعض کو پیاس کی آگ سے جلا دیا۔ اور بعض کو آگ سے جلا دیا جیسا کہ اخنس بن زید کی حکایت میں ہے۔ اور اُس طریقہ سے بھی اُنہیں سزا دی گئی کہ جس کی روایت حاجب ابن زیاد سے کی گئی ہے کہ اس کا چہرہ آگ سے بعض اوقات جلنے لگتا تھا تو اس کو بجھاتا تھا اور یزید لعین (کو بھی سزا ملی) کہ وہ ایک ایسی شراب موت پی کر سویا کہ صبح کو مردہ پایا گیا۔ اُس کے جسم نجس کو دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ اس پر تارکول لپٹا ہوا ہے یعنی جل کر سیاہ ہوگیا تھا۔ بلکہ (بعض) وہ چیزیں جن کو ظالموں نے لوٹ لیا تھا وہ جیسے اُونٹ [1] کا

---

[1] بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قوم اشقیاء نے امام حسینؑ کے ناقوں میں کسی ایک ناقہ کو ذبح کردیا تھا مگر اس کا گوشت جل کر راکھ ہوگیا۔

Presented by Ziaraat.Com

گشت یا زعفران وہ چیزیں جو زعفران سے مشابہ ہیں۔

خانہ کعبہ کی اٹھائیسویں فضیلت:

جو ائمہ علیہم السلام کے حق کو پہچانتا ہے اس کی نظر خانہ کعبہ کی طرف اس کے گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے۔ پس جو محب ائمہ طاہرین علیہم السلام خانہ کعبہ کو دیکھتے ہیں تو اُن کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور دنیا و آخرت کے غم کو زائل کرنے کے لیے خانہ کعبہ کی طرف دیکھنا کافی ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

امام حسینؑ کی طرف دیکھنا بہت بڑی عبادت ہے۔ اس لیے کہ پیغمبرؐ خدا اسی غرض سے امام حسینؑ کو دیکھتے تھے۔ بلکہ بعض اوقات جب پیغمبرؐ خدا بھوکے ہوتے تھے تو کہتے تھے جب میں حسنؑ و حسینؑ کو دیکھتا ہوں تو میری بھوک ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح امام حسینؑ کے والد جناب امیر المومنینؑ بھی ان کو دیکھتے تھے۔ مگر جو جناب رسول خداؐ و علیؑ مرتضیٰ ان دونوں حضرات (حسنینؑ) کو دیکھتے تھے تو حالت گریہ اور رقت اُن پر طاری ہو جاتی تھی۔ اسی طرح امام حسینؑ کی قبر کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ مگر قبر امامؑ کے دیکھنے کی تاثیر یہ ہے کہ جو ان کی قبر کو دیکھتا ہے اس پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ خصوصاً جناب علی اکبرؑ کی قبر کی طرف جب نظر پڑتی ہے۔ جو امام حسینؑ کے پائینتی جانب ہے تو رقت غالب ہوتی ہے۔ کیونکہ جو دیکھتا ہے جناب علی اکبرؑ کی قبر کو تو اُن کا دل جلنے لگتا ہے جیسا کہ روایت میں ہے۔[1]

---

[1] ریاض القدس و بحار الانوار

Presented by Ziaraat.Com

خانہ کعبہ کی انتیسویں فضیلت:

حج کے متعلق وارد ہوا ہے کہ جو شخص حج کے لیے پیسے خرچ کرتا ہے تو ہر درہم خداوندِ عالم کے یہاں ہزار درہم شمار ہوتا ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

ابن سنان نے صادق آل محمد علیہم السلام سے دریافت کیا کہ حج میں جتنے پیسے خرچ ہوتے ہیں ان میں سے ہر درہم خداوندِ عالم کی بارگاہ میں ایک ہزار شمار ہوتا ہے پس ان کے لیے کیا ہے جو خرچ کرے آپ کے جد امام حسینؑ کی قبر پہ جا کے۔ صادق آل محمدؑ نے ارشاد فرمایا کہ: اے ابن سنان ایک درہم شمار ہوتا ہے الف الف۔۔ درہم۔ اور دس مرتبہ الف کو شمار کیا۔ (الف بمعنی ایک ہزار کے ہیں) اسی حساب سے اسکے درجات بلند ہوتے ہیں۔ اور خداوندِ عالم کی رضا زائر سیّد الشہداءؑ کے لیے اس اجر سے بہتر ہے۔[1]

خانہ کعبہ کی تیسویں فضیلت:

خداوندِ عالم نے قبل زمین بچھانے کے مکہ کو خلق کیا۔ اور اس کو حرم بنایا۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

کربلاء معلیٰ کی فضیلت میں جناب امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ: خداوندِ عالم نے کربلاء معلیٰ کو امن و برکت والا حرم بنایا اور خانہ کعبہ کی خلقت سے چوبیس ہزار برس پہلے خلق فرمایا اور جب خداوندِ عالم (قرب قیامت) زمین کو حرکت دے گا اور چلائے گا تو کربلا اپنی تربت نورانیہ صافیہ کے ساتھ

---

[1] بحار الانوار، جلد ۲۲۔ و کامل الزیارات باب ۴۶۔ ص ۱۴۸۔

Presented by Ziaraat.Com

بلند کی جائی گی۔ اور جنت کے باغات میں جو افضل ہوگا اس سے ملحق کر دی جائی گی اور جنت کی بہترین جگہوں میں قرار دی جائے گی۔ اور یہ جنت کے باغات میں اس طرح روشن ہوگی جس طرح کوکب دری ستارگان کے درمیان اہل ارض کے لیے چمکتا ہے۔ اور اس (زمین کربلاء) کا نور تمام اہل جنت کی نگاہوں کو چکا چوندھ کر دے گا۔ اور وہ (زمین کربلا) با آواز بلند کہے گی۔

"میں اللہ کی وہ مقدس وطیب ومبارک زمین ہوں جس میں سیّد الشہداءؑ اور سیّد شباب اہل جنت مقیم ہیں۔"[1]

خانہ کعبہ کی اکتیسویں فضیلت:

وہ کرامات و بزرگی جو اللہ نے زمین مکہ کو عنایت فرمائی ہے اس کی بنا پر زمین مکہ نے فخر و مباہات کیا اور کہا کہ میرے مثل کون ہوسکتا ہے کیونکہ میری پشت پر خانہ کعبہ ہے۔ میری طرف لوگ من کل فج عمیق ہر گہرے راستے سے آتے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

اور کربلا معلیٰ کو مکہ معظمہ پر فضیلت حاصل ہے۔ وہ اس لیے کہ جب زمین مکہ نے فخر کیا تو خداوندِ عالم نے اس کی طرف وحی فرمائی کہ خاموش ہوجا تجھ کو زمین کربلا پر فضیلت نہیں۔ تیری فضیلت زمین کربلا کے مقابل میں اتنی ہی ہے جتنی ایک سوئی دریا سے پانی لے سکے۔ اگر زمین کربلا نہ ہوتی تو میں تجھ کو فضیلت نہ دیتا۔ اور اگر وہ (یعنی امام حسینؑ) نہ ہوتے جس کو زمین کربلا اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے تو میں نہ تجھے پیدا

---

[1] کامل الزیارات، باب ۸۸، ص ۲۶۸۔

Presented by Ziaraat.Com

کرتا اور نہ اس گھر کو جس پر تو نازاں ہے۔ پس تو خاموش ہو جا فخر نہ کر۔ پس تو ذلیل وخوار ومتواضع ہو جا بغیر عار محسوس کیے ہوئے۔ اور سرکشی اور تکبر نہ کر زمین کربلا کے مقابل میں ورنہ میں تجھے مسخ کروں گا اور جہنم میں داخل کروں گا۔ پھر زمین کربلا کے لیے مفاخرت ہے۔ اس دنیا میں بھی فخر ہے اور اس فخر پر خداوندِ عالم نے اُسے روکا نہیں۔ اور اس کے لیے بعد قیامت جنت میں بھی فخر حاصل ہے۔

اور زمین کربلا کی وہ مفاخرت جو اُس کو دنیا میں ہے وہ یہ کہ خداوند عالم نے اس سے کہا کہ بیان کرو اس فضیلت کو جو تمہیں اللہ نے عنایت کی ہے۔ پس زمین کربلا گویا ہوئی کہ میں اللہ کی وہ مبارک ومقدس زمین ہوں کہ میری تربت و پانی میں شفا ہے اور میں فخر نہیں کرتی بلکہ میں ذلیل وخوار ہوں اس ذات کی بارگاہ میں جس نے مجھے یہ فضیلت عنایت کی ہے۔ اور میں فخر نہیں کرتی ہوں ان زمینوں پر جو مجھ سے رتبہ میں پست ہیں۔ بلکہ میں اپنی اس فضیلت کو اللہ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے بیان کر رہی ہوں۔ تو اللہ نے زمین کربلا کو بزرگی عنایت کی اور اس کے شرف کو زیادہ کیا امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کے ذریعہ۔ کیونکہ اس نے خالق کی بارگاہ میں تواضع کیا اور اس کا شکریہ ادا کیا۔ لیکن زمین کربلا کا فخر کرنا جنت میں تو یہ اس وقت ہوگا جب یہ جنت کے افضل واعلیٰ واز ہر باغ میں ملحق ہو جائے گی۔ تو اس وقت با آواز بلند کہے گی:۔

''میں اللہ کی مقدس وطیّب ومبارک زمین ہوں کہ سیّد الشہداءؑ، سیّد شباب اہل الجنۃ مجھ میں ساکن ہیں۔''[1]

---

[1] ملاحظہ ہو کامل الزیارات، باب ۸۸، از ص ۲۵۹ تا ۲۷۱۔

Presented by Ziaraat.Com

خانہ کعبہ کی بتیسویں فضیلت:

خانہ کعبہ بیت عتیق ہے یعنی طوفان (نوحؑ) سے سالم ہے۔ یا قدیم زمانہ سے اس کا طواف کیا جاتا ہے اس لیے یہ گرامی ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

اور امام حسینؑ وہ بیت عتیق ہیں جن کا حائرطوفان اور اس پانی سے جوان کی قبر پر لایا گیا تھا تا کہ ان کی قبر کے نشان کو مٹا دیا جائے سالم رہا۔ اور امام حسینؑ وہ عتیق ہیں جن کا احترام قبل خلقت آسمان وزمین ہوا۔ اور ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اور وہ امام حسینؑ جو عتیق ہونے کے باوجود معتق بھی ہیں (جو اپنے زائر کو اور رونے والوں کو اور اپنے موالی کو) جہنم سے آزاد کردیں گے۔ اور ابا عبداللہ علیہ السلام جہنم سے آزاد کرانے کا سبب بھی ہیں۔

خانہ کعبہ کی تینتیسویں فضیلت:

خانہ کعبہ کے لیے "حطیم"[1] ہے۔ جس کے توسل سے بندگان خدا کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

اور امام حسینؑ کے توسل سے گزشتہ وآئندہ کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ اور امام حسینؑ کے توسل سے ایسا ہوجاتا ہے کہ گویا اس کی ماں نے اس کو آج ہی پیدا کیا ہے۔

---

[1] "حطیم" وہ درمیان اس رکن کے جس میں حجر اسود ہے اور درمیان باب کے واقع ہے۔ جیسا کہ روایت میں وارد ہوا ہے۔ اور اس کا نام حطیم اس لیے رکھا گیا ہے کہ لوگ اس مقام پر اژدحام کرتے ہیں دعا کے لیے۔ اور حجر اسود کا نام بھی حطیم ہے (کہ جو شخص اس مقام پر دعا کرے اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں) (مجمع البحرین)

Presented by Ziaraat.Com

خانہ کعبہ کی چونتیسویں فضیلت:

خانہ کعبہ کے لیے "مستجار" ہے کہ پناہ ملتی ہے اسکے ذریعہ سے خوف کرنے والے کو عذاب سے۔ ("مستجار" بمعنی پناہ لینے کی جگہ)

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

اور امام حسین علیہ السلام کا جس دن اس زمین پہ پہلا قدم مبارک تھا اُسی دن سے ملائکہ کے مستجار ہیں۔ پھر لوگوں کے لیے قیامت تک مستجار ہیں۔

خانہ کعبہ کی پینتیسویں فضیلت:

خداوندِ عالم نے حجر جناب اسماعیلؑ ذبیح کو خانہ کعبہ کے پاس جگہ دی۔ اور اس حجر (پتھر) کو اپنی نشانیوں میں شمار کیا جیسا کہ روایت میں ہے۔ اور اسی جگہ جناب اسماعیلؑ اور ان کی لڑکیوں کی قبر بھی ہے۔ اور حجر جناب اسماعیلؑ کے دوسری جانب میں درمیان رکن و مقام کے ستر انبیاءؑ کی قبریں ہیں۔ جن کا انتقال بھوک اور پریشانی کی وجہ سے ہوا۔ جیسا کہ روایت میں ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

جس طرح بیت اللہ سے متصل قبر جناب اسماعیلؑ ہے اسی طرح امام حسینؑ سے متصل علی اکبرؑ کی قبر ہے جو ذبیح ثانی ہیں۔ مگر جناب علی اکبرؑ ایسے ذبیح ہیں کہ جن کا فدیہ نہیں آیا بلکہ وہ ذبح کر دیے گئے۔ اور جناب اسماعیلؑ ایسے ذبح ہیں جن کا فدیہ دنبہ آیا اور وہ ذبح ہونے سے بچ گئے۔ اور جس طرح خانہ کعبہ سے متصل ستر انبیاءؑ کی قبریں ہیں اسی طرح امام حسینؑ سے متصل بہتر صدیقین کی قبریں ہیں۔ یعنی صدیقین کی قبریں امامؑ

Presented by Ziaraat.Com

کی پائینتی ہیں جو پیاسے اور مجروح قتل کیے گئے اور سب کے سب ایک حفرہ میں دفن کیے گئے۔ اور حائران کی قبر کو اپنے احاطہ میں لیے ہوئے ہے۔ اس کے علاوہ کربلا میں دوسوانبیاءؑ دوسواوصیاء مدفون ہیں جیسا کہ صحیح روایت میں ہے۔[1]

خانہ کعبہ کی چھتیسویں فضیلت:

خانہ کعبہ کے اطراف میں ایسے مقامات ہیں جو بزرگ و محترم ہیں جیسے منیٰ، مشعر، عرفات، صفا، مروہ۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

اور امام حسینؑ کی قبر کے اطراف میں بھی ایسے مقامات ہیں جو مشرف و معظم ہیں۔ کیونکہ منیٰ کو شرف اس لیے حاصل ہے کہ وہ جناب اسماعیلؑ کے پیشانی کے بل لیٹنے کی جگہ ہے تو مقتل (جو زمین کربلا میں ہے) امام حسینؑ و علیؑ و عبداللہ و عباسؑ و قاسمؑ ایسے برگزیدہ کے قتل کی جگہ ہے اگرچہ بواسطہ محل ہدی و قربانی کے ہے۔ اور اگر منیٰ کو شرف اس لیے ہے کہ وہ قربانی کی جگہ ہے تو مقتل ایسے شہداء کے ذبح ہونے کی جگہ ہے۔ جن کے حق میں ارشاد نبویؐ ہے کہ وہ لوگ میری اُمت کے شہداء کے سردار ہیں۔

اور اگر مشعرا کرام کو شرف اس لیے حاصل ہے کہ وہاں پر جناب ابراہیمؑ نے خواب دیکھا کہ اپنے بیٹے کے ذبح کے لیے مامور ہوئے ہیں۔ تو وہ جگہ جہاں حالتِ بیداری میں دیکھا گیا کہ فرزند ذبح ہو گیا، یقیناً افضل ہوگی۔[2]

---

[1] کامل الزیارات، باب ۸۸، ص ۲۷۱۔

[2] ملاحظہ ہو اسرار الشہادۃ آقائے دربندی از ص ۲۵۳ تا ۲۵۴

Presented by Ziaraat.Com

خانہ کعبہ کی سینتیسویں فضیلت:

خداوندِ عالم نے اپنے خلیل (جناب ابراہیمؑ) کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ کے حج کا اعلان کریں اور اس کی طرف لوگوں کو آنے کے لیے ندا دیں۔ چنانچہ خداوندِ عالم نے جناب ابراہیمؑ سے کہا کہ:

وَاَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ یَاۡتُوۡكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاۡتِیۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ ﴿۲۷﴾

''اور لوگوں کو حج کی خبر کر دو، لوگ تمہارے پاس پیادہ اور ہر دبلی سواری پر دُور و دراز سے آ پہنچیں گے۔''

اس حکم پر عمل کرنے کے لیے جناب ابراہیم خلیل مقام پر گئے اور ندا دی ''ھلم الحج'' حج کے لیے دوڑو۔''

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

خداوندِ عالم نے امام حسینؑ کے فضائل بیان کرنے کے لیے اپنے حبیب جناب محمد مصطفیٰ کو موذّن و منادی قرار دیا۔ پس پیغمبرِ خدا نے فرمایا:

لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ''

اور فرمایا:

ایھا الناس انی تارك فیکم الثقلین کتاب الله و عترتی اھل بیتی''

اور امام حسینؑ کے دامن سے متمسک رہنے کے لیے اور نصرت کرنے کے لیے متعدد بار اعلان کیا۔ چنانچہ حذیفہ ابن یمان کہتے ہیں کہ میں نے رسولؐ اللہ کو کہتے ہوئے

Presented by Ziaraat.Com

سنا درانحالیکہ رسولؐ اللہ امام حسینؑ کا دست مبارک پکڑے ہوئے تھے۔ اے لوگوں! یہ ہیں حسینؑ ابن علیؑ انہیں پہچان لو، قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ حسینؑ اور ان کے دوست اوران کے دوست کے دوست جنت میں ہوں گے۔" اور خود امام حسینؑ نے بھی لوگوں کو اپنی طرف آنے کے لیے خبر دی اور اپنی نصرت کے لیے متعدد بار بلایا۔ کبھی مدینہ میں اور کبھی ان دونوں کے درمیان میں اور کبھی کربلا میں لوگوں کو اپنی نصرت کے لیے کبھی خطبہ کے ذریعہ اور کبھی خطوط کے ذریعہ بلایا، کبھی استغاثہ کے ذریعہ بلایا۔ پس لوگ امام حسینؑ کی طرف پیادہ بھی آئے، سواریوں پر بھی آئے اور امامؑ کی نصرت بعض اُن لوگوں نے بھی کی جنہوں نے امامؑ کو اس زمانہ میں نہیں پایا۔ اور وہ شیعہ لوگ جوان کے سامنے شہادت کی تمنا کرتے تھے، بعض ان کی زیارت کر کے نصرت کرتے ہیں، بعض ان پر گریہ کر کے نصرت کرتے ہیں۔ (اور بعض فرشِ عزاء بچھا کے اور امامؑ کے نام پر خرچ کر کے امامؑ کی نصرت کرتے ہیں)

خانہ کعبہ کی اڑتیسویں فضیلت:

خداوندِ عالم نے خانہ کعبہ کے لیے قربانی کا جانور معین کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ اس کو کعبہ تک پہنچایا جائے گا جیسا کہ آیت شریفہ میں ہے۔ **ھدیاً بالغ الکعبہ** "اُس جانور کو جو خانہ کعبہ کے لیے ہے اس کو وہاں تک پہنچایا جائے گا۔ اور اس حکم سے خانہ کعبہ کی تعظیم مقصود ہے۔ اور اس کو شرف دینا ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

خداوندِ عالم کا احسان ہے امام حسینؑ پر کہ ان کو کعبہ سے زیادہ مشرف و معظم قرار

Presented by Ziaraat.Com

دیا ہے اور یہ اس لیے کہ خداوندِ عالم نے حکم دیا ہرنی کو کہ وہ اپنے بچے کو امام حسینؑ کی خدمت میں پہنچائے قبل اس کے کہ امام حسینؑ کی آنکھوں سے آنسو نکلیں۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ ایک اعرابی جناب رسول اللہؐ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں نے ایک ہرن کا بچہ شکار کیا ہے اور اس کو آپ کے پاس لایا ہوں تا کہ آپ کے دونوں فرزند حسنؑ و حسینؑ کو تحفہ دوں۔ پیغمبرؐ اسلام نے اس کے تحفہ کو قبول فرمایا اور اس کو دعائے خیر دی۔ اس وقت امام حسن علیہ السلام اپنے نانا کے پاس موجود تھے۔ ہرن کے بچے کی طرف رغبت کی۔ رسولؐ اللہ نے وہ ہرن کا بچہ امام حسنؑ کو دے دیا۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ امام حسینؑ تشریف لائے دیکھا کہ ہرن کا بچہ ان کے بھائی کے پاس ہے اور وہ اس بچے سے کھیل رہے ہیں۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے نانا بھائی حسنؑ کو آپ نے ہرن کا بچہ دیا ہے اور مجھے نہیں دیا۔ اور یہ کہہ کر ہرن کا بچہ مانگنا شروع کیا۔ پیغمبرؐ خدا خاموش تھے اور اماؑم کو اپنے کلام سے تسلی دیتے تھے۔ مگر اماؑم کی حالت یہ ہوگئی کہ قریب تھا کہ رو دیں کہ ناگاہ ہم لوگوں کو (راویانِ حدیث) مسجد کے دروازے پر شور وغل سنائی دیا۔ ہم لوگوں نے دیکھا کہ ایک ہرن اپنے بچہ کو لیے ہوئے ہے اور اس کے پیچھے ایک بھیڑیا ہے جو ہرن اور اس کے بچہ کو رسولؐ اللہ کی بارگاہ میں لا رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ سب رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت ہرنی بقدرتِ خدا گویا ہوئی اور کہا کہ یا رسولؐ اللہ میرے دو بچے تھے۔ ایک کو صیاد نے شکار کیا اور اس کو آپ کی خدمت میں لایا۔ اور دوسرا بچہ میرے پاس تھا۔ اس سے میں خوش تھی اور اس کے ذریعہ میں دردِ دل بہلا رہی تھی۔ میں نے ایک ہاتف غیبی کی ندا سنی کہ اے ہرنی اپنے بچہ کو جلد از جلد رسولؐ اللہ کی

Presented by Ziaraat.Com

خدمت میں پہنچا دے۔ کیونکہ امام حسینؑ اپنے نانا کے پاس کھڑے ہیں اور عنقریب رونے والے ہیں۔ اور جتنے ملائکہ ہیں سب نے اپنے سروں کو عبادت خانہ سے بلند کر لیا ہے۔ اگر امام حسینؑ روئے تو جتنے ملائکہ مقربین ہیں سب امام حسینؑ کی خاطر روئیں گے۔ اور دوسری ندا میں نے یہ سنی کہ اے ہرنی جلد خدمت رسولؐ میں پہنچ اس لیے کہ حسینؑ کی آنکھوں سے آنسو نکلنے والا ہے۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے پیچھے ایک بھیڑیے کو مسلط کر دیتا ہوں جو تجھ کو اور تیرے بچہ کو کھا لے گا۔ یا رسولؐ اللہ میں اپنے بچہ کو لے کر آپ کی خدمت میں آئی ہوں۔ اور میں نے بہت طویل مسافت طے کی ہے۔ مگر میرے لیے زمین سمٹی اس لیے میں اتنا جلد آپ کی خدمت میں آ سکی۔ میں اپنے پروردگار کی حمد کرتی ہوں کہ میں آپ کی خدمت میں پہنچ گئی قبل اس کے کہ امام حسینؑ کی آنکھوں سے آنسو نکلے۔ اس واقعہ کو سن کر اصحاب نے تکبیر و تہلیل بلند کی۔ اور نبیؐ نے ہرنی کو خیر و برکت کی دعا دی۔ اور امام حسین علیہ السلام نے ہرنی کے بچہ کو لیا اور اپنی ماں جناب فاطمہ زہراؑ کے پاس لے گئے۔ جناب فاطمہؑ اس واقعہ سے بہت مسرور ہوئیں۔[1]

خانہ کعبہ کی اکتالیسویں فضیلت:

خانہ کعبہ کے حج کے لیے محترم مہینوں میں (ذی الحجہ) جو افضل ہے اُسے منتخب کیا گیا ہے اور حج کے لیے اس مہینہ کو مخصوص کیا گیا۔ اور عمرہ کے لیے سال کا ہر دن ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

اور امام حسینؑ کے لیے بھی اس وقت کو (جس میں حج ہوتا ہے) معین کیا گیا۔

[1] تاریخ التواریخ (بحوالہ بحار الانوار جلد ۶ ص ۳۷۔ و مدینۃ المعاجز ص ۲۵۰، باب ۴۷

Presented by Ziaraat.Com

بلکہ خداوندِ عالم پہلے زائرین امام حسینؑ پر یوم عرفہ نظر کرتا ہے۔اس کے بعد اہل عرفات پر۔اس کے علاوہ امامؑ کی زیارت کے لیے سال میں کئی مخصوص اوقات ہیں۔اور سال میں ہر دن امامؑ کی زیارت کرنا مطلقاً مستحب ہے۔

خانہ کعبہ کی چالیسویں فضیلت:

مسجد الحرام میں ایک وقت کی نماز ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔جیسا کہ روایت میں ہے۔اور یہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ایک نماز مسجد رسولؐ میں ایک ہزار نماز کے برابر ہے۔پس ہوگی یہ نماز ہزار ہزار نماز کے برابر۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ صادق آل محمدؐ نے فرمایا کہ اے شعیب جب کوئی شخص قبر امام حسینؑ کے پاس نماز پڑھتا ہے تو خداوندِ عالم اس کی نماز کو قبول کرتا ہے۔پھر امامؑ نے فرمایا کہ: اے شعیب تمہارے (زائر کے) لیے ہر رکعت کے عوض میں جو تم قبر امام حسینؑ کے پاس پڑھو گے اس شخص کا ثواب ہے کہ جس نے ایک ہزار حج کیا ہو اور ایک ہزار عمرہ بجالایا ہو اور ایک ہزار غلام راہِ خدا میں آزاد کیا ہو۔اور اس شخص کا ثواب ہے جو راہ خدا میں نبیؐ مرسل کے ساتھ ایک ہزار بار کھڑا ہو۔

خانہ کعبہ کی اکتالیسویں فضیلت:

خداوندِ عالم نے اس پر جو خانہ کعبہ کا حج کرے واجب کر دیا ہے کہ وہ احرام باندھے ترکِ مال کا۔اور اپنی ازدواج سے ازدواجی تعلقات کو ترک کرے۔اسی طرح خوشبو لگانا، زینت کرنا، سرمہ لگانا، سایہ میں چلنا اور سلا ہوا لباس پہننا ترک کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

مستحب ہے اس کے لیے جو امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو جائے کہ وہ غبار آلود، بھوکا پیاسا ہو۔ اور خوشبو کو ترک کرنے والا اور ہر لذیز غذا کا تارک ہو۔ اور اپنے گھر سے کربلا تک حزین وغمگین جائے۔[1]

خانہ کعبہ کی بیالیسویں فضیلت:

خانہ کعبہ مکہ جس کی پشت پر خانہ کعبہ ہے خداوند عالم نے اُسے یہ شرف عنایت کیا کہ وہ رسولؐ خدا کا مولد ہے اور خانہ کعبہ امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کا مولد ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

امام حسینؑ کو یہ شرف ملا کہ اُن کا مدفن زیارت گاہِ جناب محمد مصطفیٰ، علیؑ مرتضیٰ ہے۔ سال کے اکثر اوقات میں یہ دونوں بزرگوار ہمیشہ امام حسینؑ کی زیارت کرتے ہیں۔

خانہ کعبہ کی تینتالیسویں فضیلت:

یہیں سے اسلام کی ابتداء ہوتی ہے۔ اور اسی جگہ مشرکین سے جدائی ہوتی ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

اور امام حسینؑ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ کربلا ایمان کا ظہور کا مبداء ہے اور یہیں سے مخالفین مومنین سے جدا ہوتے ہیں۔ اسلئے کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ کربلا قبۂ اسلام ہے۔

---

[1] کامل الزیارات، باب ۴۰، ص ۱۳۱۔

Presented by Ziaraat.Com

خانہ کعبہ کی چوالیسویں فضیلت:

خداوند عالم نے اس جگہ ایک سو بیس خاص رحمتیں مہیا کیں ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

اور وہ چیز (زیارت) جو امام حسینؑ سے متعلق ہے اس میں ایک سو بیس خاص رحمتوں سے زیادہ مہیا ہیں۔ جیسا کہ ہم نے واضح کیا وسائل امام حسینؑ میں۔ (یعنی ساتویں عنوان میں جو زیارت امام حسینؑ کے ثواب کو لکھا ہے وہ ایک سو بیس ''خاص رحمتوں'' سے کہیں زیادہ ہے)۔

خانہ کعبہ کی پینتالیسویں فضیلت:

مکہ ہی سے سرور کائناتؐ کو ایک بار یا دو بار معراج ہوئی۔ یا تو بیت ہانی یا بیت شعیب سے ہوئی۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

امام حسینؑ کا مدفن پیغمبر محمدا کی دوسری معراج ہے۔ اس لیے کہ پیغمبر محمدا کا ارشاد ہے:

اسعریٰ بی انی موضع یقال لھا کربلا

''مجھے اس جگہ لے جایا گیا جسے کربلا کہتے ہیں۔ اس میں مجھے مقتل حسینؑ دکھایا گیا۔''

اس کے علاوہ کربلا امام حسینؑ کی یوم عاشورہ معراج ہے۔ اور اس کے علاوہ کربلا ملائکہ کی معراج ہے۔[1]

[1] بحار الانوار، ج ۲۲۔ وکامل الزیارات۔

Presented by Ziaraat.Com

خانہ کعبہ کی چھیالیسویں فضیلت:

خانہ کعبہ جناب ابراہیم خلیل اللہ کی ذرّیت وعیال کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ خداوندِ عالم نے اُن کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ کے پاس اپنے عیال کو تنہا چھوڑ دیں اور چلے جائیں۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

(خدا نے) امام حسینؑ کو حکم دیا کہ وہ اپنے عیال کو کربلا میں اپنے مدفن و مقتل کے پاس حیران وعطشان تنہا چھوڑ دیں۔ البتہ خلیلؑ خدا نے اپنے عیال کے لیے اس طرح دُعا کی:

"اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِكَ الۡمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡـِٕدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَهۡوِیۡۤ اِلَیۡهِمۡ وَارۡزُقۡهُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ"

اور جب امام حسینؑ نے اپنے عیال کو چھوڑا تو ان سے کہا کہ قید ہونے کے لیے تیار ہو جاؤ اور جو مصیبتیں تم پر نازل ہونے والی اس پر صبر کرو۔

خانہ کعبہ کی سینتالیسویں فضیلت:

خداوندِ عالم نے اُن کو حکم دیا جو خانہ کعبہ سے افضل ہیں۔ اشرف مخلوقات یعنی جناب محمد مصطفیٰؐ کو کہ خانہ کعبہ کے ارکان کا بوسہ لیں اور اسے چومیں خاص کر بعض ارکان کعبہ کو۔ اور یہ خانہ کعبہ کی ایسی فضیلت ہے جو اس کے تمام فضائل پر بالاتر ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

اور ایسے ہی فضیلت ہمارے سیّد مظلوم امام حسینؑ کو بھی حاصل ہے۔ اس لیے کہ

Presented by Ziaraat.Com

جناب رسولؐ خدا اُن کو گود میں لیتے تھے اور بوسہ لیتے تھے، ان کے تمام اعضا کو چومتے تھے۔ اور ان کے گلے، قلب، پیشانی اور ہونٹوں کو بکثرت چومتے تھے۔ اور جس طرح پیغمبرؐ خدا کا رکن عراق وشامی کا بوسہ لینا کسی سر (راز) کے ماتحت تھا۔ مثلاً یہ کہ یہ رکن یمین عرش سے ہے۔ یا اس کے علاوہ کوئی دوسرا حکم ہے جس کے ماتحت پیغمبرؐ خدا خصوصیت سے رکن عراق وشامی کا بوسہ لیتے تھے تو اسی پیغمبرؐ خدا کا امام حسینؑ کے جسم کے مخصوص حصہ کا کثرت سے بوسہ لینا اسرار و معجزات و اخبارات کے ماتحت تھا۔ لیکن پیغمبرؐ خدا کا امام حسینؑ کے گلے کا کثرت سے بوسہ لینا اس کا سر و راز ہمیں معلوم ہے۔ لیکن امامؑ مظلوم کی پیشانی کا کثرت سے بوسہ لینا، تو ممکن ہے کہ کہا جائے کہ اس لیے امامؑ مظلوم کی پیشانی کا بوسہ لیتے تھے کہ پیشانی پر وہ پتھر پڑنے والا ہے کہ جس نے پیشانی کو توڑ دیا۔ اور امام حسینؑ کے چہرہ مبارک پر خون بہہ کر آیا یا یہ کہ وہ تیر کے واقع ہونے کی جگہ ہے۔ اور ممکن ہے کہ یہ بھی کہا جائے کہ پیشانی محل سجود ہے۔ یا اس واسطے پیشانی کا بوسہ لیتے تھے کہ پیشانی مومن کے نور کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے۔ جیسا کہ روایت میں وارد ہے کہ مومن کی پیشانی کا بوسہ لینا چاہیے اس لیے کہ وہ محل نور ہے اور امام حسینؑ اس مقام میں خصوصیت خاصہ رکھتے تھے۔ اور سجدہ آنحضرتؐ کا سجدہ مخصوص تھا۔ اور بیان اسکا یہ ہے کہ حالتِ سجود خود بھی جملہ حالات تقرب خدا سے ہے صورتاً اور معنیً جیسا کہ دلالت کرتا ہے اس مطلب پر خداوندِ عالم کا قول: واسجدوا تقرب اور سجدہ کرو اور قرب خدا حاصل کرو۔"

اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ سب سے زیادہ نزدیک خداوند عالم کی طرف بندہ

Presented by Ziaraat.Com

کے حالات سے حالت سجود ہے۔ اور امام حسینؑ کے لیے خاص سجود ہیں کہ اس وقت درجات تقریب الٰہی میں ترقی فرماتے تھے۔ جس وقت وطن سے نکلے، جب تک حالت سجود میں پیشانی خاک پر رکھا بہ ارادہ سجدہ۔ اور پھر بعد اس سجدہ کے سر بلند نہ فرمایا۔ اور پھر سر مبارک بلند کیا گیا نیزہ پر جیسا کہ عبارت مذبوح من القضاء سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت حالت سجدہ میں پس گردن سے ذبح کیے گئے۔ بایں وجہ جناب پیغمبرؐ خدا پیشانی مبارک کو بوسہ دیتے تھے۔ لیکن بوسہ دینا جناب رسول خداؐ کا قلب منور کو۔ پس سر اس کا یہ ہے کہ وہ مقام (قلب) تیر سہ شعبہ کا تھا جو حقیقت میں (یعنی تیر سہ شعبہ) امام حسینؑ کا قتل کا سبب تھا۔ لیکن بوسہ دینا جناب رسول اللہؐ و دندان امام حسینؑ کو پس ان میں سے ایک راز یہ بھی ہے کہ دربار ابن زیاد میں سر امامؑ کو رکھا ہوا تھا اور وہ ملعون اپنی چھڑی سے سر مبارک پر مار رہا تھا کہ زید ابن ارقم صحابی رسولؐ اس کو برداشت نہ کر سکے اور یہ فرمایا:

ارفع قضیبك من هاتین الشفتین فلقد رایت رسول الله یقبلها مراراً

اے ابن زیاد (ملعون) اُٹھا لے سر مبارک سے اپنی چھڑی کو اس لیے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جناب رسولؐ اللہ امام حسینؑ کے لب و دنداں کا بار بار بوسہ لیتے تھے۔

خانہ کعبہ کی اڑتالیسویں فضیلت:

یہ ہے کہ کسی وقت طواف کرنے والوں سے خالی نہیں رہتا ہے نہ رات میں نہ دن میں۔

Presented by Ziaraat.Com

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

اور جب سے امام حسینؑ شہید ہوئے ہیں روضہ مبارک کسی وقت زوّار سے خالی نہیں رہتا ہے۔ زائر بشر سے ہوں یا ملائکہ سے، یا وحوش ہوں یا جن، اہل دنیا سے ہوں یا اہل فلک دوسرے عوالم کے۔ جیسا کہ روایات اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔[1]

خانہ کعبہ کی اُنچاسویں فضیلت:

خداوندِ عالم نے اہل عالم کا امتحان فرمایا ہے حرم کعبہ سے۔ (جیسا کہ) جناب امیر المومنینؑ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ: خداوندِ عالم نے اس زمین (مکہ) کو قرار دیا ہے درمیان زمین ہائے سنگلاخ کے۔ انتفاع کے اعتبار سے بہت تنگ ہے۔ اور اس کے (مکہ معظمہ کے) اطراف سخت اور پہاڑ بہ کثرت ہیں اور ریتلا میدان ہے اور پانی بہت کم ہے اور قریہ ایک دوسرے سے بہت دور ہے۔ یہ سب خلائق کے امتحان کے واسطے قرار دیا ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

لیکن بیتِ حقیقی امام حسینؑ کے ذریعہ کسوٹی امتحان عالم کی ہوئی جس وقت آواز استغاثہ فرمائی۔ زمین کے ایسے بقاع میں جو بہت ہی ضیق تھا۔ اور دشمنان دین حضرتؑ کا احاطہ کیے ہوئے تھے۔ اور چاروں طرف سے تلواروں اور تیروں اور نیزوں کے وار چل رہے تھے۔ اور چاروں طرف لاشیں خاک وخون میں غلطاں پڑی ہوئی تھیں۔ پس اس وقت خداوندِ عالم نے تمام خلائق کا امتحان لیا اور ان کو امام حسینؑ کی نصرت ومدد کا حکم

---

[1] ملاحظہ ہو بحار الانوار، جلد ۲۲۔

Presented by Ziaraat.Com

دیا اور تلبیہ کا حکم دیا جیسا کہ ہم اس کیفیت کو باب زیارت میں بیان کر چکے ہیں۔ و نیز یہ کہ مکہ اُم القریٰ ہے اور امام حسینؑ ابوالائمہ الطاہرینؑ ہیں۔

خانہ کعبہ کی پچاسویں فضیلت:

خداوندِ عالم نے تارکِ حج کو باوجود استطاعت کے بطور مبالغہ بزرگی و شدت عذاب کے کافر شمار کیا ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:

اور جو شخص امام حسینؑ کی زیارت باوجود قدرت و استطاعت کے ترک کر دے تو تعبیر اس کی اس طرح ہوئی ہے کہ تارکِ زیارت امام حسینؑ یا تو مومن نہیں ہے یا ناقص الایمان ہے یا شیعہ نہیں ہے۔ اور عاق رسولؐ خدا ہے۔ حالانکہ زیارت امام حسینؑ مستحب ہے اور حج واجب ہے۔[1]

المطلب الثالث:

تیسرا مطلب بیان میں اس امر کے کہ ثواب زیارت امام حسینؑ برابر ہے حج کے ثواب کے بلکہ زیادہ ہے اس کے غیر سے۔

جان لو کہ امام حسینؑ کو فعل حج میں مدخلیت خاص حاصل ہے۔ اسلئے کہ وہ (یعنی امام حسینؑ) بیت اللہ حقیقی ہیں۔ اس واسطے کہ امامؑ مظلوم نے اللہ کے لیے چند حج مخصوص کیے ہیں۔ نہ کوئی سابق سبقت کر سکتا ہے اُن حجوں کے مقابل میں اور نہ کوئی بعد حضرتؑ کے ملحق ہو سکتا ہے۔ اور امامؑ مظلوم کے ہر حج کے واسطے ترکیب خاص اور مواقف خاص

[1] ملاحظہ ہو کامل الزیارات، باب ۹۷، ص ۲۹۰۔ و باب ۹۸، ص ۲۹۳۔

Presented by Ziaraat.Com

اور مناسک مخصوصہ تھے۔ اور اس بیت اللہ حقیقی (یعنی امام حسینؑ) کے لیے حجاج مخصوص ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے لیے مناسک خاص ہیں۔ اور وہ مخصوص حجاج چند قسم کے ہیں۔

۱) انبیاءؑ و ملائکہ ہیں۔ ۲) امامؑ مظلوم کے اہل بیتؑ۔

۳) شہداء (کربلا) ۴) امام حسینؑ کے شیعہ۔

پس ہم یہاں پانچ مقصد بیان کریں گے۔

پہلا مقصد:

امام حسینؑ کے حج کے بیان میں۔ جان لو کہ امام حسینؑ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آنحضرتؑ نے اللہ عزوجل کی خوشنودی کے لیے آٹھ قسم کے حج بجالائے ہیں۔

اوّل یہ کہ امامؑ مظلوم پچیس مرتبہ پیادہ خانہ کعبہ کا حج بجالائے۔ ان میں سے بعض حج اپنے برادر حقیقی امام حسنؑ مجتبیٰ کے ساتھ بجالائے۔ اور ان میں سے بعض حج امام حسنؑ مجتبیٰ کی شہادت کے بعد بجالائے۔ اور ان میں سے بعض حجوں میں امیر حاج سعد ابن وقاص تھے۔ پس جبکہ قافلہ حجاج نے اثنائے راہ میں امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے ملاقات (تو دیکھا کہ) دونوں شہزادے پیادہ چل رہے ہیں۔ اس لیے تمام حجاج مع امیر حاج کے پیادہ ہو گئے اور دونوں شہزادوں کے ساتھ پیادہ چلنے لگے۔ پس سعد ابن ابی وقاص دونوں شہزادوں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا بن رسولؐ اللہ لوگوں کو پیادہ چلنے سے تکلیف اور زحمت ہے اور سوار ہونا گوارا نہیں اس لیے کہ آپ دونوں پیادہ چل رہے ہیں۔ اس لیے بہتر ہے کہ آپ (دونوں) سوار ہو جائیں تو تمام

Presented by Ziaraat.Com

حجاج سوار ہو جائیں گے۔ یہ کہہ کر دونوں شہزادوں کا راحلہ حاضر کیا۔ دونوں شہزادوں نے فرمایا کہ ہم دونوں نے اپنے نفسوں پر پیادہ بیت اللہ کا حج کرنا لازم قرار دیا ہے۔ لیکن ہم دونوں قافلہ سے علیحدہ ہو جاتے ہیں تا کہ حجاج کو سوار ہونا نا گوار نہ ہو۔ یہ فرما کر دونوں شہزادے قافلہ سے علیحدہ ہو گئے اور تمام حجاج اپنے اپنے مرکبوں پر سوار ہوئے۔[1]

دوسری قسم:

امامؑ مظلوم کا حج قلبی، باطنی اور روحانی تھا۔ یعنی حقائق اُن اعمال حج کے باطنی و ظاہری بطور عنوان اور دلیل کے ہیں۔ اس لیے کہ احرام کے لیے معنائے قلبی ہیں۔ اور ہر ایک عمل کے لیے جیسے سلے ہوئے لباس کا علیحدہ کر دینا اور دوسرے لباس احرام کا پہن لینا اور تلبیہ کرنا اور طواف کرنا اور سعی کرنا، اور عرفات و مشعر الحرام میں وقت معینہ پر قیام کرنا اور قربانی کرنا اور سر منڈانا اور رمی کرنا یعنی جمرہ اولی اور ثانیہ اور ثالثہ کو کنکریاں مارنا اور بیتوتہ کرنا یعنی مقام منیٰ میں تین روز تک قیام کرنا روح باطن اور حقیقت ہے۔ اور یہ صورت حج حقیقی کے واسطے وضع کی گئی ہے۔ اور تفصیل ان کی اُن روایات میں مذکور ہے کہ جن میں اسرار حج بیان کیے گئے ہیں۔ اور امام حسینؑ نے جمع فرمایا تمام اعمال حج کے باطن کو اور حقیقت کو اس کے مناسک کے اور بواطن کو اس کے ظواہر کے اور روح کو تمام اعمال کے اور حقائق کو ان کی صورتوں کے اپنے حج کی عبادت میں۔ اور ان امور کے سبب سے امامؑ مظلوم نے تعمیل فرمایا اُن خطابات کو جو آنحضرتؐ کے متعلق وارد ہوئے تھے۔ جیسا کہ عارف متدبر اور اہل بصیرت پر ظاہر ہے۔ اس واسطے کہ روح ارادۂ حج

[1] ارشاد مفید، ص ۲۹۲۔

Presented by Ziaraat.Com

اور مناسک حج اجمالی طور سے اپنے قلب کا خالی کرنا علاقہ ہائے دنیا سے اور رخصت کر دینا دنیا اور راحتِ دنیا کو اور تسلیم کر لینا قضائے الٰہی کو اور ترک کر دینا علائق کا یہاں تک کہ لباس بھی ترک کر دے اور احرام کی گرہ کو کھول دے۔ اور درگاہِ الٰہی میں حاضر ہونا اور ایک دروازے کے بعد دوسرے دروازے پر اذن طلب کرنا اور سعی کرنا اپنے آقا کی خدمت میں۔ اور اُن کے خدمات کی طرف دوڑے۔ اور دفع کرنا اس کے دشمنوں کو۔ اور پناہ مانگنا اپنے آقا کے آستانہ سے۔ اور اطاعت اور امتثال حکم کرنا۔ اور امام حسینؑ سے واقع ہوئے۔ تمام حقائق اعمال حج کے۔ اور امام مظلومؑ سے واقع ہوئے حقیقت صریحاً حج حقیقی کے اور نہ اشارۃً اور نہ ضمناً واقع ہوئے جیسا کہ مناسک حج میں ہے۔ پس امام مظلومؑ نے مشار الیہ اعمال کو تصور فرمایا اور خارج میں ان کو وجود میں لائے۔

تیسری قسم:

وہ حج ہے جسے حج تمتع کہا جاتا ہے۔ اس حج کا امامؑ نے احرام باندھا جبکہ مکہ معظمہ میں مقیم تھے۔ اور جب امامؑ مظلوم کو یہ معلوم ہو گیا کہ وہ (یعنی حج تمتع) تمام نہ ہو گا۔ اور امامؑ مظلوم نے یزید لعین کی جانب سے اپنے قتل کا خطرہ محسوس کیا۔ یعنی اگر حج کو تمام کرتے تو شیاطین بنی امیہ آنحضرتؑ کو دھوکے سے حرم میں قتل کر دیتے۔ اس لیے امامؑ مظلوم نے حج کو عمرہ مفردہ سے بدل دیا اور اس کے مناسک کو بجالائے اور اس کے بعد محل ہو گئے۔ اور دوسرے حج کا احرام باندھا اور اسی طرح محرم اور محل ہوئے۔ پس احرام باندھنا امام حسینؑ کے خصائص میں سے ہے۔ جس کی تفصیل عجیب وغریب ہے۔

(اور وہ) امامؑ مظلوم کے خصائص میں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

پس ہم کہیں گے اسکے بیان میں کہ امام حسینؑ محل ہوئے اس حج سے جس کی طرف ندا دینے والے (جناب ابراہیمؑ) خلیل تھے۔ جس وقت ندا فرمائی: عباداﷲ هلم الی الحج بندگان خدا حج کی طرف دوڑو۔ پس جن کے نطفے نے جو مردوں کے صلبوں میں تھے خلیلؑ خدا کی آواز پر جواب دیا انکے حق میں خالق کائنات نے حج کو مقدر کر دیا۔ اور احرام باندھا ایسے حج کا کہ جس کی ندا خداوندِ جلیل کی طرف سے تھی آسمانوں کی خلقت سے پہلے۔ (خطاب الٰہی ہوا) اشعر نفسك ﷲ اے حسینؑ اپنے نفس کو خدا کی راہ میں فروخت کر دو۔

اور محل ہوئے امام حسینؑ ایک ایسے حج سے کہ جس کی میقات مسجد شجرہ ہے۔ (مسجد شجرہ مدینہ طیبہ میں واقع ہے جہاں حاجی احرام باندھتے ہیں) اور احرام باندھا ایک ایسے حج کا کہ جس کی میقات شجرہ (مبارکہ موسیٰ) ہے۔ کہ جس سے جناب موسیٰ نے انی انا اﷲ لا الہ الا انا کی ندا سنی۔ (شجرۂ مبارکہ موسیٰ سرزمین کربلا مقتل امام حسینؑ میں تھا جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے[1]۔

اور امام حسینؑ محل ہوئے اس حج سے جس میں سلے ہوئے لباس جسم سے علیحدہ کر دیے جاتے ہیں۔ اور دو چادر سفید بصورت کفن باندھ لیتے ہیں۔ اور احرام باندھا اس حج کا جس میں لباس جسم مبارک سے علیحدہ کر دیے گئے یہاں تک کہ جامہ پوشیدہ بھی جسے زیر لباس پہنا تھا۔ بلکہ اس جامہ کو جابجا چاک کر ڈالا تھا تا کہ اس کی طرف کوئی متوجہ نہ ہو۔ اس کو بھی اشقیاء نے جسم پارہ پارہ پر رہنے نہ دیا۔ بلکہ امامؑ مظلوم نے دو قسم کے

[1] بحار الانوار، جلد ۴۴۔

Presented by Ziaraat.Com

لباس پہنے ایک خون کا لباس دوسرے غبار کا لباس۔ (یعنی امامؑ مظلوم کا لاشہ خون آلود و گرد آلودہ پڑا تھا)۔

اور امام حسین محل ہوئے اس حج سے کہ جس کے تروک میں سے ترک خضاب ہے ریش کے لیے اور ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا جائز نہیں ہے۔ اور احرام باندھا ایسے حج کا کہ جس کے افعال میں سے یہ تھا کہ چہرہ مبارک اور ریش مقدس اور سر مبارک (بلکہ تمام اعضائے بدن) خون سے رنگین ہو جائیں۔

اور محل ہوئے امام حسینؑ ایک ایک حج سے کہ اس میں ترکِ تظلیل (سایہ) ہے۔ چاہے وہ مشی (چلنے) کی حالت میں ہوں یا حالت قیام میں ہوں یا حالت نوم میں ہوں اور احرام باندھا ایک ایسے حج کا کہ جس میں سایہ نہ تھا نہ چلنے کی حالت میں اور نہ قیام کی حالت میں اور نہ حالت نوم میں۔

اور محل ہوئے امام حسینؑ اس حج سے کہ جس کا احرام کشف الراس یعنی سر کے بال کا منڈانا ہے۔ اور احرام باندھا اس حج کا کہ جس کے افعال سے راہِ خدا میں سر کٹانا تھا۔

اور امام حسین محل ہوئے ایسے حج سے کہ جس کے اعمال میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حرم کے پرندوں کو دانہ گندم و جو دینا مستحب ہے۔ اور احرام باندھا ایک ایسے حج کا کہ جس کے اعمال سے یہ ہے کہ جو حرم امام حسینؑ کے طائر ہوں گے ان کو دل کی محبت کا دانہ دیا جائے۔

اور امام حسین محل ہوئے ایک ایسے حج سے کہ جس میں میت کو کافور کا حنوط نہیں کیا جاتا ہے۔ اور احرام باندھا ایک ایسے حج کا کہ جس میں آب سدر و آب کافور اور خالص

Presented by Ziaraat.Com

پانی سے پرہیز لازمی ہے۔(یعنی شہید راہِ خدا کو آب کافور اور آب سدر اور خالص پانی سے غسل نہیں دیا جاتا بلکہ ان کی لاش اُسی حالت میں دفن کرنا واجب ہے)۔

اور امام حسینؑ محل ہوئے حج تمتع سے۔اور احرام باندھا ایک ایسے حج کا کہ جس میں عمرہ تمتع اور افراد اور حج تمتع اور قران وافراد تھا۔

اور محل ہوئے امام حسینؑ ایک ایسے حج سے کہ جسے اللہ کی زیادہ تر عبادت کرنے والے بجالائے تیس ہزار سال پہلے جناب آدمؑ کی خلقت سے۔اور احرام باندھا ایک ایسے حج کا کہ جسے (سوائے امامؑ مظلوم کے) کوئی نہیں بجالایا۔

اور امام حسین علیہ السلام محل ہوئے حج اصغر سے۔اور حج اکبر کا احرام باندھا۔

اور محل ہوئے امام حسین علیہ السلام حج ظاہری سے۔اور حالات کی نسبت کے لحاظ سے حج ظاہری اور حج باطنی کا احرام باندھا۔

اور محل ہوئے امام حسینؑ ایسے حج سے جسکی استطاعت (بجالانے کی) بہت سے لوگ رکھتے ہیں اور احرام باندھا ایسے حج کا کہ جسکے بجالانیکی استطاعت کوئی نہیں رکھتا (سوائے امام حسینؑ کے)۔

اور محل ہوئے امام حسینؑ اس حج سے کہ جس کی بابت اللہ نے حکم دیا ہے قرآن مجید میں جو نازل ہوا نبیؐ کی زبان پر تمام جن وانس کے لیے۔اور احرام باندھا ایک ایسے حج کا جس کے بجالانے کے لیے خداوند تعالیٰ نے حضرت امام حسینؑ کو اپنے رسالہ خاص میں حکم دیا تھا۔اور اسی صحیفہ خاص میں بارہ مہریں سونے کی لگی ہوئی تھیں جسے کبھی آگ نے مَس بھی نہیں کیا تھا۔اور وہ صحیفہ جناب جبرئیلؑ امین پیغمبرؐ خدا کے پاس لائے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

اس میں کی ایک ایک مہر ہر امام کے نام سے تھی۔ تیسری مہر جو امام حسینؑ کی جانب منسوب تھی اس میں امام مظلومؑ سے خطاب تھا:

یا حسین اشر نفسك لله واخرج باقوام لا شهادة لهم الا معك و قاتل حتیٰ تقتل

''اے حسینؑ اپنے نفس کو خدا کی راہ میں فروخت کر دو۔ اور ہمراہ اپنے اہل بیتؑ اور بعض اصحاب کے جو آپ کے ساتھ شہید ہوں گے۔ سفر غربت اختیار کرو۔ اور ان کی شہادت نہیں ہوگی مگر آپ کے ساتھ اور خدا کی راہ میں جہاد کرو یہاں تک کہ شہید ہو جاؤ۔[1]

اور محل ہوئے امام حسینؑ ایک ایسے حج سے کہ جس کے موذن خلیل خدا حضرت ابراہیمؑ تھے کہ وہ مخاطب کیے گئے خداوند عالم کے اس قول سے واذن فی الحج للناس یاتوک رجالا علی کل صناجو۔ اور احرام باندھا اس حج کا جس کے موذن اعلان والے رسولؐ اللہ تھے اس وقت جبکہ امامؑ مظلوم قبر جناب رسول اللہؐ پر رخصت آخری کے لیے تشریف لائے تھے اور اپنے نانا کی امت کی شکایت کی تھی اور ان کے ظلم و جور کو بیان فرمایا۔ یہاں تک نیند کا غلبہ ہوا۔ امام مظلومؑ نے اپنے سر مبارک کو قبر مطہر پر رکھا اور نوم خفیف میں تھے۔ گویا امام مظلومؑ بیدار تھے۔ خواب میں دیکھا کہ جناب پیغمبرؐ خدا تشریف لائے ہیں اور اپنے سینہ سے لگایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان کا بوسہ لیا۔ اور امام حسینؑ کو شہادت کے لیے خروج کا حکم دیا۔ اور جو مصائب امام مظلومؑ پر وارد ہونے

[1] اصول کافی جلد ا۔ محمد بن یعقوب کلینی باب ۱۵ لائمة لم یفعلوا شیئاً ولا یفعلون الا بعهد من الله عزوجل۔ از ص ۲۷۹ تا ۲۸۵۔

Presented by Ziaraat.Com

والے تھے وہ سب حضرتؑ نے بیان فرمایا۔[1] اور دوسری مرتبہ حالت بیداری میں مدینہ منورہ میں بھی بیان فرمایا تھا جس وقت کہ جناب جابر ابن عبداللہ انصاری نے امام حسینؑ سے مدینہ میں کہا تھا کہ میں آپ کے حق میں بہتر سمجھتا ہوں کہ آپ بنی امیہ سے صلح کر لیں جیسا کہ آپ کے بڑے بھائی امام حسنؑ مجتبیٰ نے صلح کر لی تھی اور موفق ہوئے۔ تو امامؑ مظلوم نے جابر ابن عبداللہ انصاری سے فرمایا کہ سامنے نظر کرو۔ پس جنابِ جابر نے حکم امامؑ سے نظر کی تو دیکھا کہ سامنے جناب رسولؐ خدا و علیؑ مرتضیٰ اور امام حسنؑ مجتبیٰ ہیں۔ یہ لوگ ارشاد فرما رہے ہیں کہ اے جابر امام حسینؑ کے فعل میں جو وہ کر رہے ہیں شک مت کرو۔ (امام حسنؑ نے اللہ کے حکم سے صلح کر لی تھی اور امام حسینؑ اللہ کے حکم سے جہاد کے لیے جا رہے ہیں) جیسا کہ معالم الزلفی میں سیّد ہاشم بحرانی نے روایت کی ہے۔

اور محل ہوئے امام حسینؑ ایک ایسے حج سے کہ جس کی ایک ہی قسم ہے۔ یعنی جب اس کے مناسک سے حاجی فارغ ہو جاتا ہے تو وہ محل ہو جاتا ہے۔ اور احرام باندھا (امامؑ مظلوم نے) ایک ایسے حج کا کہ جو پانچ حجوں سے مرکب تھا۔ یعنی جب امامؑ مظلوم ایک حج کے مناسک سے فارغ ہو جاتے تھے اور محل ہو جاتے تھے تو پھر دوسرے حج کا احرام باندھتے تھے اور محرم ہو جاتے تھے۔

اور اس کا اجمالی بیان یہ ہے کہ امامؑ مظلوم نے احرام باندھا میقات مدینہ سے اور تلبیہ فرمایا مثل جناب موسیٰ کلیمؑ اللہ کے حج کے۔ جبکہ (جناب موسیٰ علیہ السلام نے) جبکہ فرعون سے بیزار ہو کر ترک وطن فرمایا۔ اور اس وقت اس آیت کی تلاوت کی:

---

[1] ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۱۵۹۔ و اسرار الشہادۃ آقائے دربندی۔

Presented by Ziaraat.Com

عَسٰی رَبِّیۡۤ اَنۡ یَّهۡدِیَنِیۡ سَوَآءَ السَّبِیۡلِ ﴿۲۲﴾

عنقریب میرا رب میری ہدایت کرے گا ہدایت والے راستے کی طرف۔''

اور یہ اُس وقت فرمایا جبکہ فرعون اور اس کی قوم کو ترک کیا بایں وجہ فرمایا[1]:

فخرج منها خائفا يترقب قال رب نجنى من القوم الظالمين

پس (جنابِ موسیٰ شہر مصر سے نکلے خوفزدہ ہو کر اور فرمایا کہ پالنے والے مجھ کو قوم الظالمین سے نجات دے۔''

اور اسی آیت کی امام حسینؑ نے تلاوت فرمائی جب مدینہ سے عازم سفر عراق ہوئے۔

اور جب جناب موسیٰؑ چاہِ مدین پر پہنچے تو فرمایا:

عَسٰی رَبِّیۡۤ اَنۡ یَّهۡدِیَنِیۡ سَوَآءَ السَّبِیۡلِ ﴿۲۲﴾

اور امام حسینؑ جب مکہ معظّمہ میں وارد ہوئے تو اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔[2]

اور جب محل ہوئے اور فارغ ہوئے امام مظلوم اس حج سے جو حج جناب موسیٰ علیہ السلام کے حج سے مشابہ تھا تو احرام باندھا دوسرے حج کا مکہ معظّمہ میں۔ یہ حج مشابہ ہے خلیل خدا جناب ابراہیمؑ کے حج سے جس کی نیت کی تھی (جناب ابراہیمؑ نے) اپنے قول ''انی ذاهب الی ربی سیهدین'' سے۔ یعنی میں اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں عنقریب وہ ہدایت کرے گا۔

پس امام حسینؑ نے تلبیہ فرمایا (اس حج کا جو جناب ابراہیمؑ کے حج سے مشابہ تھا)

---

[1] ارشاد مفید، ص ۲۲۳۔

[2] ارشاد مفید، ص ۲۳۳۔

Presented by Ziaraat.Com

اور جب محل ہوئے اور فارغ ہوئے مناسک سے اس حج کے تو احرام باندھا امامؑ مظلوم نے تیسرے حج کا خیموں سے (کربلا معلّٰی میں) اور تلبیہ فرمایا اس حج مخصوص کا اپنے لیے اور اپنے اہل بیتؑ کے لیے۔

اور جب محل ہوئے اور فارغ ہوئے اس حج کے مناسک سے اور اس کے تلبیہ سے تو امامؑ مظلوم نے احرام باندھا چوتھے حج کا موقف سے۔(یعنی) قصد فرمایا میدان جنگ میں مقابلہ کرنے کے لیے اشقیاءِ اُمت سے۔

اور جب امامؑ مظلوم فراغت پائی اس حج کی قربانی سے اور تلبیہ سے تو پانچویں حج کا احرام باندھا مقتل سے۔یعنی وہ جگہ جہاں حضرتؑ کے پچھاڑنے جانے کی جگہ ہے۔ اور امامؑ مظلوم نے تلبیہ فرمایا ایک حج مخصوص کے لیے جسم مبارک سے روح کے جدا ہونے کے بعد۔[1]

اور ہر حج کے لیے مخصوص موذن ہیں جنہوں نے اذان دی اس حج خاص میں۔ اور تمام حجوں میں اعلان دعوت ہے امتثال کے لیے اس امر خاص سے جس کا حکم کیا گیا اس صحیفہ میں جو مخصوص ہے امام مظلومؑ سے جس کا ذکر پہلے گزر چکا۔

اور بیان اس کا یہ ہے کہ امامؑ مظلوم نے رسولؐ اللہ کی اذان سنی پہلے حج میں۔اور اس حج کی میقات قبر رسولؐ ہے۔(جب امامؑ مظلوم قبر رسولؐ اللہ سے رخصت ہونے کے لیے آئے تو اس وقت جناب پیغمبرؐ خدا نے سفر عراق کا حکم فرمایا۔پس امام حسینؑ نے سفر عراق کا احرام باندھا، تلبیہ فرمایا اور مدینہ سے باہر نکلے)

---

[1] ناسخ التواریخ، ج ۶۔ص ۲۸۲۔

Presented by Ziaraat.Com

اور جب امامؑ مظلوم نے اس حج کے مناسک سے فراغت پائی تو مکہ معظّمہ میں اذان ثانی کی آواز سنی۔ امام نے تلبیہ فرمایا اور دوسرے حج کا احرام باندھا۔

اور جب امامؑ مظلوم نے فراغت پائی دوسرے حج کے مناسک سے اس وقت جب کربلا پہنچے تا عصر تاسوعا یعنی نویں محرم تک تو تیسرے حج کی اذان خیموں کے سامنے سنی۔ یہ اذان امامؑ مظلوم کے لیے دشوار تر تھی۔

اور جب امامؑ مظلوم نے فراغت پائی تیسرے حج کے مناسک سے بعد ازاں یوم عاشورہ تو چوتھے حج کی اذان سنی جسے حج اکبر کہا جاتا ہے۔ یعنی یہ خطاب ہوا قاتل حتیٰ تقتل اشقیائے امت سے جہاد کرو اور شہید ہو جاؤ" اور اس حج کے مؤذن شہزادہ علی اکبرؑ تھے جو اپنے جد (جناب رسول خداؐ) کی زبان میں اذان دے رہے تھے۔ (جب جناب علی اکبرؑ گھوڑے سے زمین پر گرے تو ندا دی "یا ابتاہ ادرکنی تو امام حسینؑ ان کے بالیں پر تشریف لائے۔ جناب علی اکبرؑ نے آنکھیں کھول دیں اور عرض کی اے بابا اس وقت میرے پاس میرے جد امجد جناب رسولؐ اللہ اور علی مرتضیٰؑ اور حسن مجتبیٰؑ موجود ہیں۔ اور ہمارے جد کے دست مبارک میں دو جام ہیں۔ ایک جام مجھ کو دیا ہے جس کے پینے کے بعد میں کبھی پیاسا نہ ہوں گا اور دوسرا جام آپ کے لیے ہے۔ اور جناب پیغمبرؐ خدا فرماتے ہیں کہ اے حسینؑ جلد آؤ ہم لوگ تمہارے منتظر ہیں۔

تو امام حسینؑ نے تلبیہ کیا اور احرام باندھا موقف (میدان جنگ) سے۔ اور امام حسینؑ نے اس حج کے مناسک سے اس وقت فراغت پائی جبکہ افتادہ تھے۔ اور سرِ مطہر قطع کیا گیا تو ندا دی گئی ایک حج اعظم کی پانچویں اذان کے ذریعہ۔ اور اس حج کی اذان دینے والا بلا واسطہ خداوندِ عظیم ہے۔ پس امام مظلومؑ نے اس حج کیلئے تلبیہ فرمایا

Presented by Ziaraat.Com

اس عالم میں (جبکہ سر قلم کیا گیا تھا) اور قصد فرمایا ایک ایسے حج کا جو حضرت ہی کیلئے مخصوص تھا۔ اور وہ اس حج میں بلا شرکت غیر ہیں۔ (وحدہٗ لاشریک ہیں)

بیان اس کا تفصیل یہ ہے کہ جب لوگوں نے چاہا کہ امامؑ مظلوم سے فرعون امت یزید ملعون ابن معاویہ کی بیعت لیں تو امامؑ نے ترک وطن کیا اور مدینہ سے نکلے اور مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ پس امامؑ مظلوم نے تلبیہ فرمایا ترک بیعت کا ان کے ساتھ اپنے رب کی خوشنودی کے لیے اور (تلبیہ فرمایا) اظہار مخالفت کا باوجود قلت ناصر و مددگار کے۔ اور حضرتؑ کو یہ علم تھا کہ لوگ ان کی (امام حسینؑ کی) مخالفت کریں گے اور مدد نہ کریں گے تو حضرتؑ نے ان سے مخالفت اور مقاتلہ کا احرام باندھا اور تقیہ کو ترک فرمایا۔ اور مکہ معظمہ امامؑ تشریف لائے اور لوگوں کو حق کی طرف دعوت دی اور اس بات کا اعلان فرمایا کہ بنی امیہ باطل پر ہیں ان سے جہاد کرنا واجب ہے۔

اور جب امامؑ مظلوم اس حج کے اعمال و مناسک سے فارغ ہوئے اور محل ہوئے خلیلؑ خدا کے حج سے تو احرام باندھا ایک ایسے حج کا جس کی میقات مکہ (معظمہ) ہے۔ وقت احرام یوم عرفہ ہے۔ اور یہ حج حج قرآن ہے اور قربانی اس حج کی جناب مسلم ابن عقیل ہیں۔ اور مشعر الحرام اس حج کا جناب مسلمؑ کی شہادت ہے اسی دن میں۔ اور جناب مسلمؑ نے شعور فرمایا ان مصائب کا جو امام حسینؑ پر وارد ہونے والے تھے اور جو ان کے ساتھ شہید ہونے والے تھے۔ اور اس حج کے مؤذن جناب رسول اللہؐ ہیں کہ آنحضرتؐ نے مکہ معظمہ میں امام حسینؑ فرمایا:

اخرج یا حسین علیہ السلام فان اللہ قد شاء ان یراک قتیلا

"اے حسینؑ تم جلد عراق کی طرف روانہ ہو جاؤ کیونکہ خداوند عالم کے علم میں یہ

Presented by Ziaraat.Com

گزر چکا ہے کہ تم شہید کیسے جاؤ گے۔ اور اپنے ساتھ اپنے اہل حرم کو بھی لے جاؤ۔ کیونکہ خداوند عالم کے علم میں یہ چیز آ چکی ہے کہ تمہارے اہل بیتؑ دشمنوں میں اسیر و دست گیر ہوں گے۔"[1]

پس امام حسینؑ نے تلبیہ فرمایا:

لبيك اللهم لبيك خرجت نفسي واولادي واخواني وبني اعمامي وخواص اصحابي

امامؑ مظلوم نے فرمایا: بارالہا لبیک میں حاضر ہوں اور جاتا ہوں اپنی اولاد اور برادران اور اپنی اعمام اور اپنے خاص اصحاب کے ساتھ تیری راہ میں قتل ہونے کے لیے۔ اور میں لے جاتا ہوں اپنے ساتھ اپنے اہل حرم کو اور اپنی بہنوں کو اور بیٹیوں کو اسیری کے لیے تیری راہ میں۔"

لبيك اللهم في امرك" امامؑ مظلوم نے فرمایا کہ: "لبیک تیرے امر کے امتثال کے لیے حاضر ہوں۔" (پھر رسولؐ خدا نے ندا دی) اخرج باقوام ۔۔۔۔۔

"اے حسینؑ نکلو اپنے مخصوص اصحاب کے ساتھ نہیں ہے شہادت ان کے لیے مگر تمہارے ساتھ۔"

پس امامؑ مظلوم نے احرام باندھا امن سے منیٰ وہ مقام جو جائے امن ہے۔ جہاں سے وقت وداع کوئی احرام نہیں باندھتا ہے) پس لوگوں کے لیے خانہ کعبہ امن کی جگہ ہے اور امامؑ مظلوم کے لیے خانہ کعبہ جائے امن نہ تھا۔ چرند و پرند اور وحوش کے لیے خانہ کعبہ جائے امن ہے مگر امام حسین علیہ السلام کے لیے جائے امن نہ تھا۔ خانہ کعبہ اشجار و

---

[1] ناسخ التواریخ، ج ۶، ص ۲۰۳۔

Presented by Ziaraat.Com

نباتات کے لیے مامن تھا لیکن امام حسینؑ کے لیے مامن نہ تھا۔ کفار و مشرکین کے لیے خانہ کعبہ جائے امن تھا لیکن نبیؐ کے نواسہ کے لیے مامن نہ ہوا۔ پس امام مظلومؑ نے احرام باندھا امن کا لیکن راستے میں بھی جو شخص اثنائے راہ میں ملاقات کرتا تھا وہ حضرتؑ کو بیداری کی حالت میں خوف دلاتا تھا اور کہتا کہ آپ شمشیر براں کی باڑھ پر جارہے ہیں۔[1] (اور) ہاتف غیبی سے امام علیہ السلام کے قتل کی ندا آئی تھی۔ ہر ایک سے حضرتؑ فرماتے تھے کہ میں رضائے الٰہی پر راضی ہوں۔ بلکہ ہر منزل پر امامؑ کی خبر شہادت دیتے تھے جیسا کہ جناب زینبؑ نے منزل خریمہ جنگل بیابان میں نصف شب میں چند اشعار سنے کہ ہاتف غیبی کہتا ہے کہ اس گروہ کو موت ان کے وعدہ گاہ کی طرف لے جاتی ہے۔ پس جناب زینبؑ نے سن کر یہ حال امام حسینؑ سے بیان فرمایا۔ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ جو تقدیر الٰہی میں گزرا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ (اور ہم اہل بیتؑ رضائے الٰہی سے راضی ہیں) اور جب امامؑ مظلوم آرام فرماتے تھے تو خواب میں اسباب خوف حاصل ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک روز (راہ سفر میں) خواب سے بیدار ہوئے اور گریہ فرمانے لگے۔ جناب علی اکبرؑ نے فرمایا کہ اے بابا آپ گریہ کیوں کر رہے ہیں۔ امامؑ مظلوم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ قوم راہ سفر میں جارہی ہے اور موت ان کا پیچھا کیے ہوئے ہے۔ جناب علی اکبرؑ نے فرمایا "انت علی الحق" "کیا ہم لوگ حق پر نہیں ہیں" حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ قسم ہے اس خدا کی کہ جس کی طرف خلائق کی بازگشت ہوتی ہے کہ ہم لوگ حق پر ہیں۔ جناب علی اکبرؑ نے

[1] ارشاد مفید ۲۶۰ پر لکھا ہے کہ عمر ابن بوذان نے راستہ میں امام حسینؑ سے یہ کہا کہ آپ شمشیر براں کی باڑھ پر جارہے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

فرمایا کہ پھر کیا پرواہ ہے ہم کو موت کی۔ [1]

اور احرام باندھا امامؑ مظلوم نے اس اُمید پر کہ خلائق آنحضرتؑ کی نصرت و مدد کرے گی۔ اور کبھی لوگوں سے اتمام حجت کے واسطے طلب نصرت کرتے تھے۔

اور احرام باندھا امامؑ مظلوم نے اُمید زندگانی سے۔ پس امامؑ مظلوم نے فرمایا عمر بن بوذان سے جبکہ وہ حضرتؑ کو خوفزدہ کر رہا تھا جنگ کے لیے بنی اُمیہ کے ساتھ۔ امامؑ مظلوم نے فرمایا کہ یہ مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ خدا کی قسم مجھ کو یہ گروہ (بنی امیہ) ہرگز نہ چھوڑے گا یہاں تک کہ نکالیں گے وہ (یعنی بنی اُمیہ) علقہ کو میرے جوف سے۔

پس امامؑ مظلوم داخل ہوئے مناسک میں اُس حج کے اور احرام باندھا تمام اماکن اور بلاد کا۔ اور سعی فرمائی کوہِ صفا کی طرف کہ وہ کربلا ہے۔ اور امامؑ مظلوم نے وقوف مشعر کے واسطے سرزمین کربلا پر مع اپنے اصحاب و اہل بیتؑ کے قیام فرمایا۔ پس احرام باندھا اس مقام میں ہر قسم کے کھانے سے۔ اور احرام باندھا پانی کے پینے سے قرب عاشورہ۔ (یعنی ساتویں محرم سے آب طعام کے ترک کرنے کا احرام باندھا) اور اس حج (دوم) کے مناسک کے تمام کرنے میں داخل ہوئے جس میں حکم تھا خروج کرو ایک قوم کے ساتھ۔ جن کو حکم تھا کہ وہ امام حسینؑ کے ساتھ تکلیفیں اُٹھانے اور ان سے عہد و پیمان لیں قتل ہونے پر۔ پس جبکہ اعمال و افعال سے اس حج دوم سے فارغ ہوئے تو بلند ہوئی تیسری اذان تیسرے حج کے لیے امامؑ مظلوم اور ان کے اصحاب کے لیے اور اہل بیتؑ کے لیے۔ اور اس حج کی میقات کربلا میں خیام حسینیؑ ہے۔ اور منادی اس حج

[1] ناسخ التواریخ، ج ۶۔ وارشاد مفید۔

Presented by Ziaraat.Com

کے رسولؐ اللہ علیؑ و فاطمہؑ اور امام حسنؑ ہیں اور ان کے ساتھ ایک ملک تھا خداوندِ عالم کی جانب سے جس کے ہاتھ میں ایک شیشہ زمرد سبز کا تھا۔ اور اس حج سوم کا وقت یوم تاسوعا نویں محرم وقت عصر یوم پنجشنبہ لیلہ عاشورہ ہے۔ اس وقت امام حسینؑ اپنے سر مبارک کو زانو پر رکھ کر فی الجملہ استراحت فرما رہے تھے اور تلوار سامنے رکھی ہوئی تھی۔ پس امامؑ مظلوم نے عالم رویا میں دیکھا کہ جناب پیغمبرؐ خدا فرما رہے ہیں کہ اے فرزند تو شہید آل محمدؐ ہے۔ اور تمام اہل آسمان اور صفیح اعلیٰ کے ساکنین تمہارے منتظر ہیں۔ پس جلدی کرو کل کی شب ہمارے ساتھ جنت میں افطار ہوگا۔ اور یہ ملک جو میرے ساتھ آیا ہے تا کہ تمہارے خون کو زمرد سبز کے شیشہ میں جمع کرے۔ پس امامؑ مظلوم اس اذان کو سن کر مسرور ہوئے۔ (یعنی لقائے الٰہی کے لیے اور جد و پدر اور بھائی کی ملاقات سے) پس امامؑ مظلوم نے اُس حج کے لیے تلبیہ فرمایا اور احرام باندھا اس حج کا۔ لیکن جب جناب زینبؑ مطلع ہوئیں اس حج کی اذان سے اور تلبیہ سے تو اپنے سر کو برہنہ کرلیا اور پابرہنہ اپنے بھائی کی طرف دوڑیں۔ اور اس حالت میں اپنے منہ طمانچے مارتی تھیں اور چیخ مار کر گرتی تھیں۔ اور فرمایا کہ اے بھائی کاش کہ موت میری حیات کو معدوم کر دیتی (اور اپنی آنکھوں سے یہ حالت نہ دیکھتی) اے بھائی یہ کلام یاس اس شخص کا ہوتا ہے جو یقین رکھتا ہو اپنے قتل کا۔ امامؑ مظلوم نے اپنی بہن جناب زینبؑ سے فرمایا کہ ہاں بہن ایسا ہی ہے۔ میں نے اپنے کو شہادت کے لیے سپرد کر دیا ہے۔ اور کوئی چارہ و علاج اس کا نہیں ہے اور تمام اسباب اُمیدوں کے منقطع ہوئے جناب زینبؑ نے فرمایا کہ اے برادر یہ بات اور زیادہ قلب کو پارہ پارہ کر رہی ہے کہ جن کے دفعیہ کے لیے نہ کوئی چارہ ہے نہ کوئی

Presented by Ziaraat.Com

علاج۔ یہ فرما کر اپنا گریبان چاک کر دیا اور چیخ مار کر بے ہوش ہو گئیں اور زمین پر گر پڑیں۔ پس امام حسینؑ جناب زینبؑ کے سرہانے بیٹھے جب غش سے افاقہ ہوا۔ اور جناب زینبؑ کو وعظ و پند فرمایا اور تلقین صبر فرمایا۔

پس امامؑ مظلوم تیسرے حج کے مناسک کے بجالانے میں مشغول ہوئے۔ اور اس حج کے مناسک میں طواف بیت محبت رب ہے۔ عبادت اور نماز اور تلاوت قرآن کے ساتھ۔ اور قرار دیا اس کے طواف کو طواف وداعی۔ اور اس حج کی قربانی (بارگاہ صمدی میں) پیش کی۔ اور (اس کے علاوہ) بہت سی مختلف اقسام کی قربانیاں پیش کیں۔ اور وہ قربانی شتر کی نہ تھی جسے شعائر اللہ میں شمار کیا گیا ہے۔ اور نہ گوسفند کی قربانی تھی جو جناب اسماعیلؑ کے لیے بنا۔ بلکہ اللہ کے برگزیدہ بندے اور اس کے دوستوں کی قربانیاں پیش کیں۔ جو سیرت میں صورت میں، رفتار میں گفتار میں جناب اسماعیلؑ سے افضل تھے۔ اور وہ لوگوں کی آنکھوں کی روشنی اور قوت بازو تھے۔ پس امامؑ مظلوم نے قرار دیا ان کو نسک اور قربانی۔ اور ان کو اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے قربان کر دیا اور مشغول سعی ہوئے اس حال میں جوان کے لیے زیادہ تھی ستر شہداء سے۔ (یعنی مشغول سعی ہوئے درمیان صفا و مروہ کے۔ یعنی ستر مرتبہ سے زیادہ خیمہ گاہ سے قتل گاہ کی طرف، اور قتل گاہ سے خیمہ گاہ کی طرف سعی فرمائی) اور بعض مقامات پر ہرولہ فرمایا یعنی دوڑے مثل حاجیوں کے اور بعض مقامات پر آہ سرد کھینچی۔ پس جبکہ امامؑ مظلوم اس حج سوم کے اعمال سے فارغ ہوئے اور اس کے مناسک کو بجالا چکے تو اذان چہارم کی ندا سنی۔ اور موذن اس حج کے شبیہ مصطفیؐ جناب علی اکبرؑ تھے۔ جو پیغمبرؐ خدا کی زبان میں ندا دے

Presented by Ziaraat.Com

رہے تھے۔ پس ندا دی اپنے والد بزرگوار کے لیے ایک ایسے حج کی کہ اس کا حکم دینے والا اللہ ہے اپنے قول قاتل حتیٰ تقتل سے۔ یعنی مقاتلہ کرو یہاں تک کہ شہید ہو جاؤ۔ اور وہ حج اکبر ہے۔ اس حج کے موذن علی اکبرؑ ہیں۔ اس وقت اذان دی ہے جبکہ گھوڑے سے زمین پر شہید ہو کر گرے۔ اور ان کی اذان یہ ہے یا ابتاہ ھذا جدی رسول اللہ یقول لك العجل العجل ''اے پدر بزرگوار یہ میرے جد امجد جناب رسولؐ اللہ میرے پاس تشریف لائے ہیں اور آپ کے منتظر ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے حسینؑ جلد آؤ جلد آؤ۔'' اور اس اذان کا وقت ظہر عاشورہ ہے پس امام حسینؑ نے تلبیہ فرمایا اس حج کا اس کی میقات میں۔ اور موقف اس کا میدان (قتل گاہ) ہے۔ فرمایا: لبيك اللهم لبيك قدمت امامی واولادی و اصحابی و بنی اعمامی فلم یق احد فیهم ''خداوندا پیشتر نذر کر چکا ہوں اپنی اولاد کو اور اپنے اصحاب کو اور بھائیوں کو اور اپنے بنی اعمام کو۔ اور اب اُن میں سے میرا کوئی یار و مددگار باقی نہیں رہا ہے۔''

پس وداع فرمایا اپنے اہل حرم اور بیٹیوں اور بہوؤں کو اور عرض کیا لبیک بارالہا اللھم لبیک میں نے اہل حرم اور بیٹوں کی (جو کہ امانتِ رسولؐ خدا ہیں) بھوکا، پیاسا مضطر، پریشان، گریاں و نالاں چھوڑا ہے۔ پس امامؑ مظلوم نے اس حج کے واسطے لباس کہنہ کا احرام باندھا۔ اور اس لباس کو جابجا چاک کر دیا مواضع کثیرہ میں۔ (لیکن افسوس ہے کہ اشقیاء نے اس جامہ کہنہ کو امامؑ مظلوم کے بدن مبارک پر بعد شہادت نہ چھوڑا بلکہ نعش مبارک کو برہنہ جلتی ہوئی ریت پر دھوپ میں چھوڑ دیا)۔

پس امام مظلومؑ اپنے گھوڑے (ذوالجناح) پر سوار ہوئے اور وقوف فرمایا موقف عجیب میں کہ اسطرح کا وقوف کسی حاجی نے پیش نہیں کیا اپنے رب کی خدمت میں عرفہ

Presented by Ziaraat.Com

میں اور نہ منیٰ میں اور نہ مشعر الحرام میں اور نہ کسی نے وقوف کیا میدان جنگ میں اور نہ کسی ایک نے جنگ کی امامؑ کی مثل۔

امام مظلومؑ نے فرمایا: لبيك اللهم لك لبيك وحدك لا شريك لك لبيك.... 'بار الہا لبیک تو وحدہٗ لاشریک ہے۔ لبیک میں آیا ہوں تیری بارگاہ میں تنہا اور میرے قلب نے علائق دنیا کے ترک کرنے کا احرام باندھ لیا ہے سوائے تیرے۔ پس نہ تو اپنی غربت کا خیال ہے جو موجب کرب و بے چینی ہے۔ اور نہ اپنی تنہائی کا خیال ہے جو مورث وحشت ہے۔ اور نہ میری اولاد کے قتل نے میرے جگر کو ضعیف کیا ہے اور نہ میرے عیال کی غیر حالت نے مجھ کو مضطرب کیا ہے۔ اور نہ مردوں کے قتل نے میرے حالات میں تغیر کیا ہے اور نہ آنکھوں کی بصارت زائل ہوئی پیاس کی شدت ہے۔ اور نہ میں اپنے دشمنوں کی کثرت سے خوف رکھتا ہوں۔ اور نہ میں مضطرب ہوں شدت بلا سے۔'' اسی وجہ سے امام مظلومؑ کے اعضاء و جوارح مطمئن تھے اور نفس مطمئن تھا۔ اور قوتیں پلٹ آئی تھیں، اور رخسارہٗ مبارک چمکنے لگا تھا۔ یہاں تک کہ امام مظلومؑ کے بعض دشمن تعجب کرتے تھے جو ان کی طرف ملتفت ہوتے تھے۔

فرمایا امامؑ مظلوم نے'' اللهم لیبك بار الها لبيك '' میں نے احرام باندھا ہے تیری رضا کے حاصل کرنے کے لیے اپنے سر کا اپنے بدن پر سوار ہونے کے لیے۔ اور میں نے اپنے بدن کا احرام باندھ لیا ہے قیام کرنے کے لیے اپنے دونوں پاؤں پر اور میں نے اپنے ہاتھ کا احرام باندھ لیا ہے کہ کوئی شئے ہاتھ سے نہ لوں گا۔ اور میں نے اپنے کلیجے کا احرام باندھ لیا ہے پانی سے خشک ہونے کے لیے۔ اور میں نے اپنے بدن

Presented by Ziaraat.Com

کا احرام باندھ لیا ہے راحت وسلامتی کے ترک کرنے کے لیے۔ اور میں نے اپنے بالوں کا احرام باندھ لیا ہے خضاب سے زینت کے لیے۔ اور میں نے احرام باندھ لیا ہے رنگ کی بقا کے لیے۔ اور میں نے اپنے اعضا کا احرام باندھ لیا ہے دوسرے اعضاء کے اتصال سے۔ اور میں نے اپنے گوشت کا احرام باندھ لیا ہے ہڈیوں کے ملنے سے اور میں نے اپنی ہڈیوں کا احرام باندھ لیا ہے ترکیب کے ہونے سے۔ اور اپنے قلب کا احرام باندھ لیا اطمینان و آسودگی سے۔ اور میں نے اپنی بقا صورت کے لیے احرام باندھ لیا ہے۔ اور میں نے اپنے خون قلب کا احرام باندھ لیا ہے اپنے قلب میں خون پوشیدہ رہنے کے لیے۔ اور میں نے اپنی رگ گردن کا احرام باندھ لیا ہے تعلق سے اپنے سر کے۔ اور میں نے رگوں کا احرام باندھ لیا اپنی گردن کے وصل سے۔

پس امامؑ مظلوم نے طواف کیا بیت اللہ کے اطراف و جوانب۔ اور سعی فرمائی اور وقوف فرمایا امام مظلومؑ نے اپنے مواقف میں جو امام عالی مقام کا مرکز ہے وقوف کا (یعنی ایسے مقام پر امامؑ نے قیام فرمایا جہاں سے خوف کا دریا آنحضرتؐ کے جسم مبارک سے جاری ہوا) کہ بندگان الٰہی نے ایسا وقوف نہیں کیا۔ پس تھی حضرت امام حسینؑ کے لیے یہ حقیقت عرفہ اور مشعر حق۔

پس امام مظلومؑ نے رمی فرمائی تین جمرات پر یعنی لشکر کفار پر تین حملے کیے۔ (جب حاجی مقام منیٰ میں پہنچتا ہے تو تین پہاڑ پر سنگریزے مارتا ہے۔ اس کو رمی جمرات کہتے ہیں)

پس امامؑ مظلوم منیٰ میں تشریف لائے سر منڈانے کے واسطے یا قربانی کا جانور

Presented by Ziaraat.Com

ذبح کرنے کے لیے یا ناقہ نحر کرنے کے لیے، نہیں بلکہ سر کٹوانے کے لیے۔ اور اپنے نفس کو قرار دیا وہ قربانی جو ذبح کی جاتی ہے اور وہ قربانی جو نحر کی جاتی ہے ایک ساتھ۔

اور بیتوتہ کو مقام منیٰ میں تمام فرمایا تیرہ تاریخ تک ایام تشریق سے۔ (یعنی تین روز تک امامؑ مظلوم کا لاشہ سرزمین کربلا پر بے گور وکفن پڑا رہا جس کی تعبیر قیام منیٰ سے فرمائی ہے۔ اس لیے کہ حاجی مقام منیٰ میں تین روز تک ۱۱ر ۱۲ر ۱۳ر ذی الحجہ کو قیام کرتا ہے جسے ایا تشریق کہا جاتا ہے) اور اس حج کے مناسک کے تمام ہونے کے بعد اور اس حج چہارم کے احرام سے محل ہونے کے بعد ندا آئی معدن عظمت کبریا سے ایک حج اعظم کی جو امامؑ مظلومؑ کے لیے مخصوص ہے۔ اور یہ حضرتؑ کے پانچویں قسم کا حج ہے۔ اور یہ وہ حج ہے کہ امامؑ مظلوم سے پہلے کسی نے ایسا حج نہیں کیا اور نہ بعد میں کر سکے گا۔

پس امام حسین علیہ السلام کی وہ مقدس ذات ہے جو استطاعت رکھتی ہے۔ اس حج کی طرف سبیل کی۔ اور اس حج کی اذان خداوندِ متعال کی جانب سے ہوئی بدون واسطہ کے۔ یعنی خطاب ہوا:

يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۝ وَادْخُلِي جَنَّتِي ۝

"یعنی اے صاحب نفس مطمئن اور صاحب قلب مطمئن اب ہمارے پاس چلے آؤ درانحالیکہ ہم تم سے راضی و خوشنود ہیں اور تم مجھ سے راضی ہو۔ اور ہمارے خاص بندوں میں شامل ہو کر میری جنت میں داخل ہو جاؤ۔"

پس مخاطب اس آیت میں امام حسینؑ ہیں جیسا کہ روایت میں ہے۔ اور وہ

Presented by Ziaraat.Com

صاحب نفس مطمئنہ تھے۔ اور وقت احرام اس حج کا عصر عاشورہ ہے بعد جدا ہونے روح کے۔ اور میقات اُس حج کی مقتل ہے۔ اور اس حج کا اعمال تلبیہ داعی حق کے لیے نہیں ہے۔ جیسا کہ تلبیہ کرتے ہیں ایسی دعوت دینے والے کی طرف ہر ایک زبردستی۔ بلکہ اس حج کا تلبیہ خاص تھا جس کی تعبیر کی گئی ہے خداوندِ متعال کے خطاب راضیہ مرضیۃ سے۔ پس امامؑ مظلوم اس حالت عظمیٰ اور مصیبت کبریٰ کے ساتھ جبکہ آنحضرتؑ کا نفس جسم مبارک سے جدا ہو رہا تھا راضی تھے نہ بطریق صبر کے راضی تھے بلکہ انتہائی رضا تھی کیونکہ خداوندِ عالم نے آیت شریفہ میں راضیۃ کو مقدم فرمایا صفت مرضیۃ پر۔ اس لیے کہ امامؑ مظلوم راضی تھے نہ یہ کہ صبر کے سبب سے راضی تھے۔ پس اس دقیق امور میں آپ لوگ تامل کریں تو ظاہر ہوں گے آپ لوگوں پر امور عجیبہ پس امامؑ نے (بعد لبیک کے) اپنے ہتھیار کو علیحدہ کر دیا۔ اس کے بعد اپنے بدن مبارک سے جامہ کہنہ کو جدا کر دیا۔ یہاں تک کہ احرام کے لباس کو جسے امامؑ مظلوم نے حج سابق میں زیب تن فرمایا تھا۔ ہاں البتہ اس کے بعد دو قسم کے لباس احرام کے پہنے جو بنے ہوئے تھے ہواؤں اور سرخ غبار سے صحرا کربلا کے (یعنی دو لباس احرام کے زیب تن کیے جن کا تار غبار صحرائے کربلا کا تھا اور خون سے امامؑ مظلوم کے تھا) بعد ازاں امام مظلومؑ نے ترک زینت فرمائی۔ نہ تنہا انگوٹھی موضع خاتم یعنی انگشت مبارک بھی اس انگوٹھی کے ساتھ راہِ خدا میں دے دی۔

بعد اس کے برہنہ فرمایا سر مبارک کو اور اس کی برہنگی پر باقی رہے جیسا کہ حکم محرم کا ہے جبکہ وہ مر جاتا ہے تو اس کا سر کھلا رہتا ہے۔ پھر امامؑ مظلوم نے سر مبارک کو برہنہ

Presented by Ziaraat.Com

کرنے کے بعد سر کو کٹوا ڈالا اپنے بدن سے اور تین روز تک سایہ میں امامؑ نہ رہے۔ اس کے بعد بیتوتہ فرمایا تین روز تک (یعنی جسم مبارک تین روز تک عریاں جلتی ہوئی ریت پر پڑا رہا) اس کے بعد ترک فرمایا اپنے اہل حرم، عیال واولاد کو۔ اس کے بعد ترک فرمایا تمام انسان کو۔ بعد ازاں طواف فرمایا روح بیت کا جس کا طواف امام حسینؑ سے پہلے کسی نے نہیں کیا۔ بعد طواف اوّل بیت المعمور کا طواف اس وقت کیا جبکہ امامؑ مظلوم کی لاش مبارک کو (ملائکہ مقربین) آسمان کی طرف لے گئے۔ اور پھر طواف کے بعد لاش مبارک کو زمین کربلا پر ملائکہ واپس لائے۔ پس بیتوتہ فرمایا اپنے بدن کے ساتھ تین روز تک موضع تشریق میں۔ (یعنی تین روز تک امامؑ مظلوم کی لاش مبارک عریاں جلتی ہوئی ریت پر تھی)۔ پس سعی فرمائی سر مبارک نے صفا سے مروہ تک یعنی کربلا سے کوفہ تک اور کوفہ سے شام تک اور شام سے مدینہ تک۔ اور سعی فرمائی سر مبارک نے آسمان کی طرف اس کے بعد صفا کربلا کی طرف سعی فرمائی۔

پس چند مقامات پر راہِ شام میں ذکر الٰہی فرمایا اور تلاوت قرآن کی۔ پھر احرام باندھا سر مبارک کا نہ فقط تنہا سایہ میں رہنے کے لیے بلکہ سر مبارک کو زمین پر رکھنے کے لیے بھی احرام باندھا۔ پس کبھی سر مبارک نیزہ پر بلند کیا گیا اور کبھی درخت پر سولی دی گئی۔ اور کبھی باب دمشق پر آویزاں کیا گیا۔ اور کبھی یزید لعین کے محل کے دروازے پر لٹکایا گیا۔ ہاں البتہ امام حسینؑ نے اس حج میں خضاب کو حرام نہیں کیا بلکہ احرام باندھا امامؑ مظلوم نے اس حج میں تمام بدن کو خون سے رنگین ہونے کے لیے۔ اور احرام باندھا ریش مبارک کا خون سے رنگین ہونے کے لیے اور چہرہ کا خون سے رنگین ہونے کے

Presented by Ziaraat.Com

لیے۔ اور سر مبارک کا احرام باندھا خون سے رنگین ہونے کے لیے۔

اور اس حج میں امام مظلوم علیہ السلام کے لیے محل نہ ہونا تھا (یعنی جبکہ امامؑ مظلوم نے خضاب کیا چہرہ مبارک کا اور ریش مقدس کا اپنے خون سے تو کسی شقی نے یہ کہا کہ اے حسینؑ آپ کیا کر رہے ہیں۔ امامؑ نے جواب میں فرمایا: **ھکذا القی اللہ تعالیٰ وانا مخضب بدنی** ''میں ایسا ہی کروں گا یہاں تک کہ میں خداوندِ عالم کی بارگاہ میں پہنچوں اور اپنے خون میں ڈوبا ہوا رہوں۔ مطلب حضرتؑ کا یہ تھا کہ اسی طرح میدان محشر میں اپنے خدا سے ملاقات کروں گا۔ پس امامؑ مظلوم محشور ہوں گے اس طرح سے کہ تمام بدن خون آلود ہوگا اور رگوں سے خون جاری ہوگا۔

اور اسی طرح امام حسینؑ اس حج میں وحوش وطیور کے شکار سے بھی اجتناب نہیں فرمایا بلکہ تمام وحوش اپنی گردنیں اٹھائے ہوئے شب میں امامؑ مظلوم کے جسد مبارک کے پاس گریہ کر رہے تھے اور آنحضرتؑ کی مصیبت کا مرثیہ پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہوئی اور طیور و پرندا اپنے کو جسدِ مبارک پر گراتے تھے اور اپنے پروں کو خون سے رنگین کرتے تھے۔ اور متفرق ہو کر مختلف شہروں میں جاتے تھے اور امامؑ مظلوم پر مختلف شہروں میں نوحہ پڑھتے تھے اور گریہ کرتے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

خاتمہ

پس جبکہ یہ بات ثابت ہوگئی کہ امام حسین علیہ السلام کو خصوصیت خاصّہ حاصل ہے خصوصاً اس (حج ثامن) آخری حج سے کہ ایسی عبادت حق تعالیٰ کی کسی عابد نے نہیں کی امامؑ مظلوم کے مثل۔ پس عجب نہیں ہے کہ قرار دیا حق تعالیٰ نے اجر زیارت امام حسینؑ کا برابر حج وعمرہ کے۔

پس بہ تحقیق یہ اجر ملے گا زیارت کرنے والوں کو امام حسینؑ کے حج کے عوض میں۔ اور تعجب نہیں ہے زیادہ ہونا اس زیارت کے خصوصیات میں بحسب خصوصیاتِ زیارت کے۔ یہاں تک کہ ثواب اس کا ایک لاکھ حج کے برابر ہو جائے۔ بلکہ بعید کیا ہے کہ ثواب ہر ہر قدم پر اور ہر ہر خطوہ پر برابر حج کے ہو۔ اور عجب نہیں ہے کہ عطا کیا جائے امام حسینؑ کے زائر کو ثواب حج کرنے کا ساتھ پیغمبرؐ خدا اور امام زماں عجل اللہ فرجہٗ و ظہورہٗ کے۔ اور تعجب نہیں ہے کہ عطا کیا جائے زائر کو اس سے زیادہ ثواب۔ اور یہ بھی تعجب نہیں ہے کہ عطا کیا جائے زائر کو اجر نوے حج کا حج نبیؐ سے۔ بس تحقیق کہ یہ اجر ہے امام حسین علیہ السلام کے حج کا۔

المقصد الثانی:

بیان میں مخصوصین حجاج کے جو امام حسینؑ کے ساتھ حج میں شریک تھے۔ وہ ملائکہ اور انبیاءؑ اور اُن کے علاوہ بہت سے حجاج امامؑ مظلوم کے لیے مردوں میں سے جن کا تعلق بشریت سے ہے۔ جس میں نصف رجال اور صنف نسواں بھی شامل ہیں۔ لیکن

Presented by Ziaraat.Com

مردوں میں اوّل جناب ختمی مرتب حضرت ختمی مرتبتؐ ہیں پس آنحضرتؐ کیلئے (جناب رسول اللہؐ کیلئے) حج مخصوص اور مناسک خاص ہیں جن کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ بیان کی جائے گی۔

جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد شہدائے کربلا ہیں جو امامؑ مظلوم کے ساتھ حج بجا لائے۔ پس شہدائے کربلا حضرت امام حسینؑ کے ساتھ حج حقیقی بجالائے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ شہدائے کربلا نے اپنے لیے حرام کر دیا اپنی ہر عادت کو اور ہر رغبت کو۔ اور قربان کر دیا امام حسینؑ پر اپنی عورتوں اور بچوں اور اموال اور حیات کو۔ اور تین شبانہ روز مقام منیٰ میں بیت اللہ حقیقی (حضرت امام حسینؑ) کے ساتھ بیتوتہ فرمایا۔ اور بدنوں سے لباس جدا کر دیے۔ بلکہ وہ لباس جو زیب تن نہیں کیے ہوئے تھے اس کو بھی بیت اللہ حقیقی حضرت امام حسینؑ پر قربان کر دیا اور بدون غسل و کفن کے دفن ہوئے۔ اور حالت سیر میں سایہ کو ترک کیا اور قربان کر دیا غیر تظلیل کو علاوہ سایہ کے حالت وقوف میں بھی۔ اور کیفیات ان کے حجوں کی مختلف ہیں ان کے مناسک کے مختلف ہونے کے سبب سے۔ اور ان کے بیت حقیقی امامؑ تھے پس شہدائے کربلا نے بیت اللہ حقیقی کے اطراف و جوانب طواف کیا۔ وہ طواف صرف اردگرد گھومنا نہ تھا۔ اور ان کے لیے سعی بھی تھی نہ وہ سعی جس میں مشی ہوئی ہے فقط۔ اور ان کے (شہدائے کربلا کے) لیے امام حسینؑ کے ساتھ وقوف بھی تھا۔ یہ وقوف نہیں تھا امامؑ مظلوم کی خدمت میں قیام کرنا موقف میں فقط۔ اور ان کے لیے حضرتؑ کے ساتھ نماز طواف بھی تھی۔ (اور) نہیں تھی وہ نماز، نمازِ طواف فقط۔ اور ان لوگوں نے نیت بھی کی تھی امام حسینؑ کے ساتھ اس مناسک میں۔

Presented by Ziaraat.Com

(اور) نہیں تھیں وہ نیتیں جیسا کہ تمام حجاج نیت کرتے ہیں۔ اور نہیں تھیں وہ نیتیں جیسا کہ تمام شہداء کرتے ہیں بلکہ وہ نیت خالصہ تھی جن کے لیے خصوصیات ہیں۔ اور عارض ہوئی ان کے لیے ایک حالت اس نیت کے ساتھ جس کی تقریر احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ جبکہ دیکھا اصحاب نے امامؑ مظلوم کی تنہائی و بیکسی اور بے بسی کو اور ان کے عیال و اطفال کو تو وہ بے اختیار ہو کر میدان میں جاتے تھے اور اپنے تیئں تلواروں اور نیزوں اور تیروں کے درمیان ڈال دیتے تھے۔

اور مختلف تھے ان کے اعمال اور ان کے مناسک (اس حج میں) پس بعضوں نے احرام باندھا لیکن حج کے باقی مناسک کے بجالانے پر قادر نہیں ہوئے مثل اُن لوگوں کے جو اول ظہر عاشورہ شہید ہوئے۔ اور بعضوں نے آستاں بوسی پر اکتفا کی اس بیت حقیقی کے۔ کیونکہ وہ مضطر تھے نیت میں اپنے حج کی۔ (اور) وہ حر بن یزید ریاحی ہیں۔ اور بعض نے اکتفا کی بعد احرام کے طواف پر ارد گرد بیت حقیقی کے۔ جیسے سعد ابن عبداللہ (کہ بدن کو اپنے تیروں کا نشانہ بنایا) یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ اور بعض نے طواف بھی کیا اور سعی بھی اور وقوف بھی کیا۔ اور ان میں سے بعض نے نماز طواف پڑھی بیت اللہ حقیقی (امام حسینؑ) کے ساتھ۔ اور بعض نے بیت اللہ حقیقی کے نزدیک نماز ادا کی۔ اور ان میں سے بعض کے لیے خصوصیات ہیں اور وہ یہ کہ ان لوگوں نے بوسہ دیا ارکان بیت کا طواف کے وقت۔ اور ان میں سے بعض وہ ہیں کہ جن کو چوما، بوسہ لیا بیت نے۔ اور بوسہ لیا اُن کا ارکان بیت نے اُن کی شہادت کے بعد جیسے غلام ترکی (کہ امام حسینؑ نے ان کا بوسہ لیا)

Presented by Ziaraat.Com

لیکن بیتوتہ ایام تشریق میں ہر ایک کے لیے ثابت ہے۔ یعنی تین روز تک لاشہائے شہداء امام حسینؑ کے لاشے کے ساتھ پڑی رہیں۔

اور تفصیل اس کی عنوان شہداء میں آئی گی۔

لیکن مخدرات عصمت و طہارت جنہوں نے حج کیا بیت اللہ حقیقی کا۔ پس ان میں سے بعض مخدرات وہ ہیں جو امامؑ مظلوم کے ساتھ کربلا میں موجود تھیں جن کا حج خاص محقق ہے اس بیت حقیقی (امام حسینؑ) کے لیے۔ پس ایک ان میں سے مادر وہب ہیں جو نصرانی تھیں اور تازہ اسلام لائی تھیں۔ انہوں نے احرام باندھا حج بیت اللہ حقیقی کا۔ اور وقوف کیا مشعر میں۔ اور شعور کیا کہ امام حسینؑ کی نصرت و مدد کرنا واجب ہے۔ اور حکم ہے آنحضرتؑ کی نصرت کا۔ اور یہ کہ امام حسینؑ بیت اللہ حقیقی ہیں۔ اس لیے ہدیہ پیش کرنا یعنی قربانی پیش کرنا امام حسینؑ کے پاس لازم وضروری ہے۔

پس مادر وہب نے اپنے فرزند کی قربانی پیش کی۔ اپنے فرزند وہب کے پاس آئیں اور فرمایا اے وہب کھڑے ہو جاؤ اور فرزند بنتِ رسولؐ کی نصرت و مدد کرو۔ وہب نے عرض کی کہ اے مادر گرامی انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی کروں گا اور کوتاہی نہ کروں گا۔ پس جہاد کے لیے میدان میں رجز خوانی کرتے ہوئے آئے اور سترہ سواروں کو اور بارہ پیادوں کو قتل کیا۔ پس پلٹے اور اپنی ماں اور اپنی زوجہ کے پاس آکر کھڑے ہوئے۔ اور اپنی ماں سے کہا کہ اے مادر گرامی کیا آپ مجھ سے راضی ہوئیں۔ مادر وہب نے جواب دیا کہ ابھی راضی نہیں ہوں جب تک کہ تو اپنی جان نثار نہ کرے سامنے فرزند بنتِ رسولؐ کے تاکہ وہ شفیع ہوں تیرے قیامت کے دن۔ اے میرے فرزند میدان

Presented by Ziaraat.Com

جنگ کی طرف پلٹ جاؤ۔ جناب وہب دوبارہ میدان جنگ میں تشریف لے گئے۔

اشقیاء کو قتل کرنا شروع کیا یہاں تک کہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ پھر مادر وہب نے اعداء کے لیے ایسی رمی جمرات کی کہ کسی نے آج تک ایسی رمی جمرات نہیں کی جیسا کہ اس کا بیان آئے گا۔[1]

دوسری خاتون حاجیات میں سے زوجہ وہب ہیں جن کو پہلے اس بیت حقیقی کی معرفت نہیں تھی اسی وجہ سے حج کا احرام نہیں باندھا بلکہ اپنے شوہر کو بھی (اس حج سے) منع کیا۔ پس اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے اپنے قتل سے رنجیدہ نہ کر مادر وہب نے جب یہ کلام سنا تو فرمایا کہ اے فرزند ہرگز اس کے قول کا خیال نہ کرنا۔ پس اس کے بعد زوجہ وہب پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ جب اس نے مشاہدہ کیا امامؑ مظلوم کی حالت کا تو احرام باندھ لیا اس حج کے لیے اور ندا دی اپنے شوہر وہب کو کہ جہاد کرو فرزند رسولؐ کے سامنے۔ پس اس کے بعد زوجہ وہب نے طواف کیا اطراف و جوانب بیت اللہ حقیقی کے اور ہرولہ کیا میدان قتال کی طرف۔ یہاں تک کہ شمر ملعون کے غلام نے اس زن صالحہ کو قتل کیا۔ اور لاش مبارک کو جلتی ہوئی ریت پر چھوڑ دیا۔ اور یہ مختص ہے بیتوتہ سے منیٰ میں تین شبانہ روز یعنی تین شبانہ روز اس زن صالحہ کی لاش شہداء کربلا کے ساتھ جلتی ہوئی ریت پر پڑی رہی۔ لیکن یہ نہیں معلوم کہ اس زن صالحہ کا سر مبارک بدن سے جدا کیا گیا سرہائے شہداء کے ساتھ یا نہیں۔

تیسری خاتون حاجیات میں سے وہ ہیں کہ جن کے شوہر اور ایک کمسن بچہ (میدان کربلا میں موجود تھے) اور زن صالحہ کا شوہر یوم عاشورہ شہید ہو چکا تھا۔

---

[1] ناسخ التواریخ، جلد ۶، ص ۲۵۲۔

Presented by Ziaraat.Com

نوٹ: مادر وہب نے اپنے حج میں رمی جمرات کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ جناب وہب کی شہادت کے بعد مادر وہب اشقیاء کو پتھروں سے مارتی تھیں۔ اس کے بعد چوب خیمہ لے کر اشقیاء پر حملہ کیا اور کئی ایک اشقیاء کو واصل جہنم کیا۔ پس امام حسینؑ تشریف لائے اور فرمایا کہ اے کنیز خدا حق تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے ہم اہل بیتؑ کی طرف سے۔ اپنے خیمہ میں واپس جا عورتوں سے جہاد ساقط ہے۔

(ناسخ التواریخ، ص ۲۵۴)

پس دیکھا امام حسینؑ نے کہ زن صالحہ کا فرزند میدان قتال میں جا رہا ہے۔ حضرتؑ نے اُسے دیکھ کر فرمایا کہ اس کا باپ ابھی میدان جنگ میں شہید ہو چکا ہے پس شائد اس کی ماں ناپسند کرے اس کے خروج کو۔ پس بچہ نے کہا کہ یابن رسولؐ اللہ میری ماں ہی نے مجھ کو بھیجا ہے۔ اور مجھ کو آپ پر جان نثار کرنے کے لیے حکم دیا ہے۔ اور مجھ سے یہ کہا ہے کہ تم کھڑے ہو جاؤ اور مقاتلہ کرو فرزند رسولؐ کے سامنے۔ پس پیش کیا اس خاتون نے اپنے فرزند کو اپنے حج میں بطور قربانی یہاں تک کہ زن صالحہ کا فرزند راہِ خدا میں شہید ہوا تو اشقیاء نے اس کا سر کاٹ کر اس کی ماں کی طرف پھینکا اور ماں نے اپنے فرزند کا سر اُٹھا لیا اور بوسہ دیا۔ اور اس سر کو ان اشقیاء کی طرف پھینک دیا۔[1]

اور فرمایا کہ جو چیز ہم راہِ خدا میں دیتے ہیں اُسے واپس نہیں لیتے۔

لیکن حقیقت حج جو امام حسینؑ کا حج ہے (یعنی امام حسینؑ کو کعبہ حقیقی سمجھ کر حج کرنا) وہ صرف ایک حج کرنے والی معظمہ کے لیے متحقق ہے۔ اور وہ یہ کہ اس حج کے مناسک کو ان کے پہلے کسی نے ادا کیا نہ بعد میں ادا کیا۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ مخصوص

[1] ناسخ التواریخ، جلد ۶، ص ۲۵۵۔ و بحار الانوار۔

Presented by Ziaraat.Com

حج کرنے والی کون معظّمہ ہیں۔ وہ مخصوص حج کرنے والی جناب زینبؑ ہیں۔ تمہیں کیا معلوم کہ ان کا حج کیا ہے۔ مناسک کیا ہے اور احرام کیا ہے۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ ان کا کعبہ، ان کا ارکان، ان کا مستجار کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

العنوان السادس

خصائص میں امام حسینؑ کے متعلق میں ملائکہ سے۔

اس میں چند مقصد ہیں۔

پہلا مقصد:

بیان میں اُن چیزوں کے جو حضرت امام حسینؑ کو عطا کی گئی ہیں ملائکہ سے۔

دوسرا مقصد:

اُس چیز کے بیان میں جو عطا کی گئی ہے امام حسینؑ کو صفات ملائکہ سے۔

تیسرا مقصد:

اُس چیز کے بیان میں جو عطا کی گئی ہے ملائکہ کو امام حسینؑ کی جانب سے۔

مقصد اوّل:

بیان میں اُن چیزوں کے جو خداوندِ عالم نے امام مظلومؑ کو عطا کیے ہیں ملائکہ سے۔ اور اس کی تین قسمیں ہیں۔

قسم اوّل:

ملائکہ خدمت گزار ہیں آنحضرتؑ (امام حسینؑ) کے حالت حیات میں اُن حضرتؑ کے۔ بس بتحقیق کہ روایات میں وارد ہوا ہے کہ ایک روز جناب جبرئیلؑ کے مقابل میں جناب اسرافیلؑ نے فخر کیا۔ اور یہ کہا کہ میرا ثانی کون ہوسکتا ہے اسلئے میں

Presented by Ziaraat.Com

حامل عرش الٰہی ہوں۔ اور صاحب صور ہوں۔ اور مقام کے لحاظ سے خداوندِ عالم کے نزدیک تمام ملائکہ سے زیادہ تر قریب ہوں۔ پس جناب جبرئیلؑ نے جناب اسرافیل کے مقابل میں فخر کیا اور کہا کہ میرا ثانی کون ہوسکتا ہے میں امین وحی ہوں اور صاحب قذوف وخوف ہوں یعنی آفتاب و ماہتاب کو گہن میں لاتا ہوں۔ اور صاحب صیحہ و صاحب زلازل ہوں۔ پس دونوں ملک نے بارگاہ ایزدی میں محاکمہ کیا۔ پس دونوں ملک کی طرف وحی ہوئی کہ خاموشی اختیار کرو۔ قسم ہے مجھ پر میری عزت وجلال کی کہ ہم نے خلق کیا برگزیدہ بندوں کو کہ وہ تم دونوں سے بہتر ہیں۔ پس دونوں ملک نے کہا یہ کیونکر ہوسکتا ہے حالانکہ ہم لوگوں کو اپنی عظمت وجلالت کے نور سے تو نے خلق فرمایا۔ (پس دونوں ملک کی طرف) وحی ہوئی کہ ساق عرش کی طرف نظر کرو۔ پس دونوں ملک نے ساق عرش کی طرف نظر کی۔ پس دیکھا کہ ساق عرش پر لکھا ہوا ہے۔

لا اله الا الله محمد رسول الله و علی و فاطمة والحسن ؑ و الحسین ؑ امناء الله وجه۔

تو اُسوقت دونوں ملائکہ شرمندہ ہوئے۔ پس جناب جبرئیلؑ نے عرض کی کہ پالنے والے تجھ سے سوال کرتا ہوں انکے حق کی قسم دے کر مجھ کو قرار دے محمدؐ وآل محمدؐ کا خادم۔ پس خداوندِ عالم نے جنابِ جبرئیلؑ کی دُعا کو مستجاب فرمایا۔ پس جبرئیلؑ خادم تھے محمدؐ وآل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے۔[1]

لیکن انوار خمسہ میں امام حسینؑ کے لیے خصوصیت خاصہ تھی اور وہ یہ کہ جناب

[1] مدینۃ المعاجز۔ سید ہاشم بحرانی باب ۲۲۶۔ ص ۱۵۶۔

Presented by Ziaraat.Com

جبرئیلؑ امیں گہوارہ جنبانی فرماتے تھے اور لوریاں دیتے تھے۔[1] (اور لوریاں دیتے وقت یہ فرماتے تھے:

ان فی الجنة نهراً من لبن لعلی علیہ السلام وحسین علیہ السلام وحسن علیہ السلام کل من کان محبّاً لهم یدخل الجنة من غیر فتن.

یعنی بالتحقیق جنت میں حق تعالیٰ نے ایک دودھ کی نہر جو علیؑ اور حسینؑ اور حسنؑ کے لیے بنائی ہے۔ اور ہر وہ شخص جو اُن کا محب ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا بغیر آزمائش کے۔"

اور جبرئیل امیں میوہ ہائے بہشتی امام حسینؑ کے لیے جنت سے لاتے تھے۔ اور حلہ ہائے جنتی کئی مرتبہ لائے۔ اور امام مظلومؑ کا لباس رنگتے تھے۔ اور کبھی تعزیت کے واسطے نازل ہوتے تھے (جناب رسول اللہؐ کے پاس) اور کبھی تربت امام حسینؑ کی ان کے جد کے پاس لے کر آتے تھے۔ اور کبھی نازل ہوئے زمین کربلا پر امام حسینؑ کے لیے حالانکہ بعد وفات سرور کائنات نازل نہیں ہوئے مگر امام حسینؑ کی شہادت کے وقت نازل ہوئے جیسا کہ روایت سجادؑ میں وارد ہوا ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو ایک شخص کو لوگوں نے دیکھا کہ وہ لشکر کے درمیان فریاد کر رہا ہے۔ پس اس سے کہا گیا کہ کیوں فریاد کر رہے ہو تو اس شخص نے جواب دیا کہ کیوں نہ میں فریاد کروں اس لیے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ رسولؐ اللہ ایستادہ ہیں۔ کبھی زمین کی طرف دیکھتے ہیں اور کبھی لشکر کفار کی طرف۔ میں خوف کرتا ہوں کہ وہ بددعا کریں اللہ سے اہل ارض پر۔ (یعنی میں ڈرتا ہوں کہ حضرت نفرین فرمائیں اہل زمین پر) پس میں بھی ان میں ہلاک ہو جاؤں۔

---

[1] مدینۃ المعاجز ص ۲۵۹۔ باب ۱۲۲۔

Presented by Ziaraat.Com

پس بہت سے لوگ ان میں سے متنبہ ہو گئے۔ امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں کہ فریاد کرنے والے جناب جبرئیلؑ تھے۔ اگر ان کو اجازت دی جاتی تو اشقیاء کے درمیان ایسی چیخ مارتے کہ ان کی روحیں ان کے بدنوں سے جدا ہو جائیں۔ لیکن بعض مصالح کی بنا پر ان کو مہلت دی گئی۔[1]

یہ بیان ان کی خدمت گزاری کا ہے جو ملائکہ میں سب سے افضل تھے۔ لیکن علاوہ جبرئیلؑ امیں کے دیگر ملائکہ ہیں جن کو خداوندِ عالم نے مقرر فرمایا ہے بہت سے امور کے لیے۔ ان میں سے بہت سے ملائکہ امام مظلومؑ کے خدام ہیں۔ اور ان میں بہت سے ملائکہ ہیں جو تربت امام حسینؑ کو لے کر جناب رسول اللہؐ کی خدمت میں آئے تھے۔ اور ان میں سے بہت سے ملائکہ ہیں جو امام حسینؑ کی آمد کے وقت جناب رسولؐ اللہ کی خدمت میں تہنیت کیلئے آئے تھے۔ اور انکے علاوہ کثرت سے ملائکہ ہیں جو خدمت گزار ہیں۔ جنکا علم بہت سی حکایات وروایات میں معلوم ہوا۔[2]

دوسری قسم:

وہ ملائکہ ہیں جو امام حسینؑ کی نصرت و مدد کے لیے آئے تھے پس باتحقیق کہ وہ ملائکہ آئے امام حسینؑ کی نصرت کے لیے چند مقامات پر۔

اوّل بیرون مدینہ:

جب امامؑ عالی مقام مدینہ سے چلے تو اُس وقت حضرت امام حسینؑ سے ملاقات

---

[1] ناسخ التواریخ ج ٦۔ ص ٢٩٦۔

[2] ملاحظہ ہو کامل الزیارات و بحار الانوار۔

Presented by Ziaraat.Com

کے لیے ملائکہ کی فوجیں آئیں۔ اور اُن کے ہاتھوں میں حربے تھے اور وہ مرکب ہائے بہشتی پر سوار تھے۔ پس ملائکہ نے امامؑ مظلوم پر سلام کیا اور عرض کیا اے حجت خدا اُس کی مخلوق پر بعد اپنے جد و پدر و برادر کے بیشک خداوند تعالیٰ سبحانہٗ نے ہم لوگوں کو آپ کے جد کی مدد کے واسطے بہت سے مقامات پر بھیجا تھا۔ اور بیشک اللہ مدد کرے گا آپ کی ہمارے ذریعہ سے۔ پس امام حسینؑ نے فرمایا ان لوگوں (ملائکہ) سے کہ ہماری اور تمہاری وعدہ گاہ کربلا ہے جہاں میں شہید کیا جاؤں گا۔ یعنی حضرتؑ نے فرمایا کہ میری وعدہ گاہ میری قبر ہے اور ہمارا بقعہ ہے جہاں میں شہید کیا جاؤں گا۔ اور وہ کربلا ہے۔ جب میں وہاں پہنچ جاؤں تو تم لوگ میرے پاس وہاں آنا۔ پس ملائکہ نے یہ کہا کہ اے حجت خدا آپ ہم لوگوں کو حکم دیجیے ہم آپ کے ساتھ چلیں گے اور آپ کی اطاعت کریں گے اور آپ کا حکم سنیں گے۔ پس اگر آپ کو دشمن سے خوف ہو کہ وہ آپ سے ملاقات کریں گے تو ہم لوگ آپ کے ساتھ ہو جائیں گے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ کسی کو ہم پر اختیار نہ ہوگا اور نہ میرے اور نہ میرے پاس زبردستی آسکتے ہیں جب تک کہ میں اپنی وعدہ گاہ نہ پہنچ جاؤں۔[1]

دوسرا مکہ معظمہ:

(جس میں ملائکہ امام حسینؑ کی نصرت و مدد کے لیے آئے تھے) جیسا کہ واقدی اور زرارہ ابن صالح سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ملاقات کی امام حسینؑ سے قبل اس کے کہ وہ مکہ معظمہ سے عراق کی طرف روانہ ہوں تین روز قبل۔ اور ہم نے امام

---

[1] ناسخ التواریخ، ج ۶، ص ۱۶۳۔

Presented by Ziaraat.Com

حسینؑ کو خبر دی کہ اہل کوفہ آپ کی طرف مائل ہیں اور ان کے قلوب آپ کے ساتھ ہیں اور ان کی تلواریں آپ کے خلاف ہیں۔ پس امام حسینؑ نے اپنے دست مبارک سے آسمان کی طرف اشارہ فرمایا۔ حضرتؑ کے اشارہ سے آسمان کے دروازے کھل گئے اور امامؑ مظلوم کے پاس کثرت سے ملائکہ نازل ہوئے کہ ان کا شمار کوئی نہیں کرسکتا سوائے اللہ سبحانہ کے پس امام حسینؑ نے فرمایا کہ اگر اجر شہادت اور تقدیر الٰہی کا خیال نہ ہوتا اور اس اجر کے ضبط ہونے کا خطرہ لاحق نہ ہوتا تو ہر آئینہ گروہ ملائکہ میرے ساتھ اشقیائے بنی امیہ سے ضرور مقاتلہ کرتے۔ لیکن میں بطور یقین جانتا ہوں کہ میری اور میرے اصحاب کی جائے قتل کربلا ہے۔ اور نجات نہیں پائے گا ہم میں سے کوئی سوائے میرے فرزند علی بن الحسینؑ کے۔[1]

تیسرا کربلا:

(امام حسینؑ کی نصرت کے لیے ملائکہ آئے) جبکہ امام حسینؑ پر سختی وارد ہوئی تو ملائکہ امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ظفر و نصرت نازل ہوئی امامؑ مظلوم پر۔ پس حضرتؑ کو اختیار دیا گیا درمیان نصرت اور لقاء الٰہی کے۔ پس آنحضرتؑ نے ملائکہ کی نصرت کو قبول نہیں فرمایا اور خداوندِ عالم کی ملاقات کو پسند فرمایا۔[2]

تیسری قسم:

وہ ملائکہ ہیں جو مشغول خدمات ہیں امامؑ مظلوم کے۔ اور وہ امور جو ان سے متعلق

---

[1] اسرار الشہادۃ آقائے دربندی بحوالہ لہوف ص ۲۲۳۔

[2] اسرار الشہادۃ آقائے دربندی، ص ۵۳۴ بحوالہ لہوف۔

Presented by Ziaraat.Com

ہیں آنحضرتؑ (امام حسینؑ) کی قبر مطہر کے پاس ان فرشتوں کے لیے اعمال اور مختلف مشاغل ہیں اور ان اعمال کو بجالانے کے لیے ملائکہ کے چند فرقے ہیں۔

پہلا فرقہ:

ان کا مجاورین میں ہے امام مظلومؑ کی قبر کا جو پریشان بال وغبار آلود مشغول بکاء ہیں امامؑ عالیمقام پر۔ پس وہ ملائکہ رات دن گریہ فرماتے ہیں اور وہ گریہ کرنے سے خستہ نہیں ہوتے اور وہ چار ہزار ملائکہ ہیں۔

دوسرا فرقہ:

ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جن کا مشغلہ یہ ہے کہ وہ امامؑ مظلوم کے زوّار کا استقبال کرتے ہیں اور وہ ان کی مشایعت کرتے ہیں۔ اور عیادت کرتے ہیں جب امامؑ مظلوم کا کوئی زائر مریض ہوجاتا ہے اور وہ حاضر ہوتے ہیں زائرین کی موت کے وقت۔

تیسرا فرقہ:

ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو ندا دیتے ہیں امامؑ مظلوم کی قبر کے پاس ہر صبح کو یا باغی الخیر اقبل الی خالصۃ اللہ ''اے خیر کی تلاش کرنے والے خلوص نیت کیساتھ اللہ کی طرف دوڑو (اور) کرامت الٰہیہ کے ساتھ کوچ کرو تا کہ ندامت سے مامون رہو'' پس ملائکہ اس پر قربان ہوجاتے ہیں۔

چوتھا فرقہ:

ملائکہ کے وہ گروہیں جو ندا دیتے ہیں امامؑ مظلوم کے زائر کو جب وہ پلٹتے ہیں امامؑ عالی مقام کی قبر کے پاس سے کہ خوشا حال تمہارا اے بندۂ خدا کہ غنیمت پائی تم نے اور

Presented by Ziaraat.Com

سلامتی کو پالیا تم نے اور اللہ نے تم کو بخش دیا۔ پس جدید عمل کرو۔

پانچواں فرقہ:

ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو امام حسینؑ کے زوّار ہیں۔ اور گریہ کنندگان ہیں جو آسمان سے امامؑ عالی مقام کی قبر کے پاس نازل ہوتے ہیں اور وہ قیام فرماتے ہیں آنحضرتؑ کے قبر کے پاس اور واپس چلے جاتے ہیں ہر روز اور وہ چار ہزار ملائکہ ہیں۔ اور ان پر کوئی سبقت نہیں کرتا ہے۔

چھٹا فرقہ:

ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو امام حسینؑ پر درود پڑھتے ہیں ہر آسمان پر ہر شب و روز میں اور وہ ایک لاکھ ملائکہ ہیں۔

ساتواں فرقہ:

ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو امام حسینؑ کے زوّار کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

آٹھواں فرقہ:

ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو ملائکہ حائر سے مصافحہ کرتے ہیں۔ وہ شب کے ملائکہ اور دن کے ہیں جو حفاظت کرتے ہیں حرم امام حسینؑ کی۔ پس آسمانی ملائکہ حاضر ہوتے ہیں ملائکہ حائر کے پاس اور وہ ان سے مصافحہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد آسمان کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔

نواں فرقہ:

ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو درود پڑھتے ہیں امامؑ مظلوم کے زائر پر۔

Presented by Ziaraat.Com

دسواں فرقہ:

ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو سلام پہنچاتے ہیں آنحضرتؐ (امام حسینؑ) کی خدمت میں زائر کا جو دور سے سلام کرتے ہیں۔ اور وہ فطرس ملک ہے۔ خداوندِ عالم نے فطرس ملک کو مخصوص کر دیا تھا زائر کا سلام پہنچانے کے لیے اسی دن سے جس دن سے اس نے نجات پائی تھی امامؑ عالی مقام کے گہوارے سے اپنے جسم کو مَس کر کے۔

گیارہواں فرقہ:

ملائکہ کے گروہ ہیں جو زائرین کی پیشانی پر سے نور خدا کی مہریں لگاتے ہیں کہ یہ بہترین شہداء کی قبر کا زائر ہے۔ پس ملائکہ پہچان لیں گے قیامت کے دن زائر امامؑ مظلوم کو اس نور کے ذریعہ۔ پس نبیؐ اور جبرئیلؑ امین ان کے بازوؤں کو تھام لیں گے (اور جنت میں داخل کریں گے)

بارہواں فرقہ:

ملائکہ کے گروہ ہیں جو مومنین کے اشکوں کو جمع کرتے ہیں۔ وہ مومنین جو امامؑ مظلوم پر بکا کرتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ملائکہ جمع کرتے ہیں اشکوں کو اور اس کو ملا دیتے ہیں آبِ جان سے (یعنی آبِ حیات سے) پس اس کا مزہ اور شیرینیت بڑھ جاتی ہے۔

تیرہواں فرقہ:

ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو آسمان پر دائم ہیں اور ان کے بدن کے جوڑ جوڑ لرزتے رہیں گے قیامت تک شدت خوف سے۔ اس وقت سے ان کے بدن لرزتے ہیں جب

Presented by Ziaraat.Com

سے کہ امام حسینؑ کی روح ان کی صفوں کے درمیان سے گزری ہے۔ اور وہ ستر ہزار ملائکہ ہیں ہر آسمان میں۔ جیسا کہ حدیث ابی ذرؓ میں ہے۔[1]

چودہواں فرقہ:

ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو امام حسینؑ کے انصار ہوں گے زمانہ رجعت میں آنحضرتؑ کے ساتھ۔ اور وہ، وہ ملائکہ ہیں جن کو خداوندِ عالم نے اجازت دی تھی یوم عاشورہ امامؑ مظلوم کی نصرت و مدد کے لیے جبکہ امامؑ مظلوم پر مصائب کی شدت تھی۔ پس جبکہ اجازت دی ملائکہ کو آنحضرتؑ کی نصرت کے لیے تو ملائکہ نے پہنچنے میں تاخیر کی۔ پس جب وہ ملائکہ نازل ہوئے تو دیکھا کہ امامؑ مظلوم شہید ہو چکے ہیں تو ملائکہ نے کہا کہ بارالٰہا تو نے ہم لوگوں کو زمین کربلا پر امام حسینؑ کی نصرت کے لیے بھیجا تھا۔ ہم لوگ زمین کربلا پر پہنچے مگر ہم لوگ آنحضرتؑ کی نصرت سے معذور رہے اس لیے کہ وہ شہید ہو چکے تھے پس خداوندِ عالم نے اُن کی طرف وحی کی کہ تم لوگ تحت قبہ قیام کرو اور انتظار کرو امامؑ مظلوم کے زمان رجعت کا اور اُن کی زمانہ رجعت میں نصرت کرو۔ اور اُن پر گریہ کرو اس امر پر کہ جو امر تم لوگوں سے فوت ہو گیا ہے (یعنی نصرت) پس وہ ملائکہ اُسی مقام پر ہیں اور وہ گریہ کرتے ہیں۔ پس جب امام حسینؑ رجعت فرمائیں گے تو یہ ملائکہ آنحضرتؑ کے انصار میں سے ہوں گے۔

میں کہتا ہوں جبکہ کوئی شخص گریہ کرتا ہے امامؑ مظلوم کے شیعوں میں سے کہ فوت ہو گئی اس سے امامؑ مظلوم کی نصرت (یوم عاشورہ) تو میں اُمید رکھتا ہوں کہ اس کا شمار ان ملائکہ میں ہوگا کہ جن سے امامؑ مظلوم کی نصرت فوت ہو گئی۔

---

[1] مذکورہ بالا روایت کو سید ہاشم بحرانی نے معالم الزلفی میں لکھا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

پندرہواں فرقہ:

ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو پہنچاتے ہیں جناب رسولؐ اللہ کی جانب سے زائرِ امام حسینؑ کو سلام۔ جیسا کہ روایت میں وارد ہوا ہے۔

سولہواں فرقہ:

ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جیسا کہ روایت عقبہ میں ہے عقبہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ وہ حضرت فرماتے تھے کہ خداوندِ عالم کی جانب سے قبر امام حسینؑ پر ستر ہزار ملائکہ مقرر ہیں جو عبادت خدا بجالاتے ہیں قبر امام حسینؑ کے پاس۔ اور ایک نماز ان کی برابر ہے بنی آدم کی ایک ہزار نماز کے اور ثواب ان نمازوں کا زائر امام حسینؑ کے لیے ہے۔

سترہواں فرقہ:

ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو مشایعت کرتے ہیں امام حسینؑ کے زائر کی خداوند عالم کے حکم سے (یہاں تک کہ وہ زوار اپنے گھر میں داخل ہوتے ہیں) پس ملائکہ خداوندِ عالم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ اے میرے رب یہ تیرا بندہ ہے ہم نے اس کو اس کی منزل تک پہنچا دیا۔ پس بعد ازاں ملائکہ مامور ہوتے ہیں کہ وہ مقیم ہوں زائر کے گھر کے دروازے پر اور عبادتِ خدا بجالائیں اس کی (زائر کی) طرف سے۔ پس ملائکہ حکم الٰہی کو بجالاتے ہیں یہاں تک کہ جب یہ زائر انتقال کرتا ہے تو ملائکہ بارگاہ احدیت میں عرض کرتے ہیں کہ پالنے والے تیرے عبد نے دارِ فانی سے انتقال کیا۔ پس وحی ہوتی ہے ان کی (ملائکہ کی) طرف کہ زیارت کرو امام حسینؑ کی اس زائر کی نیابت میں یوم

Presented by Ziaraat.Com

قیامت تک۔

اٹھارہواں فرقہ:

ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو تشیع کرتے ہیں زائر امام حسینؑ کی۔ اور وہ قیام کرتے ہیں زائر کی وفات کے بعد مجاور بن کر اس کی قبر کے پاس اور وہ ملائکہ استغفار کرتے رہیں گے زائر کے حق میں قیامت تک۔

اُنیسواں فرقہ:

ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو آسمان ہر روز نازل ہوتے ہیں اور وہ ایک ہزار ہیں۔ اور ضریح اقدس کے اردگرد قیامت تک رہیں گے۔

بیسواں فرقہ:

ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو نال و فریاد کرتے تھے خداوندِ عالم کی بارگاہ میں اس کے امر میں۔ اور وہ جمیع ملائکہ ہیں جو دفعتہً واحدہ چیخ پکار کرنے لگے۔ اور یہ اس وقت ہوا جب امامؑ مظلوم خاک پر تشریف لائے اور سر مبارک ان کا جدا کیا گیا۔ (چنانچہ) امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ تمام فرشتوں نے گریہ و بکا شروع کیا اور بارگاہ احدیت میں عرض کیا کہ اے آقا و سید ہمارے اس طرح کا ظلم کرتے ہیں حسینؑ کے ساتھ جو تیرا برگزیدہ بندہ ہے اور تیرے نبی کا بیٹا ہے اور تیرا منتخب کردہ ہے تیری مخلوق سے۔ پس وحی فرمائی خداوندِ عالم نے انکی (ملائکہ کی) طرف کہ خاموش ہو جاؤ میرے ملائکہ پس میں اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان اشقیاء سے ضرور انتقام لوں گا اگرچہ ایک مدت کے بعد۔ پس خداوندِ عالم نے ملائکہ کو ائمہ معصومینؑ کی شبیہیں دکھلائیں جو امام حسینؑ کی

Presented by Ziaraat.Com

اولاد سے تھے۔ اوران کے درمیان قائم آل محمدؑعجل اللہ فرجہ تھے۔ وہ قائم تھے اور نماز پڑھ رہے تھے۔ پس خداوندِ عالم نے ملائکہ سے فرمایا کہ اس قائم کے ذریعہ سے میں انتقام لوں گا ان سے (یعنی اشقیاء سے)۔

اکیسواں فرقہ:

ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو لے گئے امام حسینؑ کی تربت کو ان کی شہادت کے بعد آسمانوں کی طرف۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک ملک ملائکہ میں سے فردوس (اعلیٰ) سے نازل ہوا بحر پر اور اپنے بالوں کو پھیلا دیا تمام دریاؤں پر۔ اور فریاد کیا کہ اے اہل دریا اب لباس ہائے ماتمی پہن لو۔ اس لیے کہ فرزند رسولؐ ذبح کیا گیا۔ چنانچہ وہ ملک تربت امام حسینؑ کو اپنے بالوں پر آسمانوں کی طرف لے گیا اور کوئی ملک باقی نہیں رہا مگر یہ کہ اس تربت کو سونگھا اور باقی رہ گیا اس ملک کے پاس اس تربت مطہر کا اثر۔

بائیسواں فرقہ:

ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو نازل ہوئے امامؑ مظلوم کی تجہیز و تکفین کے لیے۔ چنانچہ اس کا ذکر آئے گا عنوان میں اقامہ تجہیز کے۔[1]

المقصد الثالث:

اُن چیزوں کے بیان میں جو عطا کی گئیں ہیں امام حسینؑ کو صفات ملائکہ سے۔

یعنی ملائکہ کے اُن صفات کے بیان میں جن سے امام حسینؑ متصف ہیں۔

ہمارا مقصود یہ نہیں ہے کہ امام حسینؑ متصف تھے صفت سے کسی ایک فرشتے

[1] مذکورہ بالا روایتوں کا تذکرہ کامل الزیارات و بحار الانوار جلد ۳ میں ہے۔ ملاحظہ ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

کے۔ کیونکہ وہ فضیلت حضرتؑ کے واسطے نہیں ہے بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ جبکہ دیکھا جائے مجموع ملائکہ کو جو تعداد میں زیادہ ہیں جمیع مخلوقات سے اور ملاحظہ کیا جائے ان کی مجموع عبادات کو الخطاء مختلفہ میں جن کا شمار و حصر نا ممکن ہے ان کی ابتداء خلقت سے لے کر آخر زمانہ تک۔ پس با تحقیق کہ جمع فرمایا امام حسینؑ نے کل عبادات کو (ملائکہ کی) ایک دن میں (یعنی یوم عاشورہ) پس گویا امام حسینؑ مجموع ملائکۃ اللہ ہیں۔ پس سن تو ملائکہ کے بعض صفات کو جسے جناب امیر المومنینؑ نے بیان فرمایا ہے بیان میں اصناف ملائکہ کے۔ (نہج البلاغہ میں) فرمایا صلوات اللہ علیہ نے کہ ان میں سے کچھ ایسے سجدہ کرنے والے ہیں جو حالت سجدہ ہی میں ہیں رکوع نہیں کرتے ہیں۔ اور کچھ ایسے رکوع کرنے والے ہیں جو رکوع سے سر نہیں بلند کرتے ہیں۔ اور کچھ صف باندھ کر عبادت کرنے والے ہیں کہ جب سے ان کی صفیں بندھ گئیں آج تک ٹوٹی نہیں۔ اور کچھ ایسے تسبیح کرنے والے ہیں جو تھکتے نہیں اور نہ اُنہیں کبھی نیند آتی ہے۔ اور نہ وہ بھولتے ہیں اور نہ عبادت کی وجہ سے ان کے جسم میں سستی و کاہلی پیدا ہوتی ہے۔ اور نہ ان میں کبھی غفلت ونسیان طاری ہوتے ہیں۔ اور ان میں وہ ملائکہ ہیں جو وحی الٰہی کے امانت دار ہیں اور اس کے رسولوں کے پاس پیغامبر بن کر اور الٰہی احکام لے کر آنے جانے والے ہیں۔ اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو اللہ کے بندوں کے نگہبان ہیں اور اس کی جنت کے دروازوں کے نگہبان ہیں۔ اور ان میں سے بعض طویل القامت ہیں جن کے قدم تحت الثریٰ میں ہیں اور ان کی گردنیں فلک اول سے نکل گئیں ہیں اور ان کے جسم اطراف دنیا سے نکلے ہوئے ہیں اور قائمہ عرش الٰہی سے ان کے کاندھے ملے ہوئے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

میں کہتا ہوں کہ جب آپ حضرت سیّد الشہداءؑ کے حالات کو ملاحظہ فرمائیں گے تو ان کو آپ پائیں گے کہ وہ عبادت کرنے والے ہیں تمام ملائکہ کی عبادت کی۔ اور ملائکہ کی عبادتوں میں ہر ایک کے لیے ایک مقام معلوم ہے۔ اور ایک قسم ہے عبادت کی (یعنی اگر کوئی رکوع میں ہے تو وہ ہمیشہ رکوع میں رہے گا) پس امام حسینؑ نے جمع فرمایا یوم عاشورہ ملائکہ کی کل عبادت کو۔ پس سجدہ فرمایا امامؑ مظلوم یوم عاشورہ (جو ملائکہ کے تمام سجدوں کا مجموعہ تھا) اس طرح سے کہ پھر اس سجدہ سے سر نہ اٹھایا۔ اور رکوع فرمایا اللہ کے لیے ایسا رکوع کہ جو ملائکہ کے تمام رکوع کا مجموعہ تھا۔ اسی ہیئت پر باقی رہے کہ اس رکوع کے بعد قیام پر قادر نہ ہوئے۔ اور قیام فرمایا شبِ عاشور میں اور اپنے رب کی ایسی عبادت کی کہ پلک تک نہ جھپکائی اور سہو طاری ہوا عقول پر۔ اور یوم عاشورہ اپنے نفس کو تعب و مشقت میں ڈال دیا (وہ یہ تھے) اعمال و افعال، آمد و رفت، حرب و ضرب، دشمن پر حملہ کرنا اور حملے کو دشمن کے روکنا، اور فریاد کرنا، اور استغاثہ کرنا، اور نہیں عارض ہوئی امام حسینؑ کے بدن پر تعب و سستی، گویا وہ بدن شریف نہیں تھا بدن انسانی۔

اور جب آپ ملاحظہ کریں گے امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کو اور ان کی صفوں کو ان کی عبادتوں میں جیسا ہم نے اس کو ذکر کیا ہے اشارہ میں سورۂ صافات کے تو آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ امام حسین اور ان کے اصحاب مثل ملائکہ صافین کے تھے کہ جو اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتے تھے۔ اور امیر المومنینؑ نے اشارہ فرمایا ہے بیان میں ملائکہ کی صفتوں کے (اور وہ یہ ہیں) کہ ملائکہ اس کی معرفت کی شیرینی چکھ چکے ہیں اور اس کی محبت کے جام سے سیراب ہو چکے ہیں اور ان کے دلوں کے سیاہ نقطوں، روحانی معارف

Presented by Ziaraat.Com

کی منزلوں میں اس کے خوف کی جڑیں جاگزیں ہو چکی ہیں۔ جب ہی تو انہوں نے اپنی پشتوں کے اعتدال کو اس کی محراب و رازی بندگی میں ختم کر دیا ہے۔ ان کے خضوع وخشوع کے سوتے کو اس کی طرف طویل میدان پایاب نہیں بناتا۔ تقرب کی بڑی سی منزل (بھی) ان سے فروتنی کی رسن کو علیحدہ نہیں کرتی۔ خود پسندی ان پر قابو نہیں پاتی ہے کہ یہ (اس کی وجہ سے) پہلے ان سے جو طاعتیں ہو چکی ہیں ان کو زیادہ سمجھنے لگیں۔ نہ فروتنی ہیبت جناب باری نے ان کے لیے اچھے کاموں کو عظیم سمجھنے کا کوئی حصہ باقی چھوڑا ہے۔ نہ سستیاں ان کے جسموں میں طویل مشقت کے باوجود رواں ہوتی ہیں۔ نہ ان کی رغبتیں کم ہونے پر آتی ہیں کہ اپنے پالنے والے کی امید سے مخالفت کرنے لگیں۔ نہ مناجات کی کثرت سے ان کی تسبیح وتہلیل کرنے والی زبان کے کنارے خشک ہوتے ہیں۔ نہ دنیا کے کاروبار ان پر مسلط ہوتے ہیں کہ انکی آواز اس کی بارگاہ کے سامنے آہستہ دعا کرنے سے باز آ جائیں۔ نہ طاعت وفرماں برداری کی صفوں میں ان کے کاندھے (جہت تقرب سے) منحرف ہوئے ہیں۔ نہ یہ کہ اس کے حکم (کی تعمیل) میں کوتاہی کر کے آرام کی طرف اپنی گردنیں موڑتے ہیں۔ نہ ان کی سعی محکم پر غفلتوں کی بے شعوری حملہ آور ہوتی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اگر تو دیکھے گا چشم حقیقت سے (کہ ایسی شیرینی ملائکہ نے معرفت کی نہیں چکھی) بلکہ تو پائے گا معرفت کی شیرینی کو جسے چکھا امام حسینؑ نے (یعنی معرفت کی شیرینی) اور جام محبت کو پیا۔ (امام حسینؑ نے)

پس باتحقیق کہ چکھا امامؑ مظلوم نے شیرینی معرفت کی کہ نہیں پایا اس کے ساتھ تلخی

Presented by Ziaraat.Com

باوجود کہ امامؑ مظلوم پر دنیا کی تمام تلخیاں قلبی حیثیت سے اور روحانی حیثیت سے اور نفسانی حیثیت سے اور جسمانی حیثیت سے ظاہراً اور باطناً جمع ہوگئی تھیں۔ اسی وجہ سے امامؑ مظلوم نے فرمایا کہ مجھے موت کا مزہ شیریں معلوم ہوتا ہے۔ اور ایسا محبت کا جام پیا کہ شدت عطش نے امامؑ عالی مقام کے قلبِ مبارک میں اثر نہ کیا جس کا اثر امامؑ مظلوم کے لبوں پر تھا۔ یہاں تک کہ دونوں (شدت عطش سے) خشک ہو گئے تھے اور (شدت عطش کا اثر) امامؑ کی زبان پر تھا یہاں تک کہ شدت عطش سے زبان کو چباتے تھے۔ اور (شدت عطش کا اثر) امامؑ مظلوم کے کلیجے میں تھا یہاں تک کہ پارہ پارہ ہو گیا اور (شدت عطشن کا اثر) دونوں آنکھوں میں تھا یہاں تک کہ امامؑ مظلوم اور آسمان کے درمیان مثل دھواں کے حائل ہو گیا (یعنی پیاس نے روشنی چشم کو تیرہ و تاریک کر دیا) لیکن قلب مبارک امام مظلومؑ کا جام محبت سے سیراب تھا۔ اور شاید کہ جام محبت وہی تھا جو جناب رسولؐ اللہ کے ہاتھوں پر موجود تھا۔ جس کے منتظر امام حسینؑ تھے۔ جس کی خبر ان کے فرزند جناب علی اکبرؑ نے دی تھی۔ تھا وہ پانی قسم سے اس جام محبت کے یا وہ جامع تھا آب ظاہری اور آب باطنی کے لیے۔ اور اگر تامل کیا جائے نگاہ بصیرت سے حضرت امیر المومنینؑ کا قول صفت ملائکہ میں کہ خم کر دیا انہوں نے طولانی اطاعت کے ساتھ اپنی پشتوں کے اعتدال تو تمہیں معلوم ہوگا کہ زیادہ منفرد اور زیادہ حقدار ہیں اس کے مصادیق کے امام حسینؑ۔ کیونکہ امام مظلومؑ نے خم کر دی اطاعت الٰہی میں ایک ساعت کے اندر اپنی سیدھی پشت کو۔ اور کبھی خم کر دیا جبکہ تیر سہ شعبہ لگا ہے جو قلب میں پیوست ہو گیا اور پشت مبارک سے باہر نکل آیا اور اس سے خون مثل آب جاری کے بہہ رہا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

اورخم ہونا کمر کا اطاعت الٰہی میں اعضاء کا جدا ہونا ہے اور کل اعضاء کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا ہے۔

اگر تو غور وفکر کرے جو حق ہے تدبر کا تو پائے گا تو کہ بیشک امام مظلومؑ اعظم مصادیق ہیں جیسا کہ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے:

ولم ینفذ طول الرغبة الیه مادة تضرعهم"

اور نہیں ختم ہوا طولانی رغبت سے خدا کی طرف مادہ ان کے تضرع کا"

یعنی ان کے خضوع وخشوع کے سوتے کو خدا کی طرف طویل میلان کو بایاب نہیں بناتا۔ اس کے بھی مصداق امام حسینؑ ہیں۔ اس لیے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تضرع و عاجزی میں اپنے کسی مطلب کا خیال نہ کرے تا کہ منقطع ہو جائے مادہ ان کے تضرع کا جیسا کہ تمام اہل مطالب حصول مقصد کا خیال کرتے ہیں۔ پس وہ لوگ ارادہ کرتے تھے تضرع کا اور دوست رکھتے تھے خداوند عالم کو اپنے نفس کے لیے جب تک کہ وہ زندہ ہوتے ہیں۔ اور امام حسینؑ کے لیے ایک خصوصیت ہے اس صفت خاصہ میں جو فوقیت رکھتی ہے ملائکہ پر۔ کیونکہ امام حسینؑ نہیں چاہتے تھے کہ منقطع ہو جائے مادہ تضرع کا جب تک کہ زندہ ہیں بلکہ اللہ کے لیے مصائب کے متحمل ہوئے اپنی شہادت کے بعد (بھی) اپنے جسم شریف پر انواع مصائب سے، اور سر مبارک پر مختلف اقسام کی بلا سے، اور قبر شریف پر مختلف اقسام کے مصائب سے۔ اور امامؑ مظلوم اپنی حیات میں ان تمام مصائب کے برداشت کرنے کی نیت کر چکے تھے۔ اور حالت حیات میں خیال فرما چکے تھے پامال ہونا جسم اقدس کا بعد شہادت کے اور اپنے ہاتھوں کا قطع ہونا بعد شہادت کے۔ (کمر بند کے واسطے) اور بے ادبی ہونا چوبِ خیزراں سے دندان مبارک پر۔ اور زبان مبارک پر۔ اور پھر سر مبارک کا بلند ہونا (نیزہ پر) اور قرار دیا تھا ان تمام مصائب کو

Presented by Ziaraat.Com

جملہ عبادات سے آنحضرتؑ کے جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے امامؑ مظلوم کے کلمات سے:

هٰذا ذرّة فی المقام من المقال وبقی الباقی فی الخیال واللہ المتعال

''یہ ایک ذرّہ ہے مقام میں مقال کے اور باقی رہ گیا باقی خیال میں اور اللہ بلند حکمت والا ہے۔''

المقصد الرابع:

بیان میں اس چیز کے جو عطا ہوئی ملائکہ کو امام حسینؑ کی جانب سے اور وہ چند امور ہیں۔

اوّل:

یہ کہ امام مظلومؑ کو شفیع قرار دیا (یعنی شفاعت کرنے والا) ملائکہ کا پس امام مظلومؑ نے شفاعت فرمائی فطرس (ملک) اور دردائیل (ملک) کے حق میں (اپنی آمد کے دن) جس کا ذکر گزر چکا۔

دوسرے:

یہ کہ خداوندِ عالم نے امام مظلومؑ کی قبر مبارک کو ملائکہ کے لیے معراج قرار دیا۔ جیسا کہ روایت میں ہے۔

تیسرے:

یہ کہ خداوندِ عالم نے امام حسینؑ کی ذات مقدس کو ملائکہ کے لیے منبع فیض قرار دیا۔ کیونکہ ملائکہ امام حسینؑ کی خدمتوں کے سبب سے ایسے مقامات پر پہنچتے ہیں کہ جہاں نہیں پہنچا سکتی ان کو (ملائکہ کو) ان کی تسبیح و تقدیس۔ اسی وجہ سے خداوندِ عالم نے ملائکہ

Presented by Ziaraat.Com

کے حق میں فرمایا جبکہ انہوں نے یہ کہا تھا ''ہم تو تیری تسبیح وتقدیس کرتے ہیں'' تو خداوند عالم نے ان کے جواب میں فرمایا کہ خاموش ہو جاؤ۔ میں جانتا ہوں اس امر کو جسے تم لوگ نہیں جانتے۔ چونکہ علم غیب مختص ہے ذات اقدس جناب باری تعالیٰ سے اور ملائکہ کو وہ فیض جو زمانہ مستقبل میں حاصل ہونے والا تھا معلوم نہ تھا۔ اس لیے خداوندِ عالم نے فرمایا: انی اعلم ما لا تعلمون ''جو میں جانتا ہوں اس کا علم تو لوگوں کو نہیں ہے۔'' پس حصول فیض جو ملائکہ سے مختص تھا اس کا علم ان کو بعد میں ہوا پس خداوندِ عالم نے قرار دیا ملائکہ کے لیے چند اسباب ان کی بلندی درجات کے لیے جو متعلق تھے امام حسینؑ سے مختلف طریقوں سے۔ مثلاً گریہ وبکا کرنا امام حسینؑ پر اور زیارت کرنا آنحضرتؑ کی۔ اور خدمت کرنا امام مظلومؑ کے زائر کی اور خدمت کرنا ان کے مزار اقدس کی۔ جیسا کہ معلوم ہوا تفاصیل سے جو عطا کی گئیں امام حسینؑ کو ملائکہ کی جانب سے۔

Presented by Ziaraat.Com

العنوان السابع

خصائص میں امام حسینؑ کے جو متعلق ہیں خداوندِ عالم کے مقرر کردہ انبیاء عظام سے اور اس میں چند مقاصد ہیں۔

پہلا مقصد:

بیان میں اس چیز کے جو عطا کی گئی امام حسینؑ کو (حق تعالیٰ کی جانب سے) انبیاء علیہم السلام کے صفات سے۔

دوسرا مقصد:

بیان میں ان صفات کے جو عطا کیے گئے امام حسینؑ کو انبیاء سے عموماً۔

تیسرا مقصد:

بیان میں اس چیز کے جو کہ مخصوص ہے آنحضرتؑ (امام حسینؑ) میں انبیاء علیہم السلام کے فضائل سے۔ (یعنی خداوندِ عالم نے سرفراز فرمایا امام حسینؑ کو انبیاء علیہم السلام کے فضائل خاصہ سے) اور آزمائش فرمائی امام حسینؑ کی ان چیزوں سے جس میں انبیاء کرام مخصوص طور سے مبتلا کیے گئے اور اس مقصد میں چند باب ہیں۔

چوتھا مقصد:

بیان میں ان چیزوں کے جو عطا کی گئیں انبیاء علیہم السلام کو امام حسینؑ کی جانب سے۔

Presented by Ziaraat.Com

پہلا مقصد:

اُن کے (انبیاء علیہم السلام کے) صفات کے بیان میں روایات میں ہے کہ خداوند عالم نے مخصوص فرمایا ہے اپنے انبیاء کو بارہ صفتوں سے۔ اور ہم نے اس کو ذکر کیا ہے صفات میں امام حسینؑ کے۔ (یعنی وہ تمام صفات جو کہ انبیاء میں تھے امام حسینؑ میں موجود تھے) بلکہ بطور اکمل موجود تھے۔ اور منجملہ صفات انبیاء کے کہ خداوندِ عالم نے آزمائش کی ہے اپنے بندوں کی کہ ان کو قرار دیا ضعیف (مقابلہ میں قوی کے) تا کہ لوگ ان کے حالات کو دیکھ کر عبرت حاصل کریں۔ اور نہیں مقرر کیا ان کے لیے دنیا اور زینت دنیا کو۔ اور یہ بات ثابت ہے کہ جمع ہو گئے تھے جمیع حالات جن سے انبیاء علیہم السلام کی آزمائش کی گئی وقوف میں امام حسینؑ کے یوم عاشورہ تمام حالات۔ اور کبھی تقابل فرمایا اس ابتلاء سے جو لوگوں کے لیے ہے کہ جمع ہو گئے تمام حالات ابتلاء امام حسینؑ میں اس طرح کہ ظاہر ہوئی ان حالات میں حقیقت اخلاص کی اللہ کے لیے کہ سوائے خدا کے اور کسی کا علاقہ نہ تھا۔ اور اسی وجہ سے متصف ہو گئے تھے ان حالات میں جو امام حسینؑ کی اتباع کرتے تھے۔ بالتحقیق کہ وہ لوگ سادات الشہداء ہیں۔ اور اولیاء خدا ہیں اور اس کے برگزیدہ بندے اور اس کے دوست ہیں۔

اور منجملہ خصائص انبیاء سے یہ بھی تھا کہ نہیں گزرا کوئی پیغمبران میں سے مگر ان کی آزمائش کی گئی فقر سے یا بھوک سے یا پیاس سے یا برہنگی سے یا ضرب سے یا قتل سے یا استخفاف سے۔ پس ہر ایک میں ایک صفت تھی (مذکورہ بالا میں سے) ان میں سے بعض گرسنہ بھوکے دنیا سے کوچ کر گئے۔ اور ان میں سے بعض پیاسے برہنہ مر

Presented by Ziaraat.Com

گئے۔ (کسی نبی میں صفات مذکورہ بالا جمع نہ تھے) لیکن امام حسینؑ میں یہ تمام صفات جمع تھے۔ (بلکہ ان سے زیادہ جمع ہو گئے تھے) یہ تمام صفات مذکورہ نہیں جمع تھے غیر حسینؑ میں۔ اگرچہ جمع تھے اکثر انبیاء میں یہ صفات مذکورہ مگر محفوظ رہے بعض صفات مذکورہ سے مگر امام حسینؑ میں کل صفتیں جمع تھیں۔ یہاں تک کہ صفت سلامتی امام مظلومؑ میں مفقود تھی۔ (اور) ہمیشہ مبتلائے بلاء رہے۔

اور کل انبیاء کے صفات یہ بھی ہے کہ ان کے بدن سے خوشبو سونگھی جاتی تھی سفر جل یعنی بہی کی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

اور امام حسینؑ میں بھی خوشبو سیب کی پائی جاتی تھی جیسا کہ حدیث تفاح سے ظاہر ہے۔ وہ سیب جو کہ امام حسینؑ کے ساتھ وقت شہادت تک تھا۔ اور اس وقت بھی خوشبو آتی ہے سیب کی امام مظلومؑ کی قبر مطہر سے۔ چنانچہ امام حسینؑ کے مخلص شیعہ اس سیب کی خوشبو سونگھتے ہیں خصوصاً سحر کے وقت (روضہ مطہر میں) جیسا کہ روایت میں ہے۔

المقصد الثانی:

اُس چیز کے بیان میں جو عطا کی گئی خداوندِ عالم کی جانب سے امام حسینؑ کو انبیاءؑ سے عموماً اور وہ چند چیزیں ہیں۔

اول:

یہ کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے زیارت کی ہے آنحضرتؑ (امام حسینؑ) کے مدفن کی قبل دفن آنحضرتؑ (امام حسینؑ) کے۔ پس حدیث میں ہے کہ کوئی پیغمبر نہیں گزرا ہے مگر یہ کہ اس نے کربلا کی زیارت کی۔ اور جو نبی نہیں گئے وہاں (کربلا میں) پس بہ تحقیق وہ

Presented by Ziaraat.Com

گئے (شب معراج میں) کربلا کی طرف جیسا کہ فرمایا جناب رسولؐ اللہ نے کہ معراج کی شب مجھ کو لے گئے ایک ایسے مقام پر کہ جس کا نام کربلا تھا۔ اور دکھایا گیا مجھ کو اس مقام میں مقتل (میرے فرزند) امام حسین ابن علیؑ کا۔

دوسرے:

یہ کہ جمیع انبیاء کے لیے ہمیشہ اوقات مخصوصہ ہیں کہ وہ حضرات (یعنی انبیاءؑ) زیارت سے مشرف ہوتے ہیں آنحضرتؑ (امام حسینؑ) کی قیامت تک۔ ان میں سے شب قدر ہے۔ اور ان میں سے شب نیمہ شعبان ہے۔

المقصد الثالث:

اُس چیز کے بیان میں جو مخصوص ہے آنحضرتؑ (امام حسینؑ) میں فضائل انبیاءؑ کے اور مبتلا ہونا انبیاءؑ کا (بلاؤں میں) فرداً فرداً۔ اور اس میں چند باب ہیں۔

جان لیں کہ بہ تحقیق وارد ہوا ہے زیارت میں امام حسینؑ کے کہ خطاب کیا گیا ہے اس زیارت میں امام حسینؑ کو بوراثت بعض انبیاء کے ان کے اسماء کے ساتھ اور وہ زیارت وارثہ مشہور ہے۔ اور کبھی وارد ہوا ہے بعض زیارت امام حسینؑ میں سلام انبیاء پر اُن کے ناموں کے ساتھ۔ (جیسا کہ زیارتِ ناحیہ مقدسہ میں ہے) اور اُن کی صفت ممتاز کے ساتھ۔ پس ہم داخل ہوتے ہیں تفصیل میں اس عنوان کے۔

پس ہم بیان کریں گے بعض انبیاء کی وجوہ وارثیت کو (یعنی امام حسینؑ انبیاء کے کیوں وارث ہیں) اور کیفیتِ وارثیت کو بیان کریں گے۔ اور ہم ذکر کریں گے کہ بعض عنوان میں سلام کیا گیا ہے اس نبی خاص پر۔ اور ہم بیان کریں گے کہ اس بات کو

Presented by Ziaraat.Com

زیارت امام حسینؑ میں جو انبیاء کا نام لیا گیا ہے ممکن ہے کہ مراد اس اسم سے وہی پیغمبر ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ قصد کیا گیا ہو اس اسم نبی سے (بطور استعارہ) امام حسینؑ کو۔ پس بہ سبب کثرت مناسبت کے ہو گئے امام حسینؑ انبیاء کے ثانی اور اسی وجہ سے امام حسینؑ کی جگہ پر انبیاء کا نام لیا گیا۔ مثلاً جبکہ آپ سلام کریں گے جناب ایوب نبیؑ صابر پر تو ممکن ہے کہ مراد یہاں وہی حضرت ایوبؑ نبی ہوں اور ممکن ہے کہ (بطور استعارہ) مراد ایوبؑ امام حسینؑ ہوں اس لیے کہ جناب ایوبؑ بھی صابر ہیں (اور امام حسینؑ بھی صابر ہیں) اور جبکہ آپ سلام کریں جناب یحییٰؑ نبی مظلوم پر پس ممکن ہے کہ آپ قصد کریں اس سلام سے نفس یحییٰ کو۔ اور ممکن ہے کہ بطور استعارہ اس زیارت میں آپ قصد کریں اسم یحییٰ سے امام حسینؑ کو۔ اس لیے کہ جناب یحییٰؑ بھی مظلوم ہیں (اور امام حسینؑ بھی مظلوم ہیں) اور اسی طرح کہیں گے باب آدمؑ میں کہ سجدہ کیا ان کو (یعنی جناب آدمؑ کو) سب ہی فرشتوں نے۔ یعنی جناب آدمؑ ملائکہ کے لیے قبلہ قرار دیے گئے۔ اور (امام) حسینؑ وہ ہیں کہ ملائکہ اُن پر درود بھیجتے ہیں اور طواف کرتے ہیں ان کی قبر کا۔ اور امام مظلومؑ کی قبر معراج کی جگہ ہے ملائکہ کے لیے۔

جناب آدمؑ وہ ہیں جن کو خداوندِ عالم نے ساکن کیا جنت میں۔ اور (امام) حسینؑ وہ ہیں کہ جن کے نور سے جنت اور حور العین وجود میں آئیں۔

جناب آدمؑ کو خداوندِ عالم نے مزین فرمایا لباس جنت سے۔

اور امام حسینؑ زینت جنت ہیں۔

جناب آدمؑ کو خداوندِ کریم نے منتخب فرمایا۔

Presented by Ziaraat.Com

اور (امام) حسینؑ کو بھی اللہ نے مصطفیٰ فرمایا۔

جناب آدمؑ مبتلا ہوئے فراق جنت میں۔

اور امام حسینؑ (بھی) مبتلا ہوئے فراق میں اپنے دوستوں کے۔

جناب آدمؑ مبتلا ہوئے قتل سے اپنے فرزند (ہابیل) کے۔ پس دیکھا اُن کے (ہابیل کے) خون کو کہ زمین نے پی لیا۔

(اور امام) حسینؑ مبتلا ہوئے کہ اپنے فرزند (جناب علی اکبرؑ) کے جان کو پارہ پارہ دیکھا۔

جناب آدمؑ مبتلا ہوئے درخت گندم سے کہ جس کے کھانے کی اُن کو ممانعت ہوئی تھی۔ پس بھول گئے جناب آدمؑ اور نہیں پایا اپنے لیے عزم۔

اور (امام) حسینؑ مبتلا ہوئے تمام علائق کے منقطع کرنے پر اور اکل وشرب کے ترک کرنے پر (پس امام مظلومؑ نے خداوندِ عالم کے حکم کی تعمیل فرمائی) اور اس حکم کو بھولے نہیں اور پایا اپنے لیے عزم کو جو نہیں پائے گئے غیر حسینؑ میں۔

جناب آدمؑ اللہ کی صفوۃ ہیں اس کی مخلوق میں سے صورتوں میں۔ پس بہ تحقیق کہ بنی آدم صفوۃ ہیں۔

اور (امام) حسینؑ صفوۃ ہیں اس صفوۃ میں سے عالم معانی ہیں پس امام حسینؑ صفوۃ سے ہیں۔ اور صفوۃ امام حسینؑ سے ہے۔

جناب آدمؑ وہ ہیں کہ ان کے مقابل میں شیطان نے فخر کیا اپنے قول انا خیر منہ سے۔ (شیطان نے یہ کہا کہ) میں حضرت آدمؑ سے بہتر ہوں'' (اس لیے کہ شیطان کی

Presented by Ziaraat.Com

خلقت آگ سے ہوئی تھی) جبکہ دیکھا شیطان نے کہ آدمؑ کی خلقت نرم مٹی سے ہوئی جو نہایت پست تر (اور) ساکن ہے۔

اور (امام) حسینؑ وہ ہیں کہ ان کے مقابل میں یزید لعین نے فخر کیا جبکہ دیکھا اس نے اپنے نفس کو تخت سلطنت پر اور اس نے اپنے اتباع کرنے والوں (ملازم اور رعایا) کو کہ وہ نہایت کروفر سے اس کے اردگرد بیٹھے ہیں اور ان کے جسم پر مختلف اقسام کے لباس ہیں۔ اور دیکھا اس (ملعون) نے اپنے عیال کو کہ وہ پس پردہ قصرہائے عالیشان میں تکبر کر رہے ہیں سونے (اور) حریر و دیبا کے لباس میں۔ اور امام عالی مقام کے عیال لباس بوسیدہ پارہ پارہ پہنے ہوئے ریسمان ظلم سے بندھے ہوئے دربار عام میں نامحرموں کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں۔ اور یزید لعین نے دیکھا اپنے دونوں فرزند خالد اور معاویہ کو کہ وہ دونوں بیٹھے ہوئے ہیں اس کے پہلو (یزید لعین کے) میں نہایت زیب و زینت سے اسلحہ و جواہرات کے ساتھ (یعنی وہ دونوں یزید لعین کے بیٹے ہتھیار لگائے ہوئے جواہر میں غرق پہلو میں یزید لعین کے بیٹھے ہوئے ہیں) اور دیکھا اس ملعون نے کہ دو فرزند (امام) حسینؑ کے علیؑ اور علیؑ۔ اس شقی (یزید لعین) کے سامنے ہیں۔ ان میں سے ایک جس کا سر اطہر بلاشبہ سامنے رکھا ہوا ہے۔ (وہ فخر موجودات خاتم الانبیاء جناب رسولؐ اللہ سے سیرت میں، صورت میں، گفتار میں، رفتار میں مشابہ تھا۔ یعنی جناب علی اکبرؑ شبیہ پیغمبرؐ)۔

دوسرے علیؑ (جو سرتاج تمام عابدوں کے ہیں۔ لقب ان کا زین العابدینؑ اور نام علیؑ بن الحسینؑ تھا) بیمار، نحیف و زار و ضعیف، غل و زنجیر میں گرفتار سامنے کھڑے

Presented by Ziaraat.Com

ہیں۔اور دیکھا یزید شقی نے اپنے تیئں کہ اس کے (یزید لعین کے) سر پر تاج شاہی رکھا ہوا ہے اور وہ یعنی یزید تخت شاہی پر بیٹھا ہوا ہے (اور امام) حسینؑ کا سر مبارک مجلس یزید میں برہنہ کے زمین پر اس کے سامنے مع سرہائے فرزندان و برادران اور بنی اعمام اور اصحاب اطہار وغیرہ کے رکھا ہوا ہے۔اور اس مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے دشمنان امام حسینؑ اور مشائخ بنی امیہ (لعنة الله علیهم اجمعین) کرسی پر۔ پس یزید لعین اس حالت میں اہل مجلس پر متوجہ ہوا۔اور سر امام حسینؑ کی طرف شماتت سے دیکھتا تھا اور اس کی مذمت کرتا تھا اور اپنے تیئں فخر کرتا تھا اور وہ اشارہ کرتا تھا سر اقدس کی طرف۔ پس یزید لعین نے یہ کہا کہ یہ شخص مجھ پر ہمیشہ فخر و مباہات کیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میرا باپ افضل ہے یزید لعین کے باپ سے، اور میری ماں افضل ہے یزید کی ماں سے۔اور میرا جد افضل ہے یزید لعین کے جد سے اور میں بہتر ہوں یزید سے۔ پس یہی وہ سبب ہے کہ میں نے اس کو قتل کیا۔لیکن امام حسینؑ کا یہ قول کہ میرے پدر بزرگوار افضل ہیں یزید لعین کے باپ سے۔تو اس کا سبب یہ ہے کہ یزید شقی کے باپ معاویہ نے محاجہ کیا تھا امیر المومنینؑ سے۔ **پس خداوندِ عالم نے حکم کیا اس شقی کی طرف امام حسینؑ کے پدر بزرگوار کے مقابل میں۔**

لیکن یہ جو کہا کہ میری ماں بہتر ہیں یزید لعین کی ماں سے۔ پس قسم مجھے اپنی جان کی کہ یہ بہت صحیح ہے کہ فاطمہؑ بنتِ رسولؐ اللہ بہتر ہیں میری ماں سے۔لیکن یہ جو کہا کہ میری جد افضل ہیں یزید کے جد سے۔ پس نہیں ہے کسی ایک کے لیے جو اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے کہ وہ کہے کہ یزید کا جد افضل ہے محمد ﷺ سے۔

Presented by Ziaraat.Com

اور لیکن یہ جو کہا امام حسینؑ نے کہ میں افضل ہوں یزید لعین سے پس گویا انہوں نے نہیں پڑھا اس آیہ شریفہ کو:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ؗ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ

''کہہ دو کہ وہ مالک الملک ہے۔ جسے چاہتا ہے تو (خدا) ملک دیتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے ملک لے لیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔''

پس غور کر اے صاحب غیرت یزید لعین کے قول پر کہ اس شقی بدبخت نے کس طرح اپنے زعم باطل میں ارادہ تحقیر آنحضرت کا کیا ہے اپنے قول سے اس حالت میں۔ پس اعزاز و اکرام کر و اے شیعہ امام حسینؑ کا۔ اور اے ارباب ہمت، اے ارباب حمیت وغیرت ومروت!

پس بہ تحقیق کہ جلتا ہے قلب یزید لعین کے اس قول سے جو بنظر حقارت اس نے کہا ہے۔ پس آپ بھی مقابلہ کیجیے اس ملعون کی تحقیر کرنے کے لیے اعزار و اکرام سے۔ اس طرح کہ اے ملعون تو اس بزرگوار کی طرف اشارہ نظر حقارت سے کرتا ہے۔

(پس ہم کہیں گے کہ) یہ بزرگوار (یعنی امام حسین علیہ السلام) زینتِ آسمان و زمین ہیں۔ یہ ہی زینت عرش الٰہی ہیں، یہی اللہ کے پیارے اور عزیز رسولؐ ہیں، یہی وہ ہیں جسے لے گئے رسولؐ اللہ منبر پر اور فرمایا ھذا الحسین بن علی علیہما السلام فاعرفوہ ''یہی حسینؑ ابن علیؑ ہیں پس انہیں پہچانو'' (اور) یہی عزیز زہرا علیہا السلام ہیں۔

کہنے والا میں ہوں جو یہاں کہہ رہا ہوں۔ مگر وہاں یعنی دربار یزید میں کوئی کہنے

Presented by Ziaraat.Com

والانہیں تھا۔ ہاں البتہ وہاں بھی کچھ کہنے والوں نے کہا۔ کہا جو کچھ کہ کہا سفیر روم نے کہا۔ اور جو کچھ کہ کہا جناب زینبؑ نے کہا اور اس کی تفصیل اس کے محل میں آئی گی۔

انشاءاللہ تعالیٰ۔

اور پھر آپ ملاحظہ کریں جو مطابقت ہے ابلیس اور یزید لعین میں اس بارے میں کہ ابلیس نے دیکھا مٹی کی تواضع اور اسکی نرمی اور ذلت ظاہری کو اور آگ کی حدت تیزی اور اس کی حرارت اور اسکی بلندی اور اس کے احراق کو۔ پس ترجیح دیا ابلیس نے اپنے قیاس باطل سے آگ کو مٹی پر۔ حالانکہ خاک کی شرافت سے غافل تھا کہ زمین سے روئیدہ ہوتی ہیں کلیاں، گلاب کے پھول، خوشبو، دانے، پھل، میوے اور اشجار۔ اور یہ کہ زمیں معدن ہے ہر قسم کے فلزات اور ہر قسم کے جواہرات کی۔ اور زمین میں خزانہ ہے پانی کا جس سے ہر ذی حیات کی حیات قائم رہتی ہے۔ اور اس کے علاوہ بہت سی شرافتیں حق تعالیٰ نے اُسے عطا فرمائی ہیں۔

اور یزید لعین نے بھی دیکھا اپنے کو کہ تخت سلطنت پر متمکن ہے اور سر اقدس امام حسینؑ کا طشت میں رکھا ہوا ہے۔ اور اس کی سانسیں خاموش اور ساکن تھیں اور دیکھا یزید لعین نے اپنے اتباع کرنے والوں کو کہ وہ مختلف اقسام کی زیب و زینت سے آراستہ اور لباس فاخرہ پہنے ہوئے مسلح اس کی خدمت میں کھڑے ہوئے ہیں۔ پس خیال کیا یزید لعین نے اس امر سے اپنی فضیلت اور اپنی بزرگی کو امام حسینؑ پر۔ اور استدلال کیا اس بات پر کہ خداوندِ کریم نے اس کو (یزید لعین کو) ملک عطا کیا ہے اور اسے عزیز و محترم کیا۔ اور (معاذ اللہ) ذلیل کیا امام حسینؑ کو۔ اسی وجہ سے آیت مذکورہ کی اس

Presented by Ziaraat.Com

ملعون نے تلاوت کی۔ اور نہیں ملتفت ہوا ملعون اس بات کی طرف کہ وہ (یزید لعین) اس حالت میں ذلیل ہے۔ اور امام حسینؑ اس حالت میں عزیز و محترم تھے۔ اور بیشک خداوندِ عالم نے عطا کیا ملک امام حسینؑ کو اس حالت میں بھی۔ اور انتزاع سلطنت کیا یزید سے اس کے فعل کے سبب سے جو اس نے کیا۔ اسی وجہ سے جائز سمجھتے تھے گالی دینا یزید کو تمام مخالفین جو جائز نہیں جانتے گالی دینا خلفاء میں سے کسی ایک کو۔

پس حکومت امام حسینؑ کی (خداوندِ عالم نے) کل اہل دنیا کے دلوں پر کندہ کر دیا۔ پس دیکھا گیا کہ قلوب کفار منکسر ہیں امامؑ پر اور راغب ہیں امامؑ کی طرف۔ پس جب تم ارادہ کرو کہ پہچانو مصداق کو آیہ شریفہ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ... کے تو نظر کرو قبر ابی عبداللہؑ کی طرف اور اس کے احترام کو اور اس کی بزرگی کو، اور زیادتی زینت اور اسکی بناوٹ اور اس کی عمارت کی طرف کہ روز بروز ترقی پر ہے جب سے امامؑ قتل ہوئے ہیں۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک باقی رہے گا۔

اور نظر کرو قبر یزید لعین کی طرف جو ملک شام میں ہے۔ روز دفن سے آج تک جو وہاں جاتا ہے پتھر اس کی قبر پر مارتا ہے۔ اور اٹھالیتا ہے پہلے ہی سے پتھر اس کی قبر پر مارنے کے لیے۔ ہر وہ شخص جو ارادہ رکھتا ہے اس کی قبر کی پاس سے گزرنے کا۔ اور اس فعل کو سنی، شیعہ، یہود و نصاریٰ بجالاتے ہیں۔ اور یہ بات تجربہ میں آچکی ہے کہ جو شخص اس کی قبر پر پتھر نہیں مارتا اس کی حاجت پوری نہیں ہوتی ہے۔ اور اُس کی قبر نجس پر پتھروں کا ایک کوہِ عظیم ہو گیا ہے۔

اور متنبہ کیا ہے اسکے (یزید لعین کے) تخیل کے بطلان پر زینبؑ بنتِ علیؑ ابن

Presented by Ziaraat.Com

ابیطالبؑ نے اپنی گفتگو میں جو یزید لعین سے کی ہے۔ اور وہ عجیب ہیں۔ جس کیلئے ہم نے ایک مستقل عنوان ذکر کیا ہے۔

جناب آدمؑ مبتلا ہوئے مفارقت جنت پر شیطان کے مکر وفریب کے سبب سے دفعتاً نہ تدریجاً۔ پس (جناب آدمؑ) نکلے (محل) اُنس ریاض قدس سے غبار آلود زمین کی طرف جو معدن ہے آفات وشر در، درندوں اور موذی جانوروں کی۔ پس فرمایا کہ بلاد متغیر ہیں۔ اور جو بلاد پھر آباد ہیں۔ (وہ بھی متغیر ہیں) پس زمین کا بالائی حصہ غبار آلود (اور) کریہہ المنظر ہے۔ متغیر ہے ہر کھانے کی چیز اور ان کے رنگ اور کم ہوگئی ملیح چہرے کی بشاشت۔

اور (جناب امام) حسینؑ بھی مبتلا ہوئے مثل اس کے۔ (مثل آدمؑ کے)۔ پس یک دفعہ جنت سے جو مقام اجتماع کا تھا احباب اور اولاد اور بھائیوں کا (اور یہ واقعہ گزرا) عرصہ میں دو ساعت زمان کے اعتبار سے جیسا کہ روایت میں ہے۔ جب کوئی امامؑ کا ناصر و مددگار نہ رہا تو ایک بچہ خیمہ سے نکلا۔ اس کے کانوں میں دو گوشوارے لٹک رہے تھے اور وہ بہت خوفزدہ تھا (امام حسینؑ سے فریاد کر رہا تھا) کبھی داہنی طرف اور کبھی بائیں طرف دیکھتا تھا۔ پس اس کے پاس ہانی ابن شبیب (ملعون) آیا۔ پس اس بچہ کو اپنی تلوار سے مارا۔ پس وہ معصوم شہید ہوگیا۔ (اور جبکہ وہ شہزادہ شہید ہوگیا) اور کوئی باقی نہ رہا جس سے (امامؑ عالی مقام) مانوس ہوتے تو اپنی بہن، (جناب زینبؑ) سے فرمایا کہ لاؤ میرے فرزند صغیر کو (تا کہ اس کے لیے پانی کی سبیل کروں) پس جناب زینبؑ نے فرزند شیر خوار کو امامؑ عالی مقام کی خدمت میں پیش کیا (پس اس طفل شیر خوار کو امام

Presented by Ziaraat.Com

مظلومؑ اشقیاء کے سامنے لے گئے اور سوال آب کیا یہاں تک کہ امامؑ عالی مقام کے ہاتھوں پر حرملہ بن کاہل اسدی کے تیر سہ شعبہ سے وہ بچہ شہید ہو گیا) اور جبکہ کوئی ایک بھی باقی نہ رہا کہ جس سے امام عالی مقامؑ تکلم فرماتے مگر اہل حرم۔ پس امامؑ عالی مقام نے اہل حرم کو پکارا (اور خیمہ میں داخل ہوئے اور ایک ایک سے رخصت ہوئے) اور جب اہل حرم سے رخصت ہو کر خیمہ سے باہر نکلے اور تنہا چلے (اشقیاء سے مقابلہ کے لیے) اور دیکھا کہ بلاد غبار آلود ہیں اور کوئی بھی امامؑ عالی مقام کے ساتھ نہ تھا تو وہی اشعار پڑھے جو حضرت آدمؑ نے مذمت دنیا میں پڑھے تھے۔ اور اپنے رب کو پکارا جیسا کہ آدمؑ نے اپنے رب کو پکارا تھا فراق جنت کے وقت۔

جناب آدمؑ نے فراق بہشت پر بہت زیادہ گریہ فرمایا۔ اور روایت میں ہے کہ جناب آدمؑ دو سو برس تک فراق جنت پر گریہ کرتے رہے۔

(اور جناب امام) حسینؑ فقط ایک روز مصروف گریہ و بکا تھے اور وہ عاشورہ کا دن تھا مواضع خاصہ میں۔ لیکن امامؑ عالی مقام کے گریہ و بکا کا قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے جناب آدمؑ کے گریہ و بکا پر۔ اس لیے کہ گریہ آدمؑ فراق جنت کے لیے تھا اور گریہ امام حسینؑ فراق و مصائب میں اہل بیتؑ کے تھا۔ از روئے رقت و ترحم کے نہ یہ کہ امام حسینؑ اپنے نفس کے لیے گریہ فرماتے تھے۔

جناب آدمؑ کا گریہ طولانی تھا۔ یہاں تک کہ نہریں اشکوں کی جاری ہوئیں۔ گریہ امام حسینؑ قصیر تھا لیکن خون کے ساتھ جو پھوٹ کر قلب سے نکلے۔ گریہ آدمؑ تسلی کے ساتھ تھا۔ اور گریہ امام حسینؑ کے ساتھ کوئی ایسا نہ تھا جو آنحضرتؑ کو تسلی دیتا۔

Presented by Ziaraat.Com

گریہ آدمؑ اپنے ایک فرزند مقتول کے لیے تھا۔ اور گریہ امام حسینؑ اپنے بھائیوں اور اپنی اولاد اور بنی اعمام واصحاب اور اہل وعیال واطفال کے لیے نہ تھا۔

جناب آدمؑ مبتلا ہوئے تحصیل قوت اور طعام میں اپنی زوجہ اور اپنے نفس کے لیے اس چیز سے کہ جس سے کوئی ایک مبتلا نہیں ہوا۔ کیونکہ تحصیل قوت کے اسباب میں سے کوئی شے روئے زمین پر تھی۔ پس گویا کہ جناب آدمؑ نے تحصیل معیشت کے اسباب کے علم حاصل کرنے میں سعی فرمائی اور مہیا کیا اسباب معیشت کو بلا معاون کے جو بنانے والے تھے اس جنس کے۔ اور یہ چیز جناب آدمؑ کے لیے انتہائی دشوار تھی۔ (اس لیے کہ اس زمانہ میں اسباب معیشت مشکل سے حاصل ہوتے تھے) اگر تائید الٰہی نہ ہوتی تو حضرت آدمؑ معذور ہوتے۔ (اور عیش کرنا ممکن نہ تھا)

اور (امام) حسینؑ بھی مبتلا ہوئے پانی کے اسباب کے حاصل کرنے کے لیے تاکہ دور کریں پیاس اپنے عیال واطفال کی جبکہ منع کر دیا تھا اشقیاء نے ان کو پانی پینے سے باوجودیکہ وہاں پانی موجود اور جاری تھا۔ پس امام مظلومؑ نے (تحصیل آب کے سلسلہ میں) بہت زحمتیں اٹھائیں اور متحمل ہوئے جملہ اقسام کے تعب بدنی اور نفسانی کے (تحصیل آب کے واسطے) پس کبھی تو خود گروہ اشقیاء کو موعظہ فرماتے تھے اور کبھی کسی کو بھیجتے تھے جو اشقیاء کو موعظہ کرتے تھے۔ اور کبھی بھیجتے تھے ان کو جو قوم اشقیاء سے پانی طلب کرتے تھے۔ اور کبھی بھیجتے تھے شب تاریک میں (اپنے اصحاب کو تحصیل آب کے واسطے) اور کبھی کنواں کھودتے تھے (تحصیل آب کے واسطے) اور کبھی طلب فرماتے تھے پانی اپنے اہل حرم کے واسطے فقط۔ اس لیے کہ وہ یعنی اہل حرم اہل قتال سے نہیں

Presented by Ziaraat.Com

تھے (اور فرماتے تھے ان عورتوں نے کیا قصور کیا ہے عداوت تو مجھ سے ہے) اور کبھی پانی طلب فرماتے تھے اپنے طفل شیر خوار کے واسطے فقط۔ اور کبھی اس بچہ کو دکھا کر ان اشقیاء کو فرات کا پانی طلب کرتے تھے (اور فرماتے تھے کہ یہ بچہ پیاس سے ہلاک ہو رہا ہے) اور کبھی فرماتے تھے خود پانی اپنے لیے۔ اور کبھی پانی طلب فرماتے تھے حالت احتضار میں اپنے لیے۔

اور جناب آدمؑ کو حاصل ہوا بعد تعب (و مشقت کے) طعام۔ اور (امام) حسینؑ نے بعد زحمت بسیار کے دنیا سے بھوک اور پیاس کے عالم میں رحلت فرمائی۔ فدا ہو جاؤں روح عالمین آنحضرت امام حسینؑ پر۔

حضرت آدمؑ مبتلا ہوئے (فراق میں اپنے فرزند ہابیلؑ مقتول کے) کہ قابیل نے قتل کر دیا (اپنے بھائی) ہابیلؑ کو۔ اور وہ (یعنی جناب ہابیلؑ) دفن بھی ہو گئے۔ اور نہیں دیکھا (آدمؑ نے) اپنے فرزند ہابیلؑ کے خون کو۔ اس لیے کہ زمین ہابیل مقتول کے خون کو پی گئی تھی۔ پس جناب آدمؑ نے زمین پر لعنت کی۔ پس اس کے بعد زمین نے کسی کے خون کو نہیں پیا۔

اور (امام) حسینؑ مبتلا ہوئے فراق میں اپنے فرزند دلبند علی اکبرؑ کے۔ جو پیغمبرؐ خدا سے مشابہ تھے۔ جس کے جسم کو اشقیاء نے پارہ پارہ کر دیا۔ (اور دیکھا امام حسینؑ نے اپنے فرزند) جناب علی اکبرؑ کے بدن کو ٹکڑے ٹکڑے جو دفن نہیں ہوئے تھے۔ اور نہ کفن پہنے ہوئے تھے۔ پس جناب امامؑ کے قویٰ ضعیف ہو گئے نعش علی اکبرؑ کے دیکھنے سے۔

اسی طرح سے جناب آدمؑ نے اپنے فرزند ہابیلؑ پر چالیس شبانہ روز گریہ فرمایا۔

Presented by Ziaraat.Com

پس جناب رب العزت کی جانب سے جناب آدمؑ پر وحی ہوئی کہ اے آدمؑ ہم نے تم کو ہابیلؑ مقتول کے عوض میں ہبۃ اللہ شیثؑ کو دیا۔ پس جناب شیثؑ پیدا ہوئے۔

اور (امام) حسین علیہ السلام نے گریہ فرمایا نصف ساعت جو برابر ہے چالیس سال کے جس میں امام مظلومؑ کے قوی کمزور ہو گئے۔

اور جناب علی اکبرؑ کی شہادت کے بعد امام حسینؑ مبتلا ہوئے قتل فرزند شیرخوار علی اصغرؑ پر۔ اس کے بعد ایک دوسرے علیؑ سے جدا ہوئے (یعنی بیمار کربلا امام زین العابدین علیہ السلام سے)۔

Presented by Ziaraat.Com

باب ادریس علیہ السلام

(حضرت) ادریسؑ کو لے گیا خداوندِ عالم ایک بلند مقام پر درمیان آسمان پنجم اور آسمان چہارم کے۔

اور (امام) حسینؑ کی نعش مبارک کے لے گئے (ملائکہ) ایک بلند مقام پر اور معراج ہوئی روح امام حسینؑ کو ایک بلند مقام پر اور لے گئے (ملائکہ) خون امام حسینؑ کو بلند مقام پر (اور وہ رب العزت کا خاص خزانہ ہے) اور بنایا خداوندِ عالم نے مثال امام حسینؑ کی ایک بلند مقام پر اور لے گئے ملائکہ تربت امام حسینؑ کو ایک بلند مقام پر ہر ایک کیلئے ایک تفصیل ہے جس کو ہم ذکر کرینگے اسکے محل میں۔

(جناب) ادریسؑ نے شفاعت فرمائی ایک ملک کے حق میں۔

اور (امام) حسینؑ نے شفاعت فرمائی دو ملک کے حق میں۔ فطرس اور دردائیل ملک۔ (بلکہ صلصائیل اور صرصائیل ملک کے حق میں۔ جیسا کہ روایت میں وارد ہوا ہے)۔

اور (جناب) ادریسؑ بھی مبتلاء ہوئے فرار ہونے کے لیے سلطان جائر کے ظلم و تشدد سے۔ اور چھوڑ دیا اپنے اعوان و انصار کو اور بھوکے پیاسے رہے تین دن تک۔

اور (امام) حسینؑ کا بھی امتحان فرار سے ہوا تا کہ نہ قتل کیے جائیں اللہ کے حرم میں احتراماً حرم کے لیے۔

اور امتحان لیا گیا امام مظلومؑ کا مقاعلہ سے بھی۔ اور مبتلا ہوئے تین دن کی بھوک

Presented by Ziaraat.Com

اور پیاس میں۔ یہاں تک کہ ندبہ فرمایا امام حسینؑ کی بہن (جناب زینبؑ) نے کہ میرا ماں جایا پیاسا ذبح کیا گیا۔ یہاں تک کہ رحلت فرمائی۔

Presented by Ziaraat.Com

بابِ نوح علیہ السلام

(حضرت) نوح علیہ السلام شیخ المرسلین تھے۔

اور (امام) حسین علیہ السلام اہل جنت کے سردار ہیں۔

(جناب) نوحؑ کے بیت کو (خداوندِ عالم نے) مشرف فرمایا اور وہ مسجد کوفہ ہے۔

اور (امام) حسینؑ کے مدفن کو (خداوندِ عالم نے) مشرف فرمایا مسجد کوفہ کے مقابل میں تمام جہت سے۔

(جناب) نوحؑ وہ ہیں کہ جنکے حق میں خداوندِ عالم نے خطاب فرمایا سلامٌ علی نوحٍ فی العالمین یعنی سلامتی ہو نوحؑ کی تمام عالم میں۔ (کشتی پر سیر کریں مگر سلامت رہیں اور کوئی گزند نہ پہنچے انکو جو اس کشتی پر سوار ہوں) پس بہ تحقیق کہ نجات ملی لوگوں کو طوفان سے جناب نوحؑ کے سبب سے۔

اور (امام) حسینؑ وہ ہیں کہ جن کے حق میں خداوندِ عالم نے ارشاد فرمایا: ....سلامٌ علی الحسین علیہ السلام فی العالمین یعنی سلام ہو حسینؑ پر (جو) عالمین کے امام ہیں۔'' اس لیے کہ نجات ہوگی (جہنم کی) آگ سے۔ امام حسین علیہ السلام کے سبب سے۔

(اور) نوحؑ صاحب سفینہ تھے۔ یعنی وہ کشتی جسے جناب نوحؑ نے اپنے ہاتھوں سے بنائی تھی وہ پانی کی موجوں پر چلتی تھی۔

اور (امام) حسینؑ (بھی) صاحب سفینہ ناجیہ ہیں جو جاری ہے۔ جو شخص سفینۂ (امام حسینؑ) پر سوار ہوگا نجات پائے گا طبقات نار سے۔

Presented by Ziaraat.Com

(حضرت) نوحؑ نے قیام فرمایا اپنی قوم میں ساڑھے نوسو برس تک۔ پس ان کی قوم اُن کی (یعنی جناب نوحؑ کو) بہت مارتی تھی پتھر سے یہاں تک کہ تین روز تک عالم غش میں پڑے ہوئے تھے۔ اور جناب نوح علیہ السلام کے کان سے خون جاری رہتا تھا۔

اور (امام) حسین علیہ السلام نے قیام فرمایا اپنی قوم کے درمیان نصف ساعت تک۔ اور اُن کو دعوت دیتے تھے (خداوندِ عالم کی جانب سے) پس مارا امام حسینؑ کو اُن کی قوم نے نصف نہار میں یہاں تک کہ تین روز تک لاش مبارک امامؑ مظلوم کی بلا سر کے پڑی رہی (جلتی ہوئی ریت پر تمازتِ آفتاب میں) اور خون بہہ رہا تھا جمیع اعضاء سے اُن کے۔ اور تھی ضرب اُن کی (یعنی امام حسینؑ کی) نصف ساعت میں زیادہ ضرب سے ساڑھے نوسو برس کے۔

Presented by Ziaraat.Com

باب ابراہیم علیہ السلام

(پس) جبکہ کہے تو (زیارت امام حسینؑ میں) السلام علی ابراھیم خلیل اللہ ''میرا اسلام ہوابراہیم خلیل اللہ پر۔ پس اگر تو چاہے تو قصد ابراہیم خلیل سے (وہ خلیل خدا) جنہوں نے محض بہ نظر رضائے الٰہی وتقرب باری تعالیٰ اپنے تئیں آتش نمرودی میں ڈال دیا جو ایک فرسخ تک مشتعل تھی۔ اور اعانت ملائکہ کو قبول نہیں فرمایا۔ (خصوصاً اعانت جبرئیلؑ کو) اور دعا بھی نہیں مانگی اپنے رب سے چھٹکارے کے لیے آتش (نمرودی) سے۔ اور فرمایا کہ کفایت کرتا ہے میرے سوال سے علم باری تعالیٰ میرے حال میں۔

اور اگر تو چاہے تو قصد کرے (السلام علی ابراھیم علیہ السلام الخلیل سے) خلیل کربلا کا (یعنی امام حسینؑ کا) کہ پیش کیا اپنے نفس کو تقرب الٰہی کو حاصل کرنے کے لیے۔ اور پیش کیا اپنے نفس کو تلواروں اور نیزوں کے درمیان جو کئی ایک فرسخ تک تھیں۔ اور ملائکہ کی نصرت و مدد کو قبول نہیں فرمایا۔ (بہ نظر تقرب الٰہی) پس قرار دیا آگ کو اپنی امت کثیر پر برد اور سلام (یعنی جس کے ہاتھ میں دامن امام حسینؑ ہوگا وہ جہنم کی آگ سے نجات پائے گا)

اور اگر تو چاہے تو قصد کرے (زیارت امام حسینؑ میں) خلیل خدا کو جنہوں نے بہ نظر تقرب و رضائے الٰہی اپنے فرزند جناب اسماعیلؑ کو خداوندِ عالم کی بارگاہ میں پیش کیا۔ اور پیشانی کو بارگاہ احدیت میں خم کر دیا۔

Presented by Ziaraat.Com

اور اگر تو چاہے قصد کرے السلام علی ابراھیم خلیل اللہ سے امام حسینؑ کا (جو خلیل کربلا تھے) کہ جنہوں نے بنظر تقرب اپنے فرزند علی اکبرؑ کو (بارگاہ احدیت میں پیش کیا اور دیکھا ان کے بدن کے ٹکڑے زمین کربلا پر۔

اگر تو چاہے (زیارت مذکورہ میں) قصد کرے ابراہیمؑ خلیل اللہ کا کہ جس سے ان کی زوجہ سارہ نے آٹا طلب کیا پس شرمندہ ہوئے حضرت ابراہیمؑ خلیل خدا پلٹا نے سے بار کو خالی۔ پس بھر دیا بورے کو ریت سے تو خداوندِ عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے ریت کو آٹا بنا دیا۔

یا قصد کیجیے خلیل کربلا کا کہ جن سے ان کی پارہ جگر سکینہؑ نے پانی طلب کیا تھا۔ پس امام مظلومؑ آب کے لیے نکلے اور خالی پلٹے اور نہیں فرمایا جناب سکینہؑ سے مگر یہ کہ بہت دشوار ہے مجھ پر اے پارہ جگر تیری بھڑکتی ہوئی پیاس کہ تو مجھ سے پانی طلب کرے اور میں تم کو دے نہ سکوں۔

اور اگر تو چاہے قصد کرے (زیارت امام حسینؑ میں) خلیلؑ اللہ کا کہ جنہوں نے ساکن کیا اپنے اہل کو بے آب و گیاہ وادی میں اور ان کے پاس فقط ایک مشک پانی کی تھی۔ پس پلٹے (خلیلؑ خدا) اور درِ کعبہ کو پکڑ کر دعا مانگی اور فرمایا کہ میں چھوڑ رہا ہوں اپنی ذرّیت کو بے آب و گیاہ وادی میں۔ پس دعا کی جناب ابراہیمؑ نے اُن کے حق میں اپنے قول فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات" پس خلائق کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور ان کو رزق عطا فرما پھل اور میوے سے۔"

یا قصد کیجیے خلیل کربلا کہ جنہوں نے اپنے اہل و عیال کو چھوڑا ایک ایسی وادی

Presented by Ziaraat.Com

میں جس میں پانی نہ تھا اور نہ کھانا۔ وہ پیاسے تھے دشمنوں کے نرغہ میں (جن کا سرپرست و غمخوار سوائے ایک فرزند بیمار کے کوئی نہ تھا) اور اپنے اہل حرم سے وقت رخصت یہ فرمایا کہ آمادہ ہو جاؤ اسیری کے لیے اور قناعت کرو مصائب کو برداشت کرنے کے لیے۔

اگر تم چاہو قصد کرو زیارت امام حسینؑ میں خلیلؑ خدا کا جو صاحب ملت تھے۔ یا قصد کرو خلیلؑ کربلا کا جو منبع رحمت تھے۔

اگر تم چاہو قصد کرو خلیلؑ خدا کا جو مہمانوں کو بہت دوست رکھتے تھے۔ یا اس خلیلؑ کربلا کا قصد کرو زیارت میں جو اہل عقبان پر مہربان ہیں۔

پس نہیں محروم ہو گا وہ شخص امامؑ مظلوم کی شفاعت سے جو ممسک ہو گا ان کے دامن سے۔

Presented by Ziaraat.Com

بابِ یعقوب علیہ السلام

زیارت امام حسین علیہ السلام میں وارد ہوا ہے ''السلام علی یعقوب الذی رد الله علیه بصره برحمته سلام ہو اس یعقوبؑ نبی پر کہ جس کی قوت بصارت کو خداوندِ عالم نے اپنی رحمت سے پلٹا دیا۔'' پس اگر تم چاہو قصد کرو یعقوبؑ ابن اسحاقؑ کو جو باپ تھے بارہ بیٹے کے ایک روز ندادی اُن لوگوں نے (یعنی اولاد یعقوبؑ نے) درآنحالیکہ وہ صحیح وسالم زندہ اپنے باپ کی خدمت میں کھڑے تھے۔ پس کہا کہ اے میرے پدر بزرگوار بہ تحقیق کہ ہم میں سے ایک کو بھیڑیے نے کھالیا ہے۔ (پس اس صدمہ سے) کمر حضرت یعقوبؑ کی جھک گئی اور اُن کی دونوں آنکھوں کی قوت بصارت زائل ہوگئی حزن وغم سے اور اگر تم چاہو قصد کرو یعقوبؑ کربلا کا کہ ایک فرزند (جو شبیہ پیغمبر تھا) اُسے بھی اُمت پر نثار کر دیا۔ (اور) سنی اس کی ندا کو کہ وہ کہہ رہا ہے (اپنی ندا میں) یا ابتاہ علیك منی السلام ''اے بابا آپ میرا آخری سلام قبول فرمائیں'' یہ سلام، سلام متارکہ تھا (یعنی آپ سلامت رہیں) اب میں آپ سے جدا ہو رہا ہوں۔

اگر تم چاہو قصد کرو یعقوبؑ نبی کا کہ جس نے دیکھا اپنے فرزند یوسفؑ کے لباس کو خون میں ڈوبا ہوا۔ (لیکن) پارہ پارہ نہ تھا (بلکہ سالم تھا) پس فرمایا کہ عجیب مہربان بھیڑیا تھا (کہ لباس تک چاک نہ کیا)

اور اگر تم چاہو قصد کرو اُس یعقوبؑ (کربلا) کا کہ دیکھا اپنے فرزند (یوسفؑ) کو ٹکڑے ٹکڑے کہ نہیں باقی رہا ان کے لباس سے اور نہ جسد (علی اکبرؑ) سے کوئی مقام سالم۔

Presented by Ziaraat.Com

فرزندان یعقوبؑ نے اپنے پدر بزرگوار سے اجازت چاہی کہ یوسفؑ کو (صحرا میں) واسطے تفریح طبع کے لے جائیں۔ پس ان کو جناب یعقوبؑ نے روک دیا اور فرمایا کہ تاب مفارقت نہیں رکھتا اگر تم لوگ لے جاؤ گے اس کو (یعنی جناب یوسفؑ کو)۔

اور (امام) حسین علیہ السلام وہ ہیں کہ جب ارادہ مبارزت فرمایا ہے ان کے فرزند (علی اکبرؑ) نے تو اہل حرم مانع ہوئے تھے اور جناب علی اکبرؑ سے لپٹ جاتے تھے۔ پس فرمایا امام حسینؑ نے (اہل حرم سے کہ) ان کو چھوڑ دو یہ مشتاق ہیں اپنے جد کی ملاقات کے لیے۔

یعقوبؑ نبی وہ ہیں کہ جب لایا ہے بشیر ان کے (فرزند) یوسفؑ کے پیرہن کو (تو فرمایا کہ اس میں اپنے فرزند یوسفؑ کی خوشبو سونگھ رہا ہوں) پس بصارت چشم عود کر آئی۔

لیکن امام حسین علیہ السلام نے جب اپنے فرزند کی آواز یعنی ندا کو سنا (یا ابتاہ ادرکنی ھذا جدی رسول اللہ) تو ان کی نگاہوں میں دنیا تاریک ہوگئی۔

Presented by Ziaraat.Com

بابِ یوسف علیہ السلام

(حضرت) یوسفؑ کو جب ان کے بھائیوں نے ان کے والد بزرگوار جناب یعقوبؑ سے جدا کیا تو بعض بھائیوں نے یہ کہا کہ ان کو (یوسفؑ کو) قتل نہ کرو، اور ڈال دو اس کو (جناب یوسفؑ کو) گہرے کنویں میں۔ پس ڈال دیا (برادران یوسفؑ نے) اُن کو (یوسفؑ کو) گہرے کنویں میں جس میں پانی تھا۔

اور (امام) حسینؑ وہ ہیں کہ بعد قتل ہونے آنحضرتؑ کے اصحاب اولاد اور برادران کے اشقیاء امت نے ان پر حملہ کر کے تیروں، نیزوں، اور تلواروں سے ان کے جسم مبارک پر زخم لگائے۔ بس وہی زخم کافی تھے امامؑ مظلوم کی شہادت کے لیے۔ بلکہ بعض زخم کافی تھے شہادت کے لیے۔ بلکہ منجملہ نیزوں کے ایک تیر سہ شعبہ جو امامؑ مظلوم کے قلب پر لگا وہی کافی تھا شہادت کے لیے۔ (باوجود اس کے) اشقیاء امت نے بلند آواز سے ندا دی کہ تم لوگ قتل کرو اس کو (یعنی امام حسینؑ کو) تم لوگوں کی مائیں تم لوگوں کے ماتم میں بیٹھیں۔ پس حملہ کیا ایک جماعت نے مقتول کو قتل کرنے کے لیے (اور) مقتول کو ذبح کرنے کے لیے (اور) نحر کرنے کے لیے مذبوح کو (اور) نحر کرنے کے لیے جو نحر کیا جا چکا ہے۔ ایسے طریقہ سے قتل کیا کہ قلم سے تحریر جاری نہیں ہوتی۔ اور زبان کو طاقت نہیں کہ اس کی تصویر کشی کرے۔

حضرت یوسفؑ کو جب ان کے بھائیوں نے کنویں میں ڈالا تو ایک قافلہ کا گزر ہوا۔ بعض اہل قافلہ نے حضرت یوسفؑ کو کنویں سے نکالا (اور) ان لوگوں نے اسیر کرلیا

Presented by Ziaraat.Com

اور گردش دینے لگے۔ اہل قافلہ خریدنے کے بعد حضرت یوسفؑ کو بازار مصر میں لے گئے تا کہ یوسفؑ کو بیع کر دیں (اہل مصر کے ہاتھ)

اور (امام) حسین علیہ السلام کو جبکہ اشقیاء سے اُمت نے خاک پہ گرایا سر امام مظلومؑ کا تن سے جدا کیا اور نصب کیا ان لوگوں نے (سر مبارک کو) نیزہ پر۔ (اور) بحیثیت اسیر کے پھرایا اشقیاءِ اُمت نے سرہائے مبارک کو کوفہ و شام کے بازاروں اور گلیوں میں۔

جناب یوسف علیہ السلام کو داخل کیا (اہل مصر نے) زبردستی عزیز مصر کے پاس۔ (اور) انجام کار امین و معتمد عزیز مصر کے ہوئے۔

اور (امام) حسین علیہ السلام کے سر مبارک کو داخل کیا اشقیاءِ اُمت نے یزید لعین کے پاس۔ پس اس ملعون نے سر مبارک کے ساتھ شماتت و استہزاء کرنا شروع کر دیا اور چوب خیزراں سے دندان مبارک کو اذیت پہنچائی۔

Presented by Ziaraat.Com

بابِ صالح علیہ السلام

(جناب) صالح علیہ السلام صاحب ناقہ ہیں جو مبتلا ہوئے پانی پلانے میں ناقہ کے۔

(اور امام) حسینؑ صاحب عیال اور صاحب اطفال ہیں۔ آنحضرتؑ مبتلا ہوئے پانی پلانے میں اپنے عیال واطفال کے۔

(حضرت) صالح علیہ السلام (پیغمبر) چاہتے تھے (کہ ان کی امت) ایک روز ناقہ کو پانی سے سیراب ہونے دے اس حیثیت سے کہ نہ سیراب ہو کوئی علاوہ ناقہ کے (یعنی حضرت صالح نبی چاہتے تھے کہ ایک روز ان کی امت تمام پانی ناقہ کو دے اور کوئی شخص اس روز سیراب نہ ہو)۔ پس ان لوگوں نے چند روز تو اس پر عمل کیا کہ ایک روز جناب صالح علیہ السلام نبی کی امت پانی سے سیراب ہوتی تھی اور ایک روز ناقہ پانی سے سیراب ہوتا تھا۔

(اور امام) حسینؑ نے جب چاہا اپنے عیال واطفال کے لیے پانی۔ نہ یہ کہ فرات کا تمام پانی آنحضرتؑ نے اپنے عیال واطفال کے لیے طلب کیا تھا اور نہ یہ قید لگائی تھی کہ ایک روز اشقیاء پانی سے سیراب ہوں اور دوسرے روز امام حسینؑ کے اطفال وعیال پانی سے سیراب ہوں۔ بلکہ وہ نہر جو امام مظلومؑ کے مادرِ گرامی کے مہر میں تھی اس سے چند مشکیں پانی کی طلب کی تھیں۔ (یہاں تک کہ جب اشقیاء نے اس کو منظور نہ کیا) تو اپنے شیر خوار کے لیے ایک جرعہ آب کا طلب کیا لیکن اشقیاء امت نے رحم نہ کیا۔ پس امامؑ مظلوم نے اپنی پیاس بجھانے کے لیے ایک قطرہ پانی طلب کیا لیکن اشقیاء امت

Presented by Ziaraat.Com

نے اول امر سے امامؑ عالی مقام کو پانی نہیں دیا۔

(حضرت) صالح علیہ السلام نبی کی امت نے جب ان کے ناقہ کو پے کر دیا پانی پر تو ناقہ کا بچہ فریاد و نالہ کرتا رہا اور پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور اب تک وحشت ہوتی ہے گزرنے والوں کو اس پہاڑ پر۔

(اور امام) حسینؑ وہ ہیں کہ جبکہ آپ کی جہت سے طفل شیر خوار کو تیر سہ شعبہ لگا ہے تو امام حسینؑ چیخ مار کر روئے اور اس طفل شیر خوار نے اپنے پدر بزرگوار کی صورت دیکھی اور مسکرا دیا۔ یہاں تک کہ روح نے بدن سے مفارقت کی۔ امام حسینؑ نے عرض کی بارالہا یہ میرا فرزند تیرے نزدیک ہرگز ہرگز ناقہ صالح علیہ السلام سے کم نہ ہوگا۔ پس تو انتقام لے اس قوم سے اس کے لیے۔ اور اگر مصلحت نہ ہو اس وقت انتقام میں تو مجھ کو عطا فرما اس کا بہترین عوض۔ حق تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے امام حسینؑ کو اس فرزند شیر خوار کے عوض میں فریاد رسی ان لوگوں کی جو فریاد کریں گے میدان محشر میں اور فریاد کریں گے مواقف میں (میدان محشر کے) اور وہ فریاد کریں جہنم کی آگ میں خصوصاً جبکہ بلند ہوں گی اس وقت فریادیں آواز پر اس طفل شیر خوار کے اور اس کی مصیبت عظیمہ پر۔

Presented by Ziaraat.Com

بابِ ھود علیہ السلام

(حضرت) ھود علیہ السلام توکل خاص ہیں جنہوں نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ تم سب متفق ہو جاؤ پس میرے ساتھ مکر و کید کرو اور ہم کو مہلت نہ دو۔ اور امام حسینؑ نے بھی یہ فرمایا تھا (اعداء سے) جبکہ کھڑے ہوئے تھے ان کے مقابل۔

جناب ھود علیہ السلام نے بھی یہی کہا تھا کہ تم سب ملکر میرے ساتھ مکر کرو لیکن سب نے ایک ساتھ مکر نہیں کیا بلکہ ان کی امت کے کچھ لوگوں نے ان کو عصا اور پتھر سے مارا۔

(اور امام) حسینؑ کو ان کے دشمنوں نے کل آلات سے ضرب لگائی۔ تلوار سے اور نیزہ سے اور چوب سے اور تیر سے اور پتھر سے اور عصا سے۔

جناب ھود علیہ السلام کی امت نے ان کے گلے کو گھونٹ دیا یہاں تک کہ قریب بہ ہلاکت پہنچ گئے۔

(اور امام) حسینؑ کے گلے کو نحر کیا اور گلے پر ضربیں لگائیں اور نحر کو پارہ پارہ کیا اور قطع کیا گلے کو۔ (اُن کے جد کی امت نے)۔

Presented by Ziaraat.Com

بابِ شعیب علیہ السلام

(حضرت) شعیب علیہ السلام باپ ہیں دولڑکیوں کے اور وہ وہی دولڑکیاں ہیں جن کو دیکھا جناب موسیٰ علیہ السلام نے آبِ (چاہِ) مدین پر۔ (اور) دونوں کے ساتھ گوسفند تھے جن کو پانی پلانے کے لیے چاہِ مدین پر لائی تھیں۔ پس پایا (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے) چاہِ مدین پر مردم کے ایک گروہ کو جو اپنے اپنے گوسفند کو پانی سے سیراب کر رہے تھے۔ اور پایا (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے) ان کے علاوہ دولڑکیوں کو (اپنے اپنے گوسفند کو لیے ہوئے) کنارے کھڑی ہیں قال ملخطبکما فرمایا جناب موسیٰ علیہ السلام نے کہ تم دونوں کیوں نہیں سیراب کرتی ہو اپنے اپنے گوسفند کو۔ دونوں نے (جواب میں) کہا ہم نہیں سیراب کرتے ہیں (اپنے گوسفند کو) یہاں تک کہ فارغ ہو جائیں شبان (چرواہے) اور ہم کو قوت نہیں گوسفند کو سیراب کرنے کی ان لوگوں کے مقابل میں۔ اور ہمارے پدر شیخ کبیر ہیں۔ وہ قدرت نہیں رکھتے چلنے کی ہمارے ساتھ (یہاں تک) پس رحم آیا حضرت موسیٰ کو ان کے کلام پر جبکہ دیکھا (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے) کہ روک دیا ہے پانی سے لوگوں نے دونوں لڑکیوں کو۔ اور علم ہوا (حضرت موسیٰ علیہ السلام کو) کہ دونوں لڑکیوں کے باپ ضعیف ہیں۔ اور شیخ کبیر (السن) ہیں۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے گوسفند کو پانی سے سیراب کیا۔

(اور امام) حسینؑ کہ جن کی بیٹیاں اور کثرت سے بہنیں ہیں اور باپ بھی ہیں اطفال صغار کے اور صاحب اخوان اور اولاد بھی ہیں جب وارد ہوئے نہر فرات کے

Presented by Ziaraat.Com

پاس۔ پس دیکھا لوگوں کو کہ وہ پانی سے سیراب ہو رہے ہیں اور حیوانات پی رہے ہیں۔ اور یہود نصاریٰ، اور کلاب وخناز پر۔ (نہر فرات کے) پانی سے سیراب ہو رہے ہیں اور کوئی ان کو منع نہیں کرتا۔ اور دیکھا اپنے عیال و اطفال کو کہ وہ روک دیے گئے پانی (پینے) سے۔ یہاں تک کہ بعد صدور سب کے سب دشمن سیراب ہو رہے ہیں۔ اور وہ لوگ یعنی امام حسینؑ کے اطفال واہل حرم وغیرہ وغیرہ پیاس سے پچھاڑیں کھا رہے ہیں۔ حالانکہ پدر بزرگواران کے سیّد کبیر ہیں۔ اور عالم کی ہر فرد سے افضل ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

بابِ ایوب علیہ السلام

فرمایا حق تعالیٰ نے (جناب ایوبؑ کی شان میں:

"انا وجدناہ صابراً نعم العبد انہ اواب"

''ہم نے پایا (جناب) ایوبؑ کو صابر (اور) خوب بندہ۔ بیشک وہ خدا کی بارگاہ میں مغفرت کرتے ہیں۔''

(اور امام) حسینؑ کو بھی پایا حق تعالیٰ نے صابر بلکہ شاکر بلکہ راضی (بھی) اسی وجہ سے (خداوندِ عالم نے) قرار دی ہے (امام حسینؑ کے) نفس کی صفت مطمئنہ راضیہ سے۔ اور نہیں اکتفا فرمایا فقط اس میں کہ امام حسینؑ بہترین عبد ہیں۔ بلکہ وصف بیان فرمایا ہے حق تعالیٰ نے اپنے قول بورك من مولد سے ''بہت مبارک ہے یہ مولود'' اور داخل فرمایا ہے حق تعالیٰ نے اس کو (یعنی امام حسینؑ کو) اپنے مخصوص بندوں میں بلکہ قرار دیا حق تعالیٰ نے امام حسینؑ کو اس عبد سے کہ جس کے حق میں فرمایا ہے ''سبحان الذی اسری بعبدہ'' قابل ستائش ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے عبد کو شبِ معراج'' (اور امام) حسین علیہ السلام "اواب" اللہ کی طرف حقیقتہً۔ کیونکہ جب بجالاتے تھے ایک طاعت کو تو داخل ہوتے دوسری اطاعت میں جو پہلی اطاعت سے زیادہ تر دشوار ہوتی تھی۔ اور زیادہ شوق رکھتے تھے دشوار تر اطاعت کی طرف اور اوّاب حقیقتہً وہ ایوبؑ کربلا ہیں۔

(جناب) ایوبؑ نے صبر کیا تمام بلاؤں پر کیونکہ حق تعالیٰ نے ان کو صابر پایا۔

لیکن برداشت نہیں کر سکے بلا شماتت کو اور بلا کو سر برہنگی کی اپنی زوجہ رحیمہ کی۔

Presented by Ziaraat.Com

اور (امام) حسین علیہ السلام یوم عاشورہ صبر فرمایا جمیع مصائب پر۔ لیکن جب نکلی ہیں

ان کی بہن جناب زینبؑ (خیمہ سے) اس وقت جبکہ اشقیائے امت نے ارادہ کیا امام

حسینؑ کے قتل کا۔ اور دیکھا امام حسینؑ نے اپنی بہن جناب زینبؑ کو تو اس سے بڑی کوئی

مصیبت امامؑ عالی مقام پر نہ تھی۔ اس وقت امامؑ کا سب سے اہم ارادہ جناب زینبؑ کو

خیمے میں واپس کرنے کا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

بابِ یحییٰ علیہ السلام

جان لو کہ بہ تحقیق (جناب) یحییٰ علیہ السلام کیلئے (امام) حسین علیہ السلام کے ساتھ تین جہت سے خصوصیت حاصل ہے۔

ا۔ اول یہ کہ حدیث میں بالخصوص وارد ہوا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے لیے مساوات و یکجہتی حاصل ہے۔ (جناب) یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ بہت سی چیزوں میں۔

۲۔ دوسرے یہ کہ حدیث میں وارد ہوا ہے نبی کریمؐ سے کہ نار (جہنم میں ایک منزل ہے کہ اس کا مستحق کوئی شخص نہیں ہے مخلوقین سے مگر قاتل یحییٰؑ ابن زکریا اور قاتل امام حسینؑ۔

۳۔ تیسرے یہ کہ امام حسینؑ اپنے کربلا والے سفر میں جب کسی منزل پر اترتے تھے یا کسی منزل سے کوچ فرماتے تھے تو جناب یحییٰ علیہ السلام کو یاد کرتے تھے۔ لہٰذا ان خصوصیات کی بنا پر ان دونوں بزرگوں کی خصوصیات کی تطبیق میں تین باتیں ذکر کروں گا۔

ا)۔ اول بیان میں مساوات و یکجہتی کے امام حسینؑ کے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے۔

۲)۔ دوسرے تطبیق میں اُن باتوں کے جن کو امام حسینؑ ذکر کرتے تھے اپنے سفر کربلا کی ہر اس منزل میں جس پر نزول فرماتے تھے اور ہر اس منزل پر جس سے کوچ فرماتے تھے۔

۳)۔ تیسرے بیان میں امام حسین علیہ السلام کے ان مصائب کے خصوصیات میں جو آنحضرتؐ پر زیادہ ہیں (بہ نسبت جناب یحییٰ علیہ السلام کے) اور قرار دیں گے امامؑ عالی مقام

Presented by Ziaraat.Com

کے مصائب کے عظیم و بزرگ ہونے کی خصوصیت کو تیسرے امر میں اور اس سے ہم کبھی مراد لیں گے یحییٰ علیہ السلام ابن زکریاؑ مظلوم کو اور کبھی یحییٰ علیہ السلام ابن زہراؑ مظلوم کو۔

الامر الاوّل:

امر اول بیان میں موزات کے جو وارد ہوئے ہیں روایات میں۔ پس ہم کہیں گے ان کے بیان میں کہ جناب یحییٰ علیہ السلام اور امام حسینؑ کے متعلق اللہ نے بشارت دی دونوں کی آمد سے پہلے۔ پس بشارت اوّل (قرآن کی یہ آیت ہے)

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝

''یعنی اے زکریا ہم آپ کو بشارت دیتے ہیں ایسے فرزند کی کہ جس کا نام یحییٰ ہے کہ ہم نے قبل اس کے اس کا کوئی ہمنام پیدا نہیں کیا ہے۔'' اور دوسری بشارت یا محمد ان اللہ یبشرك بمولودٍ من فاطمةؑ (ملائکہ نے یہ کہا کہ) اے محمدؐ بیشک اللہ آپ کو بشارت دیتا ہے ایک ایسے مولود کی (آمد ہوگی) شہزادی فاطمہؑ سے (جس کا نام حسینؑ ہوگا۔ اس کے قبل ہم نے کسی کا نام حسینؑ نہیں رکھا ہے)۔[1]

لیکن دونوں بشارتوں میں فرق عظیم ہے۔ کیونکہ بشارت یحییٰؑ (جناب زکریاؑ کے لیے) موجب فرح (سرور) ہوئی۔ اور بشارت (امام) حسینؑ کی سبب حزن ہوئی۔ فان اُمہ حملته کرھاً و وضعته کرھاً۔ یعنی حاملہ ہوئی ماں اس مولود کی کراہت سے اور وضع حمل ہوا اُس کا کراہت سے۔'' جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ مراد (آیہ وافی ہدایہ میں) حضرت زہراؑ ہیں۔

---

[1] ناسخ التواریخ، و بحار الانوار و ارشاد مفید علیہ الرحمہ و کامل الزیارات، باب ۱۶، ص ۵۶۔

Presented by Ziaraat.Com

اور (جناب) یحییٰؑ اور (امام) حسینؑ پیدا ہوئے چھ مہینے میں۔ (یعنی دونوں بزرگوار صدف عفتِ مادر میں چھ مہینہ تھے)[1] اور جناب یحییٰؑ اور (امام) حسینؑ وہ ہیں کہ دونوں کا نام اللہ نے رکھا اپنی جانب سے پس فرمایا (خداوند عالم نے) جناب یحییٰؑ کی شان میں انا نبشرك بغلام اسمه يحيىٰ۔"

"اے زکریا ہم بشارت دیتے ہیں ایک ایسے مولود کی کہ جس کا نام یحییٰ ہوگا۔"

اور فرمایا (خداوندِ عالم نے) امام حسینؑ کی شان میں (بذریعہ) جبرئیل امین۔ "میں نے نام رکھا اس مولود کا حسینؑ۔[2]

پس جناب یحییٰؑ کی رضاعت آسمان سے ہوئی اور امام حسینؑ کی رضاعت عرش عظیم سے ہوئی یعنی زبان نبی اکرمؐ سے جو افضل ہے عرش عظیم کے[3]۔

جناب یحییٰؑ اور امام حسینؑ وہ ہیں کہ نہیں دیکھا دونوں بزرگو نے خوشی اپنی مدت عمر میں۔ اور اگر اتفاقاً دونوں بزرگوں کو خوشی ہوئی تو حزن سے تبدیل ہوگئی۔

جناب یحییٰؑ اور (امام) حسینؑ وہ ہیں کہ دونوں بزرگواروں کے قاتل ولدالزنا ہیں۔[4]

جناب یحییٰ علیہ السلام اور امام حسینؑ کے سلسلہ میں جناب رسول اللہؐ سے[5] روایت ہے کہ نار (جہنم) میں ایک منزل ہے کہ نہیں مستحق ہوگا اس منزل کا کوئی ایک مگر قاتل یحییٰؑ

---

[1] ناسخ التواریخ، جلد ۶، ص ۲۔

[2] ناسخ التواریخ، جلد ۶، ص ۳۶۶۔

[3] ناسخ التواریخ، ج ۶، ص ۱۰۔ کامل الزیارات، باب ۱۶، ص ۵۷۔

[4] کامل الزیارات باب ۲۵، ص ۷۸۔

[5] کامل الزیارات باب ۳۵۔ ص ۷۸۔

Presented by Ziaraat.Com

اور قاتل امام حسینؑ۔

جناب یحییٰ علیہ السلام اور امام حسینؑ وہ ہیں کہ گریہ کیا آسمان نے دونوں بزرگواروں پر خون سے۔[1]

جناب یحییٰ علیہ السلام اور امام حسینؑ وہ ہیں کہ گریہ کیا زمین نے دونوں بزرگواروں پر خون سے۔[2]

جناب یحییٰ علیہ السلام اور امام حسینؑ وہ ہیں کہ تکلم کیا دونوں بزرگواروں کے سر نے بعد شہادت کے۔ پس جناب یحییٰؑ کے سر نے فرمایا بادشاہ سے "اتق اللہ خوف کر تو اللہ سے (اے بادشاہ)" اور سر (امام) حسینؑ نے تلاوت فرمائی آیات قرآنیہ کی مکرر۔ اور سنا گیا سر امام حسینؑ سے:

"لا حول ولا قوۃ الا باللہ"

(جناب) یحییٰ علیہ السلام جبراً قتل کیے گئے (جبراً قتل کیے گئے) اور امام حسینؑ میدان قتال میں جبراً قتل کیے گئے۔ اسی وجہ سے امام زین العابدینؑ نے فرمایا ہے:"

"انا ابن اقتلوا جبراً

یعنی میں اس کا بیٹا ہوں جو قتل کیا گیا جبراً۔

الامر الثانی:

بیان میں اس امر کے کہ (امام) حسین علیہ السلام ذکر فرماتے تھے ہر منزل پر (وہاں قیام فرماتے تھے سفر کربلا میں) جناب یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کو۔ اور ذکر فرماتے تھے

---

[1] کامل الزیارات باب ۲۵، ص ۷۷۔

[2] ناسخ التواریخ، ج ۶، ص ۳۶۲۔

Presented by Ziaraat.Com

بالخصوص کہ حضرت یحییٰؑ کا سر مبارک ایک زنِ زانیہ کے واسطے بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔ [1]

اور اگر آپ غور و فکر کریں نگاہ بصیرت سے تو پائے گا تو اس کو عظیم ترین مصیبت۔ پس بہ تحقیق کہ شماتت دشمن بعد اس کے عظیم ترین مصائب ہے۔ اور دیکھنا اور نظر کرنا دشمن کا حالت ضعف (وذلت) وابتلاء میں زیادہ عظیم ہے کہ کیسی عظیم ہوگی دیکھنے سے سر کے اس حالت میں کہ وہ جسم سے جدا ہوا ہے مصیبت امام حسینؑ کی کہ دشمن کے سامنے سر رکھا ہوا ہے اور وہ سر مبارک کو گردش دے جس طرح چاہے۔ جیسا کہ یہ واقعہ پیش آیا امامؑ مظلوم کے لیے اور امامؑ مظلوم کی یہ مصیبت بالخصوص بہت دشوار تھی جناب پیغمبرؐ خدا پر۔

پس بددعا فرمائی آنحضرتؐ نے اس شخص پر جس نے نظر کی سر بریدہ امام حسینؑ پر اور خوش ہوا۔ (یعنی پیغمبرؐ خدا اپنی زندگی میں واقعہ کربلا کو یاد کر کے روتے تھے اور اپنی حیات میں بددعا کی تھی)۔

الامر الثالث:

خصائص میں بزرگ مصیبت کے اس مظلوم امام حسینؑ کے بہ نسبت اس مظلوم (جناب یحییٰؑ) کے۔ اور اس مصیبت کو ہم بیان کریں گے ضمن میں سلام کے جناب یحییٰؑ پر۔ اس لیے کہ امام حسینؑ سلام کرتے تھے جناب یحییٰؑ پر اس وقت جبکہ یاد فرماتے تھے جناب یحییٰؑ کو ہر اُس منزل میں جس میں قیام فرماتے تھے یا کوچ کرتے تھے اُس منزل سے۔ اور ہمارے لیے اس میں اُسوۂ حسنہ ہے۔ یعنی ہم بھی تاسّی و پیروی کریں امام حسینؑ کی۔ پس چاہیے کہ ہم سلام کریں امام حسین علیہ السلام پر منازل تطبیق میں۔ پس ہم کہیں

[1] تفصیل ناسخ التواریخ ج ۶ ص ۴۶۵ پر ملاحظہ کریں۔

Presented by Ziaraat.Com

جیسا کہ زیارت امام حسینؑ میں ہے۔ سلام ہو حضرت یحییٰؑ پر جن کو بزرگ قرار دیا حق تعالیٰ نے اسکی (حضرت یحییٰؑ کی) شہادت کے سبب سے۔'' پس اگر چاہے قصد کرتو اس سلام سے جناب یحییٰؑ کا جن کو قتل کیا گیا (بہ طریق) جبر کے۔ یعنی گرفت میں لیا گیا تا کہ حرکت نہ کریں قتل کے وقت۔ اور قطع کیا لوگوں نے اُسکے (جناب یحییٰؑ کے) سر کو۔ یا قصد کرتو (اس سلام سے) یحییٰؑ (کربلا) کا جو قتل کیے گئے جبراً۔ یعنی وقت قتل اتنا زخمی ہو گئے تھے اور جسم سے تمام خون نکل گیا تھا کہ اعضاء و جوارح حرکت نہ کر سکتے تھے۔

اگر آپ چاہیں قصد کریں اس سلام سے اس یحییٰ علیہ السلام کا کہ رکھا گیا اس کا (یحییٰؑ کا) سر مبارک سامنے ہاتھوں پر۔ اور قطع کیا گیا (نرمی کے ساتھ)۔

اگر آپ چاہیں قصد کریں یحییٰؑ (کربلا) کا جو گرے گھوڑے سے زمین پر اُس نیزے کے زخم کے سبب سے جو آنحضرت امام حسین علیہ السلام کے پہلوئے اقدس پر دشمنوں نے لگائے تھے۔ پس قطع کیا امام مظلومؑ کے سر مبارک کو (جلتی ہوئی زمین پر)۔

اگر آپ چاہیں قصد کریں (سلام سے) اُس یحییٰؑ کا کہ ساکن ہو گئیں اُن کے قاتلوں کی تمام عداوتیں ایک مرتبہ ذبح کرنے سے چھری سے۔

اور اگر آپ چاہیں قصد کریں سلام سے اُس یحییٰؑ (کربلا) کا کہ دشمنوں نے نہیں اکتفا کی چار ہزار تیروں کے زخم پر اور ایک سو سے زائد ضربت پر (جو امام مظلومؑ کے سر پر لگائی تھی۔ اور ایک سو سے زائد نیزہ پر (جو امام حسینؑ پر لگائے گئے)۔ اور نہیں اکتفا کی دشمنوں نے سر مبارک کے قطع ہونے پر اور نحر پر اور رمی پر (یعنی آنحضرتؑ کے جسم مبارک پر پتھر برسائے گئے) اور وہ مصیبتیں جو امام مظلومؑ کے جسم پر بعد شہادت نازل

Presented by Ziaraat.Com

ہوئیں۔(جیسے) جسم مبارک کا پارہ پارہ ہونا۔اور اعضاء وجوارح کا مثلہ کیا جانا۔(پس دشمنوں نے اس پر اکتفا نہیں کی ہے) بلکہ مظاہرہ کیا دشمنوں نے اپنی عداوت کا آنحضرت امام حسینؑ کے سر مبارک کے مقابل میں۔اور نیزہ پر بلند کیا۔اور اس کو دیار بہ دیار پھرایا اور اس کو سولی پر چڑھایا۔پس اس پر دشمنوں نے اکتفا نہیں کی بلکہ مارتے تھے دندان مبارک پر اور ہونٹوں پر (چھڑی سے) مختلف جگہوں پر۔

اگر آپ چاہیں قصد کریں اس یحییٰؑ کا کہ جس کا سر ہدیہ کیا گیا ایک بیت سے دوسرے بیت کی جانب ایک مرتبہ۔اور قیاس کیا جاتا ہے امام حسینؑ کا اسی پر۔اور گریہ کیا جاتا ہے اس پر (یعنی امامؑ مظلوم کا سر مبارک نیزہ پر دیار بہ دیار پھرایا گیا)۔

یا قصد کریں اس یحییٰؑ کا جس کا سر مبارک پھرایا گیا بلاد کثیرہ میں۔اور کبھی ہدیۃً پیش کیا گیا اور پھر ہدیۃً پیش کیا گیا۔اور پھر ہدیۃً پیش کیا گیا۔اگر آپ چاہیں قصد کریں اس یحییٰ علیہ السلام کا کہ جس وقت ان کا سر قطع کیا گیا اور دیکھا حکم دینے والے ظالم نے تو اس کے حالات متغیر ہو گئے۔

اور اگر آپ چاہیں قصد کریں یحییٰ علیہ السلام مظلوم کا کہ جس وقت رکھا گیا سر مبارک ان کا سامنے قتل کا حکم دینے والے (یزید لعین) کے۔تو سر مبارک کو اٹھا لیا ہنس کر۔پس وہ تبسم کرتا تھا اس سے (سر مبارک سے) پس یہ تبسم یعنی یزید لعین کا مسکرانا ہر آنحضرتؐ کو دیکھ کر یہ عظیم ترین زخم ہے تمام زخموں سے (آنحضرتؐ کے) وہ آنکھیں اندھی ہو جائیں جو گریہ نہ کریں سماعت کے وقت اس تبسم کے (جو یزید مردود معلون نے سر امام مظلومؑ کو دیکھ کر کیا)۔

Presented by Ziaraat.Com

اگر آپ قصد کریں اُس مظلوم کا جس کا نام یحییٰؑ تھا جو مسجد سے نکالے گئے جس وقت کہ دشمنوں نے ان کے (یحییٰؑ کے) قتل کا ارادہ کیا تھا۔ اور وہ (یحییٰؑ) دشمنوں کے محاصرہ میں تھے بلا کسی علاقہ کے۔ نہ عیال سامنے تھے اور نہ اطفال تھے۔

اور اگر آپ چاہیں قصد کریں اس مظلوم کا جو نکالے گئے خیام سے جس میں زنان محترم حیران و پریشان تھیں۔ تنہا تھیں چٹیل میدان میں درمیان دشمنوں کے اور ہر ایک ندا دیتی تھیں (واویلا واحسینا کی) اور کہتی تھیں کہ کون اب ہم لوگوں کا سرپرست و وارث ہے جو ہم لوگوں کی حفاظت کرے۔ پس امام حسینؑ نے اہل حرم کو خاموش کیا اور آنحضرتؑ خیمے سے باہر نکلے۔ پس لپٹ گئی امام مظلومؑ سے دختر صغیرہ (جناب سکینہؑ) اور اپنے کو امام مظلومؑ کے قدموں پر گرا دیا۔ اور وہ دونوں ہاتھوں کا بوسہ لیتی تھیں اور چیخ مار کر روتی تھیں اور فرماتی تھیں واغوثاہ اور چاک کر ڈالا اپنی چادر کو۔ پس آنحضرت امام حسینؑ پلٹے اور بٹھایا اس کو (جناب سکینہؑ کو) اپنی گود میں اور ارشاد فرمایا:

لا تحرقی قلبی بدمعك حسرةً

ادام منی الرّوح فی جسمانی

اے سکینہؑ میرے قلب کو نہ جلاؤ اپنے حسرت بھرے آنسوؤں سے جب تک رُوح میرے جسم میں باقی ہے۔

فاذا قتلت فانتِ اولٰی بالّذی

تاتینه یا خیرة النسوان

پس جب میں قتل کیا جاؤں تو تو زیادہ مستحق ہے اس بات کی اے بہترین

Presented by Ziaraat.Com

نسواں۔[1]

اوراگرآپ چاہیں قصد کریں اس یحییٰؑ کا جوشہید کیے گئے اوروہ قربان تھے۔

اوراگرآپ چاہیں قصد کریں یحییٰؑ کربلا کا جوشہید کیے گئے اوروہ پیاسے تھے۔

اگرآپ چاہیں قصد کریں سلام سے جس وقت کہ آپ کہیں گے یہ کلام کہ یحییٰؑ وہ ہیں جوذبح کیے گئے طشت میں اورکوئی قطرہ خون کانہیں گرا۔(جناب یحییٰؑ کا) زمین پر مگرایک قطرہ جوچند سال تک جوش کھاتارہا(زمین پر) یہاں تک کہ بنی اسرائیل فنا ہو گئے پس ساکن ہوگیا جوش خون کا۔[2]

یا آپ یحییٰ علیہ السلام کربلا کا قصد کریں (سلام میں) جوذبح کیے گئے جلتی ہوئی ریت پراوروہ اپنے خاک وخون میں غلطاں تھے۔اوربہایا گیا ہرقطرہ خون کا زمین پر۔ مگرچند قطرات خون کے نہیں گرے آنحضرتؑ کے۔(بلکہ امامؑ مظلوم نے) لے لیا چند قطرات خون کے اپنے ہاتھوں میں اورمسح کیا اس خون کے قطرات سے اپنے چہرہ پر۔ پس بلند کیا[3] بعض قطرات خون کے آسمان کی طرف

اورایک قطرہ بھی آسمان سے زمین کی طرف نہیں پلٹا۔اگرایک قطرہ بھی زمین پر گرجاتا توزمین اپنے اہل کے ساتھ منقلب ہوجاتی۔

اگرآپ چاہیں قصد کریں یحییٰؑ کا جوذبح کیے گئے پس گردن سے۔

اوراگرآپ چاہیں قصد کریں اُس یحییٰ علیہ السلام کا کہ جس کا سرجدا کیا گیا ایک مرتبہ

---

[1] ناسخ التواریخ،ج۶،ص۲۸۴۔

[2] ناسخ التواریخ،ج۶،ص۳۶۶۔

[3] ناسخ التواریخ،جلد۶،ص۲۹۱۔واسرارالشہادۃ آقائے دربندی۔

Presented by Ziaraat.Com

پس گردن سے۔

اور اگر آپ چاہیں قصد کریں یحییٰ علیہ السلام کربلا کا کہ جس کا سر جدا کیا گیا تلوار کی بارہ ضربت سے۔

اور اگر آپ چاہیں قصد کریں اس یحییٰ علیہ السلام کا کہ جس کا سر تن سے جدا کیا گیا اور بدن اسکا صحیح سالم تھا۔

یا قصد کرو یحییٰ علیہ السلام کربلا کا کہ جس کا سر قطع کیا گیا اور بدن پارہ پارہ کیا گیا کہ کوئی جگہ زخموں سے خالی نہ تھی۔ سلام ہو اس یحییٰ علیہ السلام پر کہ جس کا سر بطور ہدیہ کئی مرتبہ دشمن کے پاس پیش کیا گیا۔ اور مارا گیا اسکے سر پر خیزران اور چھڑی سے کئی مرتبہ۔ سلام ہو اس یحییٰ علیہ السلام پر کہ جس کا سر مختلف مقامات پر رکھا گیا۔ سلام ہو اس یحییٰ علیہ السلام پر کہ جسکا سر نیزہ پر بلند کیا گیا اور نصب کیا گیا اس کے سر کو اور سبکی کی گئی اس کے سر کی، اور سولی دی گئی اس کے سر کو، اور لٹکایا گیا اس کے سر کو اور مختلف مقامات میں رکھا گیا، اور نصب کیا گیا مختلف مقامات پر۔ اور شاید کہ دفن کیا گیا مختلف مقامات میں۔ اگرچہ انجام یہ ہوا کہ سر مبارک بدن شریف کے ساتھ دفن ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

بابِ موسیٰ علیہ السلام

جب روانہ ہوئے امام حسینؑ مدینہ سے (عراق کی طرف) تو تلاوت فرمائی بعض آیات قرآنیہ کی جو متعلق میں جناب موسیٰ علیہ السلام سے۔ اور جبکہ داخل ہوئے مکہ شریف میں تو تلاوت فرمائی بعض آیاتِ قرآنیہ کی۔ اور اس قرأت میں اشارہ فرمایا ہے تطبیق کی طرف اپنے حالات کو حالاتِ موسیٰ پر۔[1] پس ہم بیان کرتے ہیں تفصیل اس کی۔

موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں (یعنی اللہ سے کلام کیا) اور امام حسینؑ کو بھی کلیم اللہ ہونے کا شرف حاصل ہے اپنی ان کی حیات میں۔

جیسا کہ روایت میں ہے انس بن مالک سے۔ وہ یہ ہے کہ:

''امام مظلومؑ مکہ (معظمہ) میں جناب خدیجہؑ کی قبر سے رخصت ہونے کے لیے گئے تھے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ امامؑ عالی مقام نور کے حلقہ میں ہیں اور ذات احدیت سے گفتگو فرما رہے ہیں۔''[2]

اور اسی طریقہ سے امام حسینؑ کلیم اللہ ہیں اپنی شہادت کے وقت کیونکہ خداوندِ عالم نے امامؑ عالی مقام سے خطاب فرمایا اپنے قول:

''يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِي'' سے۔

(اے نفس مطمئنہ تو اپنے رب کی طرف پلٹ آ) جیسا کہ روایت میں ہے۔

جناب موسیٰ علیہ السلام صاحب یدِ بیضا تھے۔ یعنی جناب موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کبھی نور

---

[1] ارشاد مفید ص ۲۲۳ تا ۲۲۴۔

[2] ناسخ التواریخ، ج ۶، ص ۵۵۔

Presented by Ziaraat.Com

سے چمکتے تھے۔

اور امام حسینؑ کی نورانیت کہیں زیادہ تھی جناب موسیٰ علیہ السلام سے کیونکہ امام حسینؑ کی جبین چمکتی تھی، گلا چمکتا تھا۔ اس لیے کہ کثرت سے پیشانی اور گلے کو چومتے تھے رسولؐ اللہ۔ اور چہرہ مبارک (نور سے چمکتا تھا) باوجودیکہ آغشتہ بخاک وخون تھا۔ کثرت سے نور اس سے ساطع تھا۔ یہاں تک کہ چہرے کے نور نے مشغول کرلیا تھا نظر کرنے والے کو نظر کرنے سے کیفیت قتل میں آنحضرتؐ کے۔

چنانچہ روایت میں ہے کہ جبکہ سورج (دائرہ) نصف النہار پر تھا قاتل بیان کرتا ہے امام حسینؑ کے چہرے کے نور نے مجھے مشغول کرلیا تھا (اور میں ان کے قتل کی کیفیت کو نہ دیکھ سکا) اور سر مبارک جبکہ نیزے پر بلند تھا چمکتا تھا نور سے۔ جیسا کہ روایت کی ہے زید ابن ارقم نے جس وقت کہ گزرا ہے حامل راس ان کے مکان کے غرفہ کے پاس سے۔ اور بدن مبارک بھی نور سے چمکتا تھا۔ جیسا کہ روایت اسدی میں ہے جو کہ زراعت کرتا تھا نہر علقمہ پر (اُس کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ امام حسینؑ کی لاش مبارک مثل آفتاب کے چمک رہی ہے)۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے چشمہ جاری ہوا پانی کا پتھر سے۔ اور بہ تحقیق کہ اثر ظاہر ہوا جبکہ مارا جناب موسیٰ نے بہ نفس نفیس اپنے عصا سے پتھر پر۔ یہاں تک کہ پھوٹ کر نکلے اس سے کئی ایک چشمے کرامۃً واعجازاً۔

اور امام حسینؑ کی مصیبت کے اثرات سے خون تازہ جاری ہوا پتھروں سے۔ جیسا کہ سنگریزوں میں بیت المقدس کے (زمانہ شہادت میں پایا گیا) اور بعض روایت

Presented by Ziaraat.Com

میں ہے کہ ہر پتھر کا ٹکڑا جو اٹھایا گیا شہادت کی شب میں تو پایا گیا اس کے نیچے خون تازہ جوش مارتا ہوا۔ اور یہ کیفیت شب شہادت سے صبح تک تھی۔

اور امام حسینؑ کیلئے یہ بھی خصوصیت ہے کہ انکے لیے پانی کا چشمہ جاری ہوتا ہے بالخصوص۔ پس پانی کا چشمہ جاری ہوتا ہے خلائق کی آنکھوں سے ان کی مصیبت میں خواہ مخلوق دکھائی دے یا نہ دکھائی دے۔ بلکہ وہ لوگ جو امام حسینؑ کے اسم مبارک کو زبان پر جاری کرتے ہیں ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں جیسا کہ امامؑ سے روایت ہے (کہ 'انا قتیل العبرۃ..) اور یہ ثابت ہے حضرتؑ کے اسم مبارک کے لیے بالخصوص نہ یہ کہ وہ مصیبت جو آنحضرتؑ پر نازل ہونے والی تھی اور اس سے لوگ مطلع ہوئے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے (بلکہ نام امام حسینؑ کی یہ صفت ہے) اور یہ امر اس وقت ثابت ہوا جب سے اسماء مبارکہ خلق ہوئے۔ اور بہ تحقیق کہ ثابت ہوا یہ اثر جبکہ (جناب) آدمؑ کو اسماء کی تعلیم دی گئی جیسا کہ روایت میں ہے تفسیر میں خداوندِ عالم کے قول ''فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَالتَّوَّابُ الرَّحِيْمُ'' جب نام امام حسین علیہ السلام کو جنابِ آدمؑ نے اپنی زبان پر جاری فرمایا تو آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے۔ [2]

موسیٰؑ وہ ہیں جن کے لیے نازل ہوا ''من وسلویٰ'' آسمان سے۔ اور (امام) حسینؑ وہ ہیں جن کے لیے کثرت سے میوے جنت سے آئے۔ پس کبھی رطب تازہ طبق بلوری میں نازل ہوا۔ اور کبھی طعام مطبوخ آنحضرتؑ کے لیے نازل ہوا، اور کبھی

---

[1] کامل الزیارات باب ۳۶، ص ۱۰۸۔

[2] تفسیر صافی۔

Presented by Ziaraat.Com

انار، اور کبھی سیب، اور بہی دسفر جل نازل ہوئے۔ پس انار اُس وقت مفقود ہو گیا جبکہ جناب فاطمہؑ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ اور سفر جل بہی اُس وقت غائب ہو گیا جب جناب امیر المومنینؑ ابن ملجم لعین کی ضربت سے شہید ہوئے۔ اور سیب باقی تھا امام حسینؑ کے پاس یوم عاشورہ تک حضرتؑ غلبہ تشنگی کے وقت اس کو استشمام فرماتے تھے تو حضرتؑ کو تسکین ہو جاتی تھی اس کی خوشبو سے۔ جناب امام زین العابدین علیؑ بن الحسینؑ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار اس کی خوشبو سونگھ لیتے تھے۔ اور جب میرے پدر بزرگوار شہید ہو گئے تو وہ سیب بہشتی غائب ہو گیا۔ اور نہیں پایا گیا اس کا اثر اور جب میں نے زیارت کی آنحضرتؑ کی قبر کی بعد شہادت کے تو پایا میں نے اس سیب کی خوشبو کو قبر مطہر کے پاس۔ اور جو میرے مخلص شیعوں میں سے امامؑ کی زیارت کرے گا وقت سحر کو تو وہ سونگھے گا خوشبو اس سیب کی۔ (جس کا تذکرہ گزر چکا مختلف کتابوں کے حوالہ سے)

موسیٰ علیہ السلام وہ ہیں کہ جن کے سبب سے طورِ سینا کو شرافت و بزرگی ملی کہ حق تعالیٰ (طورِ سینا کو قرآن مجید میں) بقسم یاد فرمایا ہے خصوصیت کے ساتھ۔

اور امام حسینؑ وہ ہیں کہ ان کے سبب سے ارض کربلا کو شرافت اور بزرگی حاصل ہوئی مثل اس کے۔ بلکہ روایت میں ہے کہ زمین کربلا طورِ سینا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام صاحب عصا ہیں جس سے آیات و معجزات ظہور میں آئے جناب موسیٰ علیہ السلام کے لیے۔ اور امام حسین علیہ السلام صاحب سیف (تلوار) ہیں کہ جن کے سبب سے ظاہر ہوئی (امام حسین علیہ السلام کے ذریعہ) شجاعت نبویہ جو وراثت میں ملی تھی امام حسینؑ کو نبی اکرمؐ کی جانب سے۔ اسی سبب سے شجاعت حسینیہ ضرب المثل ہو گئی۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی تھی:

رب اجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿٢٩﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿٣٠﴾

Presented by Ziaraat.Com

پروردگارا میرے اہل میں سے میرے بھائی جناب ہارونؑ کو میرا وزیر مقرر فرما۔"

اور (امام) حسینؑ وہ ہیں کہ قرار دیا حق تعالیٰ نے اُن کے لیے وزیر اُن کے بھائی جناب عباسؑ کو اُن کے امر میں۔ اور اُن کی وجہ سے امامؑ عالی مقام کی کمر کو مضبوط کیا تھا۔ اور جناب عباسؑ امامؑ کے ناصر تھے۔ اسی وجہ سے جناب امام حسینؑ نے جناب عباسؑ کی شہادت کے وقت یہ مرثیہ پڑھا تھا۔ "الان اکسر ظھری ہائے اے عباسؑ آپ کے مرنے سے (امام) حسینؑ کی کمر ٹوٹ گئی۔

جناب موسیٰ علیہ السلام کے لیے دریائے نیل میں شگاف ہوا۔ (اور) امام حسینؑ کے لیے بھی۔ اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کے لیے ایک دریا میں شگاف پیدا ہوا۔ یہاں تک کہ داخل ہوئے اس میں بنی اسرائیل۔ مگر آنحضرتؑ کی شہادت پر تمام دریا طوفانی ہو گئے یہاں تک کہ مچھلیاں تڑپ کر باہر نکل پڑیں اور نوحہ و بکا کیا اس مظلومؑ پر، اس وقت جب ایک فرشتہ فرشتہائے فردوس اعلیٰ سے دریا پر نازل ہوا۔ اور پھیلا دیا اپنے بال و پر کو دریا پر۔ اور یہ کہا کہ اے اہل دریا اب حزن کا لباس پہن لو اس لیے کہ رسولؐ کا پارہ جگر ذبح کیا گیا۔[1]

اور [2] بعض روایت میں ہے کہ قریب تھا کہ شق ہو جائیں تمام دریا اور داخل ہو جائیں بعض دریا بعض میں پس مقرر کیا گیا ہر دریا پر ایک ملک اور یہ اسوقت ہوتا ہے کہ جب گریہ فرماتی ہیں جناب فاطمہؑ امام حسینؑ پر۔ اور ظاہر ہوتا ہے بعض روایات سے کہ

[1] کامل الزیارات باب ۲۱، ص ۱۲۸۔

[2] کامل الزیارات باب ۲۶، ص ۸۲۔

Presented by Ziaraat.Com

اکثر و بیشتر جناب سیّدۂ شہیقہ یعنی نالہ وفریاد فرماتی ہیں اسی وجہ سے معصومؑ نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ کیا تم لوگ اس بات کو دوست نہیں رکھتے ہو کہ تم لوگ فاطمہ زہرؑا کے ناصر و مددگار ہو جاؤ گریہ میں۔

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قبر خود اپنے ہاتھوں سے کھودی۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام راہ چل رہے تھے۔ جب گزرے ایک ایسے شخص کے پاس سے جو کھود رہا تھا قبر کو۔ تو جناب موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ یہ قبر کس کے لیے ہے؟ پس اُس شخص نے کہا کہ ایک بندے کے لیے ہے اللہ کے صالحین بندوں میں سے۔ پس حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ کیا میں بھی اس قبر کے کھودنے میں تمہارا ہاتھ بٹاؤں۔ (پس اس نے اجازت دی) تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبر کے کھودنے میں اس کا ہاتھ بٹایا۔ پس جبکہ قبر تیار ہو گئی تو اس شخص نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اس میں لیٹ جاؤ تا کہ یہ معلوم ہو کہ اس میں وسعت ہے کہ نہیں۔ پس جناب موسیٰ علیہ السلام اس قبر میں لیٹ گئے تو دیکھا اپنے مقام کو (جنت میں) پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ بارالہا میری قبض روح کا حکم ہو۔ پس جناب موسیٰ علیہ السلام کی روح ان کی قبر میں قبض کی گئی۔ اور (امام) حسین علیہ السلام چونکہ تین روز تک مدفون نہیں ہوئے (اس لیے) قرار دیا اللہ نے کھودنے والا ان کی قبر کا بلکہ ان کے اصحاب کی قبروں کا رسولؐ اللہ کو۔ پس روایت [1] میں وارد ہوا ہے کہ دیکھا جناب اُم سلمہؓ نے عالم رویا میں جناب رسولؐ اللہ کو یوم عاشورہ کہ آنحضرتؐ غبار آلود ہیں، سر مبارک پر خاک پڑی ہے۔ پس فرمایا جناب اُم سلمہؓ نے کہ یا رسولؐ

[1] روایت مذکورہ شب یازدہم ماہِ محرم یا شب دوازدہم ماہِ محرم سے متعلق ہے۔ (ریاض الاحزان)

Presented by Ziaraat.Com

اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں یہ کیا حال ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ اشقیاء امت نے میرے فرزند امام حسینؑ پر حملہ کیا اور ان کو قتل کر ڈالا۔ اور میں نے اپنے فرزند حسینؑ کو مقتول دیکھا۔ میں ابھی تک اپنے فرزند حسینؑ کی اور ان کے اصحاب کی قبریں کھودنے میں مصروف تھا۔

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام کو جب نکالا تھا آل فرعون نے دریا سے۔ پس آئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن تا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حالت معلوم کریں کہ انجام کار کیا ہوتا ہے۔ پس وہ جناب موسیٰ علیہ السلام کو دور سے دیکھ رہی تھیں۔ اور آل فرعون کو اس کا علم نہیں تھا کہ خواہر موسیٰؑ دیکھ رہی ہیں۔ پس دیکھا کہ خواتین مصر نے اُن کو (یعنی جناب موسیٰ علیہ السلام کو) اپنی زرزندی میں لے لیا ہے اور ہاتھوں ہاتھ ایک دوسرے کو دیتی ہیں، اور ایک دایہ سے دوسری دایہ کی گود میں جناب موسیٰ علیہ السلام جاتے ہیں اور بہت سی عورتیں جمع ہوئی ہیں تا کہ ان کے پستان کے ذریعہ جناب موسیٰ علیہ السلام کی رضاعت ہو۔ پس جناب موسیٰؑ کسی کے پستان کو قبول نہیں فرماتے تھے پس بہن ان کی آئیں اور کہا کہ میں خبر دوں اس فرزند کے لیے ایک ایسی مرضعہ (دودھ پلانے والی) کی جو اس کی صحیح کفالت کر سکتی ہے۔ (جس کی تفصیل قرآن میں موجود ہے)۔

اور (امام) حسینؑ جب گھوڑے سے زمین پر گرے تو گھیرے ہوئے تھی آل سفیان لعین۔ اور جب کافی دیر ہو چکی کہ امام مظلومؑ اپنے اہل کے پاس نہیں آئے تو نکلیں خیمے سے امامؑ مظلوم کی بہن جناب زینبؑ تا کہ معلوم کریں کہ انجام کار کیا ہوتا ہے۔ پس جناب زینبؑ نے ملاحظہ فرمایا امام مظلومؑ کو دور سے کہ وہ نرغہ اعداء میں ہیں۔ جسم مبارک

Presented by Ziaraat.Com

خون میں ڈوبا ہوا ہے۔ چاروں طرف سے تلوار و نیزہ اور تیر و تبر امامؑ عالی مقام پر برس رہے ہیں۔ تو جناب زینبؑ نے فریاد کی اور استغاثہ فرمایا لشکر فرعون کی طرف اور فرمایا کہ ..یابن سعد اتقتل ابوعبدالله الحسینؑ و انت تنظر اے ابن سعد آیا ابوعبدالحسینؑ قتل کیے جا رہے اور تو دیکھ رہا ہے۔"

اور (حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنے اہل و عیال کو لے کر روانہ ہوئے اور پہنچے وادی سینا کی طرف۔ اور بہ تحقیق کہ نازل ہوئی ان پر مصیبت ٹھنڈک کی اور بارش کے سبب تاریکی شب میں۔ اور قادر نہیں ہوئے آگ کے روشن کرنے پر۔ پس دیکھا جناب موسیٰ علیہ السلام نے طور کی جانب آگ۔ پس فرمایا اپنے اہل سے:

"اذ قال موسیٰ لا هله امکثوا انست ناراً سناتیکم منها بخبر او ایتکم بشهاب قبس لعلکم تططلون"

"جناب موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو میں ایک آگ دیکھ رہا ہوں۔ میں بہت جلد اس کے پاس سے تمہارے پاس کوئی خبر لاتا ہوں یا کوئی دہکتا ہوا انگارہ لاتا ہوں تا کہ ہم اور تم تاپیں (اور ٹھنڈک دور ہو جائے) یا پاؤں آگ کے ذریعہ سے راستہ ہدایت تک پہنچنے کے لیے جو مجھ سے گم ہو گیا ہے۔"

پس اگر آپ چاہیں قصد کریں کلیم اللہ علیہ السلام سے (امام) حسینؑ ابن رسولؐ اللہ کا جس نے فرمایا تھا اپنے اہل بیتؑ سے کہ میں وادی مقدس اور بقعہ مبارکہ میں آتش جنگ کو مشتعل پاتا ہوں۔ پس میرے ساتھ چلو کیونکہ خداوندِ عالم کے علم میں یہ بات گزر چکی

Presented by Ziaraat.Com

ہے کہ تم لوگ دشمنوں کے ہاتھوں میں اسیر ہو گے۔

جناب موسیٰ علیہ السلام سبزی نوش فرماتے تھے بھوک کے سبب سے یہاں تک کہ شکم مبارک سبز ہو گیا تھا۔

اور (امام) حسین علیہ السلام کے تمام بدن اور سر اور بال اور کھال سے خون کی سرخی دکھائی دیتی تھی اور لب ہائے مبارک کبود ہو گئے تھے پیاس کی شدت سے۔

Presented by Ziaraat.Com

بابِ اسماعیل الذبیح علیہ السلام

(جناب) اسماعیلؑ نے اپنے نفس کو حوالہ کر دیا تھا تا کہ ان کے والد ذبح کریں اللہ سے تقرب حاصل کرنے کے لیے۔ پس جناب ابراہیمؑ نے اپنے فرزند جناب اسماعیلؑ کو قربان کرنے کے لیے خالق کی بارگاہ میں ذبح کرنے کے لیے لٹا دیا اس حال میں کہ ذبح میں نرمی کا ارادہ تھا اور احسان تھا ذبح میں۔ پس خداوند عالم نے (جناب ابراہیمؑ کی) توصیف کی حلم کے ساتھ۔

(اور امام) حسینؑ بھی حلیم تھے۔ سپرد فرمایا اپنے نفس کو (درمیان میں دشمنوں کے) دین اسلام کی بقا کے لیے۔ پس بہ تحقیق کہ قتل ان کو (امام حسینؑ کو) ان کے دشمنوں نے بدردی کے ساتھ کیا کہ کبھی ایسا قتل واقع نہیں ہوا اور نہ کبھی ایسا قتل واقع ہوگا۔ اور جبکہ آپ ملاحظہ کریں جمیع جہات کو اور کیفیات کو مصیبت میں امام مظلومؑ کے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ایسے مصائب امام حسینؑ پر واقع ہوئے کہ نہیں واقع ہوں گے ایسے مصائب (کسی پر) ان کے بعد۔

Presented by Ziaraat.Com

بابِ اسماعیل صادق الوعد علیہ السلام

یہ اسماعیلؑ وہ ہیں جن کا ذکر خداوندِ کریم نے قرآن مجید میں اس عبارت سے فرمایا ہے:

وَاذۡكُرۡ فِي الۡكِتٰبِ اِسۡمٰعِيۡلَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الۡوَعۡدِ وَكَانَ رَسُوۡلًا نَّبِيًّا ۚ﴿۵۴﴾

''اور بیان کرو کتاب اسماعیلؑ کا قصہ کہ وہ وعدے میں سچے تھے اور رسول و نبی تھے۔''

اور یہ اسماعیلؑ، اسماعیلؑ ابن ابراہیمؑ کے علاوہ ہیں۔ بلکہ اسماعیلؑ ابن حزقیل علیہ السلام تھے۔ وہ اپنی امت کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ پس ان کی امت نے ان کو گرفتار کرلیا اور ان کے چہرہ کی کھال جدا کردی۔ پس خداوندِ عالم نے بھیجا ان کی طرف (اسماعیلؑ کی طرف) مطاطائیل ملک عذاب کو اس لیے کہ وہ انتقام لے ان کے دشمن سے۔ پس فرمایا جناب اسماعیلؑ ابن حزقیل نے (کہ انتقام کے بارے میں) میں پیروی کروں گا حسین ابن علی علیہما السلام کی۔ (پس وہ یعنی اسماعیلؑ ابن حزقیل تاسی کرنے والے تھے۔[1] امام حسینؑ کی صرف چہرے کی کھال جدا ہونے میں فی الجملہ۔

(پس) میرے ماں باپ فدا ہو جائیں اس مستضعف غریب پر کہ جس کے بدن کی کھال جدا کی گئی تیروں، تلواروں اور نیزوں سے۔ اور ان کے ساتھ زیادتی یہ کی گئی کہ جسم مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے کردیے گئے۔ جیسا کہ مرثیہ پڑھا ہے امام حسینؑ نے

[1] کامل الزیارات باب ۱۹، ص ۶۵۔

Presented by Ziaraat.Com

اپنے نفس کا ''کانی باوصالی تقطعها علان الفلوات گویا کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ جنگل کے بھیڑیے (یعنی دشمنانِ خدا) میرے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں۔''[1]

---

[1] بحار الانوار، ج ۱۰۔

Presented by Ziaraat.Com

بابِ داؤد علیہ السلام

(جناب) داؤد وہ ہیں کہ جن کے حق میں خداوندِ عالم کا ارشاد ہے:

واذکر عبدنا داؤد ذا الاید انہ اواب

''اور یاد کرو ہمارے بندے داؤدؑ کو کہ وہ کثرت سے نوحہ کرنیو

الے تھے اور وہ توبہ کرتے تھے خداوندِ عالم کی بارگاہ میں۔''

اور وہ نوحہ کرتے تھے اپنی خطاؤں پر (خطا بمعنی ترکِ اولیٰ کے ہیں اس لیے کہ انبیاءؑ معصوم ہوتے ہیں) اور جب وہ منبر پر تشریف لے جاتے تھے (وعظ و نصیحت کے لیے) اور کثرت سے لوگ (اس مجلس میں) جمع ہوتے تھے اور وہ گریہ کرتے تھے جناب داؤدؑ کے ساتھ اور نوحہ کرتے تھے یہاں تک کہ شدت گریہ سے بہت سے لوگ مرجاتے تھے اپنے گناہوں پر۔ اور لحن داؤدی پر۔

اور (امام) حسینؑ وہ ہیں کہ جن کی آواز استغاثہ بلند ہوئی کہ میرا کوئی گناہ نہیں ہے۔ پس کچھ لوگوں نے اس وقت اپنے نفوس کو پیش کیا امامؑ کی نصرت میں اور نوحہ کیا امام حسینؑ کی جسم مبارک پر پرندوں اور وحشی جانوروں نے۔ اور ایک قوم نے جو امامؑ عالی مقام کو دوست رکھتی ان کی مصیبت پر نوحہ و ماتم کیا اور کرتی رہے گی قیامت تک۔

Presented by Ziaraat.Com

بابِ سلیمان علیہ السلام

(جناب) سلیمانؑ وہ ہیں کہ ان کو خداوندِ عالم نے ملک عظیم عطا فرمایا۔ ان کے تابع جن اور انس، وحش اور پرندے قرار دیے۔ اور ہوا ان کے تابع تھی۔ اگر سلیمانؑ پیغمبر ان کو کسی شئے کے بجالانے کے لیے حکم فرماتے تھے تو فوراً وہ حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ اور جب ان کو طلب کرتے تھے تو وہ فوراً حاضر ہو جاتے تھے۔

اور لیکن سلیمان علیہ السلام کربلا حضرت امام حسینؑ وہ ہیں کہ جن کے تابع قرار دیے گئے آسمان کے سات طبق اور زمین کے سات طبق اور وحش اور پرندے اور ہوائیں اور سارے سمندر۔ بلکہ وہ تمام چیزیں جن کو خداوندِ عالم نے خلق فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ جنت و جہنم اور وہ چیزیں جو دکھائی دیتی ہیں۔ اور وہ چیزیں جو نہیں دکھائی دیتی ہیں۔ پس کل کائنات نے صیحہ کیا اور فریاد کی جبکہ صرف امامؑ مظلوم کا سر مبارک تن سے جدا کیا گیا۔[1]

جناب سلیمانؑ کی آزمائشوں میں سے ایک آزمائش یہ تھی کہ ان کی کرسی پر ایک جسد ڈال دیا گیا اور کہا گیا ہے کہ وہ جسد ان کے بیٹے کا تھا جو ان کی کرسی پر ڈال دیا گیا اس حالت میں کہ وہ مردہ تھا۔ پس جناب سلیمانؑ نے توبہ کی۔

(اور امام) حسینؑ وہ ہیں کہ ان کے سامنے ان کے فرزند حضرت علی اکبرؑ کا بدن ٹکڑے ٹکڑے کر کے ڈال دیا گیا۔

---

[1] ملاحظہ ہو کامل الزیارات باب ۲۶ ازص ۷۹ تا ۸۳۔

Presented by Ziaraat.Com

(جناب) سلیمانؑ وہ ہیں کہ ان کے دست مبارک سے انگوٹھی نکال لی گئی۔

(اور امام) حسین علیہ السلام وہ ہیں کہ اشقیاء امت نے آنحضرتؑ کے دستِ مبارک سے مع انگشت مبارک کے انگوٹھی لے لی۔

Presented by Ziaraat.Com

بابِ عیسیٰ علیہ السلام

(جناب) عیسیٰؑ بیٹے ہیں جنابِ مریمؑ عذرا کے۔

(اور امام) حسینؑ بیٹے ہیں (جناب) فاطمہ زہراؑ کے

(جناب) عیسیٰؑ کی مادر گرامی حضرت مریمؑ کو ملائکہ نے پکارا:

یا مریم ان اللہ اصطفاك وطهرك واصطفاك على نساء العالمين

''اے مریمؑ بیشک اللہ نے آپ کو منتخب کر لیا اور پاک و پاکیزہ بنایا اور چن لیا عالمین کی تمام عورتوں پر۔''

(اور امام) حسین علیہ السلام بیٹے ہیں اس کے جسے ملائکہ نے پکارا (یعنی فاطمہؑ)

(جناب) عیسیٰؑ روح اللہ اور اللہ کے کلمہ ہیں۔

(اور امام) حسینؑ اللہ کے نور ہیں اور اس کی رحمت کے دروازے ہیں۔

عیسیٰؑ بیٹے ہیں جناب مریمؑ کے جو اُس زمانہ کی عورتوں کی سردار تھیں۔

(اور امام) حسینؑ بیٹے ہیں سیّدۃ نساء العالمین یعنی جناب فاطمہ زہراؑ کے جو عالم کی کل عورتوں کی سردار ہیں۔

اور سلام عیسیٰؑ بن مریمؑ روح اللہ پر (کہ اس سے مراد یا عیسیٰؑ بن مریمؑ ہیں) جو تکیہ لگاتے تھے پتھر پر۔

یا وہ عیسیٰ علیہ السلام کہ جن کے تن پر سر نہ تھا تا کہ وہ تکیہ لگاتے مٹی پر یا پتھر پر۔

یا وہ عیسیٰؑ ہیں کہ زیب تن فرماتے تھے کھردرا لباس۔

یا وہ عیسیٰؑ ہیں کہ جن کے بدن پر لباس نہ تھا (بلکہ تین دن تک جسم مبارک بے

Presented by Ziaraat.Com

گور وکفن جلتی ہوئی ریت پر پڑی رہی۔

یا وہ عیسیٰؑ ہیں جو گیاہ جنگل کو نوش فرماتے تھے۔

یا وہ عیسیٰؑ ہیں جنہوں نے تین دن تک کچھ نہ کھایا۔

یا وہ عیسیٰؑ ہیں کہ جن کے پاس مال نہ تھا کہ جسے لوٹ کر اِدھر اُدھر لے جایا جاتا۔

یا وہ عیسیٰؑ ہیں جن کے خیام لوٹ لیے گئے اور لباس بدن سے جدا کر لیا گیا۔

یا وہ عیسیٰؑ ہیں کہ جن کے پاس کوئی اولاد نہ تھی جس سے وہ رنجیدہ ہوتے۔

یا وہ عیسیٰؑ ہیں جن کی اولاد تھی۔ جن کی مصیبت میں ان کے قویٰ کمزور ہو گئے اور ان کی آنکھوں میں تاریکی چھا گئی لیکن صبر فرمایا اس مصیبت پر اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے۔

یا وہ عیسیٰؑ ہیں کہ جس کا سایہ ایام سرما میں مشرق و مغرب کی زمین تھا۔ (یعنی وہ ایام سرما میں زمین پر زیر آسمان زندگی گزارتے تھے۔

یا وہ عیسیٰؑ ہیں جن کے بدن مبارک پر سایہ نہ تھا بلکہ تمازت آفتاب میں تین دن تکجسم مبارک جلتی ہوئی ریت پر پڑا رہا۔

یا وہ عیسیٰؑ ہیں کہ جن کی سواری ان کے دونوں پاؤں تھے۔ اور ان کے خادم ان کے دونوں ہاتھ تھے۔

یا وہ عیسیٰؑ ہیں کہ اشقیاء امت نے ان کو نہیں چھوڑا کہ قیام فرماتے۔ اور قطع کر لیا ان کی ہتھیلی کو۔ پھر قطع کر دیا دونوں ہاتھوں کو بعد شہادت کے۔ اور قطع کر دیا انگشت مبارک کو انگوٹھی لینے کے لیے۔

Presented by Ziaraat.Com

المقصد الرابع:

اُس چیز کے بیان میں جو عطا کی گئی انبیاءؑ کو امام حسینؑ کے صفات وخصوصیات سے۔

جان لیں کہ عطا کی گئیں انبیاءؑ کو (امام) حسینؑ کی جانب سے دو چیزیں۔

(۱) اول یہ کہ آنحضرت (امام حسینؑ) اُسوۂ حسنہ تھے انبیاءؑ کے لیے۔ پس جبکہ کسی قسم کی مصیبت نازل ہوتی تھی انبیاء میں سے کسی ایک نبی پر تو وہ تاسی کرتے تھے امام حسینؑ کی۔ اور وہ صبر کرتے تھے اُس مصیبت پر تاسی کرتے ہوئے امام حسینؑ کی۔ اسی وجہ سے امیر المومنینؑ نے فرمایا ایک روز امام حسینؑ سے یا ابا عبداللہ اسوۃً اتت قدماً یا ابا عبداللہ تم اسوہ ہو (لوگوں کے لیے) پہلے سے۔''

(۲) دوسرے یہ کہ ہر وہ شخص جو شدت بلا میں گرفتار ہوا پس بہ تحقیق کہ اُس کے لیے خوشی (وفرج) حاصل ہوئی اُسوقت جبکہ اُس نے جاری کیا امام حسینؑ کے اسم مبارک کو (اپنی زبان پر)۔

اور اس باب میں چند روایتیں ہیں:

۱)۔ پہلی روایت قبول توبہ میں جناب آدمؑ کے اسوقت جبکہ تعلیم دی حق تعالیٰ نے جناب آدمؑ کو پنجتن پاک علیہم السلام کے اسماء مبارکہ کی پس جناب آدمؑ کی دُعا مستجاب ہوئی اُسوقت جب "بحق الحسین علیہ السلام" کو اپنی زبان (مبارک) پر جاری فرمایا۔

۲)۔ دوسری روایت ٹھہرنے میں ہے سفینہ نوحؑ کے اُس وقت جبکہ وحی ہوئی جناب نوحؑ کی جانب کہ تم توسل کرو پنجتنؑ پاک سے۔ پس ٹھہر گئی جنابِ نوحؑ کی کشتی

Presented by Ziaraat.Com

(کوہ) جودی پر جب نوحؑ نے (اپنی زبان مبارک پر) "بحق الحسینؑ" کو جاری فرمایا۔

۳)۔ تیسری روایت استجابت دعا میں ہے جناب زکریاؑ کے۔ اُس وقت جبکہ فرمایا ہے اپنی زبان مبارک سے "فَهَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝" پالنے والے پس مجھ کو عطا فرما اپنی جانب سے وحی۔" پس تعلیم دی خداوندِ عالم نے جناب زکریاؑ کو پنجتنؑ پاک کے اسماء مبارکہ کی پس حاصل ہوئی بشارت جناب زکریاؑ کو جناب یحییٰؑ کی جس وقت جناب زکریاؑ نے اپنی زبان مبارک پر "بحق الحسینؑ" کو جاری فرمایا ہے۔

۴)۔ چوتھی روایت نجات جناب یونسؑ میں ہے ماہی شکم سے۔ پس بہ تحقیق کہ دعا مانگی اسنے (جناب یونسؑ نبی نے) پنجتنؑ پاک کے حق کا واسطہ دے کر اور حاصل ہوئی فرج (وخوشی) جناب یونسؑ کیلئے۔ یعنی شکم ماہی سے باہر نکلے جب انہوں نے اپنی زبان مبارک پر "بحق الحسینؑ" جاری فرمایا۔

۵)۔ پانچویں روایت دفع بلیات میں ہے جناب ایوبؑ کے۔ پس بہ تحقیق کہ اُن کو حاصل ہوئی فرج وخوشی جس وقت کہ انہوں نے دُعا مانگی توسل سے پنجتن پاکؑ کے۔ اور ندا دی خداوندِ عالم نے اپنے اس فرمان سے "ارکض بر.... بارڈ۔ اپنے پاؤں سے زمین پر ٹھوکر مارو یہ غسل کرنے کے ٹھنڈا پانی موجود ہے۔" اُس وقت یہ ندا آئی جب جناب ایوبؑ نے اپنی زبان مبارک پر "بحق الحسینؑ" جاری فرمایا۔

۶)۔ چھٹی روایت حصول فدیہ میں ہے جناب اسماعیلؑ کے لیے اس لیے کہ روایت میں وارد ہوا ہے کہ "ذبح عظیم" سے مراد (امام) حسینؑ ہیں۔ اور اس کے معنی یہ

Presented by Ziaraat.Com

نہیں کہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ جناب اسماعیلؑ افضل ہیں مرتبہ میں (امام حسین علیہ السلام سے)۔

۷)۔ساتویں روایت خروج میں جناب یوسفؑ کے ہے گہرے کنویں سے پس بہ تحقیق کہ یہ چیز حاصل ہوئی جناب یوسفؑ کے لیے توسل سے پنجتنؑ پاک کے۔ اور وہاں ایک قافلہ آ گیا۔ انہوں نے اپنے سقے کو بھیجا۔ اس نے اپنی ڈول ڈال دیا۔ یہ اُس وقت کا واقعہ ہے کہ جب جناب یوسفؑ نے اپنی زبان مبارک پر "بحق الحسین علیہ السلام" کو جاری فرمایا۔

۸)۔آٹھویں روایت رہا ہونے میں ہے جناب یوسفؑ کے قید خانے سے۔ پس بہ تحقیق کہ جناب یوسفؑ نے توسل فرمایا ہے پنجتنؑ پاک سے بعد چند سال کے۔ پس جبکہ اپنی زبان مبارک سے فرمایا "وبحق الحسین علیہ السلام" امام حسینؑ کے حق کا واسطہ" فوراً قید خانہ والا (ساتھی) آیا اور جناب یوسفؑ سے کہا "اے صدیق ہم کو خبر دو" آخر قصہ۔

۹)۔نویں روایت دور ہونے میں غم یعقوبؑ کے ہے جب تنگ ہو گیا امر جناب یعقوبؑ پر (جناب یوسفؑ کے سلسلے میں) تو فرمایا جناب یعقوبؑ نے "اما ترحمنی کیا تو مجھ پر رحم نہ کریگا"

لہٰذا۔(فراق یوسفؑ میں) "میری آنکھیں زائل ہو گئیں اور آنکھوں کی قوت بصارت ختم ہو چکی ہے (فراق یوسفؑ میں)۔"

پس خداوندِ عالم نے وحی فرمائی اُس (جناب یعقوبؑ) کی طرف "قل اللھم انی اسئلك بحق محمد و علی علیہ السلام و فاطمۃ علیہا السلام و الحسن علیہ السلام و الحسین علیہ السلام" تم دُعا مانگو کہ بارالٰہا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں حق کا واسطہ دے کر محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ

Presented by Ziaraat.Com

اور حسینؑ کے ذریعہ کہ تو رد فرما دے میری دونوں آنکھوں کو اور میری آنکھوں کے نور کو۔
پس جیسے میں دتلفظ حسینؑ ادا ہوا یعقوبؑ سے بشیر آیا اور جناب یوسفؑ کی خوشخبری دی۔
اور جناب یعقوبؑ بینا ہو گئے۔

۱۰)۔ دسویں روایت یہ کہ (یعنی جب کبھی شدت انبیاءؑ پر واقع ہوئی ہے تو فرج اس وقت حاصل ہوئی ہے جب ان کی زبان پر نام (امام) حسینؑ آیا۔

اس دسویں روایت میں بعض اس مطلب کی اور اس کے علاوہ بہت سی روایتیں (اس مطلب کی) جو وراد ہوئی ہیں دور ہونے میں انبیاء کے کرب و بے چینیوں کے اور دور ہوتی ہیں ان سے بلائیں ذکر امام حسینؑ کے ساتھ۔ اس قسم کی حدیثیں بکثرت ہیں۔
اور کبھی نام امام حسینؑ لینے کے ساتھ اُن (انبیاءؑ) پر بکاء کا غلبہ ہوا ہے۔ حالانکہ اُن کو سبب گریہ کا علم نہیں تھا جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے آیات کے ذکر میں کہ جب انبیاءؑ کی زبان پر مصیبت کے وقت نام حسینؑ آتا تھا تو فوراً اُن کی دعا مستجاب ہوتی تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

العنوان الثامن

امام حسینؑ کے ان خصوصیات کے بیان میں جو متعلق ہیں افضل انبیاء علیہم السلام سے۔(یعنی اُن خصوصیات کے بیان میں جو نانا نواسے میں پائے جاتے ہیں)اور مراد یہاں پر اس بات کو بیان کرنا ہے کہ افضل انبیاءؑ کے تمام فضائل وامتحانات ثابت ہیں امام حسینؑ کیلئے

جیسا کہ یہ ثابت ہے کہ تمام انبیاء کے امتحانات (جو متفرق طور پر ان کے ہوئے ہیں وہ سب) جمع ہو گئے ہیں ذات سیّد الشہداءؑ میں۔

۱)۔ پس ہم کہتے ہیں کہ جناب محمد مصطفیٰؐ افضل ہیں جمیع مخلوقات سے۔ لہٰذا آنحضرتؐ افضل افضل ہیں امام حسینؑ سے۔ مگر امام حسینؑ افضل ہیں مخلوقین سے اور افضل مخلوقین امام حسینؑ سے ہیں۔ (اور یہ ارشاد نبویؐ حسین منی و انا من الحسین ﷺ سے ثابت ہے)

۲)۔ جناب محمد مصطفیٰؐ سیّد الانبیاء ہیں اور امام حسینؑ سیّد الشہداءؑ[1] ہیں۔

۳)۔ جناب محمد مصطفیٰؐ خاتم النبیین ہیں اور امام حسینؑ خاتم الشہداء ہیں (یعنی اُن کے بعد کوئی خاتم الشہداء نہیں ہو سکتا)۔

۴)۔ جناب محمد مصطفیٰؐ رحمۃ للعالمین ہیں کیونکہ جہات سے فیض عام ہے پیغمبرؐ خدا کے ذریعہ سے اور امام حسینؑ بھی رحمۃ للعالمین ہیں۔ کیونکہ مختلف جہات سے امام حسینؑ

---

[1] کامل الزیارات باب ۲۳ از ص ۱۰۹ تا ۱۱۱۔

Presented by Ziaraat.Com

کے ذریعہ سے بھی فیض عام ہے۔

۵)۔ جناب محمد مصطفیٰؐ شاہد اور مبشر ہیں۔ اور امام حسینؑ شہادت دیں گے قیامت میں اس کے لیے جو اُن کا زائر ہوگا اور جو اُن پر گریہ کرتا ہے۔ ایسی شہادت دیں گے کہ اس کے امر کی اصلاح ہو جائے گی۔ اور امام حسینؑ جو اُن پر گریہ کرتا ہے مبشر ہیں اس وقت (بھی کیونکہ) امام حسینؑ یمین عرش سے رونے والے کو ندا دیتے ہیں کہ اے رونے والے (میری مصیبت پر) اگر تو جان لے کہ کیا (ثواب) اللہ نے مہیا کیا ہے تیرے لیے تو تو زیادہ خوش ہوگا مقابلہ میں اپنے گریہ کے (جو مجھ پر کر رہا ہے)۔

۶)۔ جناب محمد مصطفیٰؐ کو مخصوص کیا خداوندِ عالم نے اپنے اس قول اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ① '' سے اور امام حسین کو بھی اللہ نے کوثر عطا کیا۔ اور اس کوثر کے فیوض و برکات سے یہ ہے کہ جب اس کو امام کی مصیبت پر گریہ کرنے والا پئے گا تو خوش ہوگا۔

جیسا کہ مسمع ابن عبدالملک کی روایت میں۔

۷)۔ جناب محمد مصطفیٰؐ کو خداوندِ عالم نے وسیلہ عطا فرمایا جو شفاعت کے مقامات میں سے ایک مقام ہے اور امام حسینؑ کو بھی اللہ نے وسیلہ قرار دیا ہے (خصوصیت کے ساتھ)۔

۸)۔ جناب محمد مصطفیٰؐ کی شان میں خداوندِ عالم ارشاد فرماتا ہے ''عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا '' اور مقام محمود مقام شفاعت میں سے ایک عظیم مقام ہے۔ اور امام حسینؑ نبی کریمؐ کے اسباب شفاعت میں ایک عظیم سبب ہیں۔ کیونکہ حدیث میں مرقوم ہے کہ جب امام حسینؑ کی خبر شہادت نبیؐ کو دی گئی تو جبرئیلؑ نے فرمایا کہ اگر

Presented by Ziaraat.Com

آپ چاہیں کہ آپ کے دونوں فرزندوں کی شہادت آپ کی امت عاصی کی شفاعت کیلئے ذخیرہ قرار پائے تو آپ ان کی شہادت پر راضی ہو جائیں۔اور اگر آپ چاہیں تو خداوندِ عالم کی بارگاہ میں دعا کریں کہ خداوندِ عالم ان دونوں (شہزادوں) کو زہر وقتل سے محفوظ رکھے۔(مگر یہ کہ شفاعت کے اسباب میں سے دو سبب کم ہو جائیں گے)۔

۹)۔جناب محمد مصطفیٰؐ کے ہر عضو بدن کے لیے ایک ظاہری کرامت اللہ نے قرار دی ہے۔اور امام حسینؑ پیغمبرِ خدا کے اعضائے شریفہ کی کرامات کے مظہر ہیں۔کیونکہ امام حسینؑ کا گلوئے مبارک اور اُن کی پیشانی دونوں چمکتی تھیں۔کیونکہ امامؑ عالی مقام کے گلوئے مبارک اور پیشانی کا پیغمبرِ خدا بہت بوسہ لیتے تھے (تو اس سے معلوم ہوا کہ امامؑ کے گلے اور پیشانی کا چمکنا جناب پیغمبرِ خدا کے لب کی کرامت ہے)۔اور جناب پیغمبرِ خدا امام حسینؑ کے ناف کے اوپر کے حصہ کا بوسہ لیتے تھے۔مگر اس کا سبب نہیں معلوم تھا کہ آنحضرتؐ اس جگہ کا بوسہ کیوں لیتے تھے۔یہاں تک کہ (کربلا میں وقت عصر) تیر سہ شعبہ قلب امام حسینؑ پر لگا جو حقیقۃً قاتل امامؑ تھا (یعنی اس تیر کے لگنے کے بعد اگر قاتل سر مبارک کو جدا نہ کرتا تب بھی شہادت واقع ہو جاتی) پس معلوم ہوا کہ رسولؐ اللہ امامؑ عالی مقام کے ناف کے اوپر کا (جو قلب کے پاس ہے) اسی وجہ سے بوسہ لیتے تھے۔اور نبی کا امام حسینؑ کے قلب کے اُوپر کا بوسہ لینا ان کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔

۱۰)۔جناب محمد مصطفیٰؐ کے لیے معراج ہے مخصوص کیفیتوں کے ساتھ۔اور امام حسینؑ کے لیے بھی معراج ہے مخصوص کیفیتوں کے ساتھ۔پس ان کے لیے معراج جسمانی بھی ہے ان کی شہادت کے دن اور معراج روحانی بھی ہے۔(معراج جسمانی تو

Presented by Ziaraat.Com

جسم مبارک فرشتے عرش پر لے گئے۔ اور معراج روحانی تو (خداوندِ عالم) کی ندائے غیب سے ثابت ہے۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ شہادت کے وقت یہ ندا آئی:

''يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ...)

۱۱)۔ جنابِ محمد مصطفیٰؐ نے خداوندِ عالم کے اس خطاب ''فاصدع بما تؤمر'' کے بعد اعلان فرمایا اُن تمام احکام کا جن کا اللہ نے انہیں حکم دیا تھا۔ پس تن تنہا اعلان حکم الٰہی کے لیے کھڑے ہو گئے اور ندا دی اور بدر اور حنین اور اس کے علاوہ جنگوں میں اور احزاب میں مصیبتیں برداشت کیں۔

اور امام حسینؑ نے بھی اعلان فرمایا جس کا ان کو حکم تھا۔ پیغمبرِ خدا کی روش کے مطابق اعلان حق میں تنہا کھڑے ہوئے اور تنہا ندا دی۔ اور امامؑ عالی مقام کے جہاد میں تمام مشقتیں جمع ہو گئی تھیں یوم عاشورا جو مشقتیں پیغمبرِ خدا پر پڑی تھیں مختلف جنگوں میں۔ اور سیّد الشہداءؑ کے لیے تمام سہولتیں (جو جنگ میں ہو سکتی ہیں) ختم ہو گئی تھیں۔ اور ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ تفصیل ہے۔ اور کب تک میں یہ کہتا رہوں گا کہ جنابِ محمد مصطفیٰؐ کے یہ فضائل ہیں اور اس کے مطابق امام حسینؑ کے یہ فضائل ہیں۔ اور پیغمبرِ خدا نے تو یہ فرما ہی دیا ہے کہ حسین مني و انا من الحسين ﷺ

پس ہم اس عنوان کو ختم کرتے ہیں یہ کہہ کر کہ ہم بھی بے چین ہیں گناہ گار ہونے کی بنا پر اور عظیم ہو گئی ہے آزمائش اُن خطاؤں سے جن خطاؤں نے ہمیں ہلاک کر دیا ہے۔ پس سوال کرتے ہیں ہم حق تعالیٰ سے حق کا واسطہ دے کر محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کا اور جب جاری ہو جاتے ہیں آنسو ہماری آنکھوں سے اس لیے کہ ہمیں

Presented by Ziaraat.Com

علم ہے ان مصیبتوں کا جو امامؑ مظلوم پر نازل ہوئیں۔

پس ہم سوال کرتے ہیں خدا کی بارگاہ میں کہ حق تعالیٰ دور کردے ہم سے بلاؤں کو امام حسینؑ کے نام کی برکت سے اور تاثیر سے اسم مبارک کی اور ہم کو معرفت آل محمدؐ سے بہرہ مند فرما۔

والحمد للہ رب العالمین

والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ اجمعین۔

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com